اس کے انسداد کے لیئے اوس نے کئی دفعہ معاہدے کئے پے در پے مہمین روانہ کین۔ لیکن حالت ویسی ہی ابتر رہی۔ چنانچہ معاہدہ دشور کے بعد فرانس کی کمکی فوج تو آسٹریا سے فرانس کو واپس آگئی۔ مگر فرانسیسی بیڑہ کو قزاقون کی سرکوبی پر مامور کیا گیا۔ اکثر مشیرون نے لوئی چہار دہم کو ساحل افریقہ پر متصرف ہوجانے کی صلاح دی۔ لیکن مازارین کیطرح اوس کے شاگرد کولبرٹ وزیر مال و تجارت نے ٹرکی کے ساتھہ علانیہ بگاڑ کرنا مصلحت نہ سمجھا۔ آخر دونون رائیون کے بین بین فیصلہ کیا گیا ہے کہ جسطرح گورنمنٹ ہسپانیہ نے قصبہ اوران الجزائر کا مشہور بندرگاہ۔ سرحد مراکو کے قریب اپنی فوجی چوکی مقرر کر رکھی ہے۔ اوسی طرح فرانس بہی ساحل پر کوئی بحری سٹیشن قایم کرے۔ اس مدعا کیلیے رشیلو کی تجویز کی تقلید مین مالٹا کے نائیٹون سے اتحادی معاہدہ کیا گیا۔ جس کے روسے اونہون نے اپنا کل بیڑہ فرانس کے حوالہ کردیا۔ گورنمنٹ فرانس نے اپنی بحری طاقت کو اس طرح سے مضبوط کرکے ڈیوک بوفورٹ کے زیر کمان تیس جنگی جہاز بندر جیجیری پر قبضہ کرنے کے لیئے روانہ کردیئے۔ ڈیوک نے اس چھوٹے سے قصبہ کو فورًا فتح کرکے ایک مضبوط قلعہ تعمیر کیا × × × × × × × × × × جس کے کھنڈرات ابتک موجود ہین۔ لیکن فرانس کے بری اور بحری سپاہ مین جلد نزاع پڑگئی۔ اور اہالی الجزائر نے اوس سے فایدہ اوٹھاکر فرانسیسیون کو وہان سے نکال دیا۔ اور شہر پر پہر متصرف ہوگئے۔ فرانس کی اس ناکامی کے باوجود اوس کی یورش جیجیری سے تمام قلمرو عثمانیہ مین سخت جوش پیدا ہوگیا۔ اور مصر شام ٹرکی اور افریقہ کے کل مسلمان عیسائیون کے خون کے پیاسے ہوگئے۔ شام کے بندرگاہ مین جو فرنگی داخل ہوتا۔ اوسے سخت بیحرمت کیا جاتا۔ اور چارون طرف سے مسلمان دیسی آوازے کسنے شروع کردیتے کہ جیجیری کا بدلا لیکر چھوڑین گے۔ انگریز ڈچ اور تمام دیگر یورپین ترکی بنادر اور قصبات مین فرانسیسیون سے بالکل الگ رہتے۔ اور اونہون نے عام اعلان کردیا۔ کہ ہم فرنچ نہین ہین۔ نہ ہم نے جیجیری کے معاملہ مین کوئی دخل دیا ہے۔

یہ عام جوش دیکھہ کر لوئی چہار دہم کی گورنمنٹ کی آنکھین کہل گئین۔ اوسے یقین تہا کہ جنگ سینٹ گوتھرڈ اور مہم جیجیری سے باب عالی کا استغنا دور ہوجائے گا۔ اور فرانس کو وینس کی مدد کرتا ہوا دیکھہ کر تلافی مافات اور سابقہ اتحاد کی تجدید پر مایل ہوجائیگا۔ اور ہم سے اوس کے لیئے بمنت رجوع کریگا۔ لیکن دیوان کو غصہ کو چھپائے ہوئے ویسا ہی بہاری بھرکم بنا رہا۔ اوس نے × × × × × × × × × × × × × × × × فرانس کے سفیر کے چلے جانے کی کچہہ پرواہ نہ کی۔ فرانس کی مخالفانہ روش کو حقارت کے ساتھہ نظر انداز کرتا رہا۔ انقطاع سے کوئی اندیشہ و خوف ظاہر نہ کیا۔ اور بجائے خود فرانس کی تجارت کو بے رونق اور اوس کے تجار کو تنگ کرتے رہنے سے اپنے پرانے دوست کی بدعہدیون کا ترکی بہ ترکی جواب دیتا رہا

ہے کہ حالت ایسی نازک ہوگئی کہ دونون مین یہ قطعی فیصلہ ہونا لازمی ہوگیا کہ یا تو وہ پھر پہلے کیطرح دوست صمیم بنجائین۔ یا بالکل اجنبی اور بیگانہ۔ فرانسیسی مدبر ڈاوڈ نے لوئی چہاردہم کو لکھا کہ یہ ٹرکی اور فرانس کی موجودہ تعلقات کی ایسی صورت ہے کہ اس سے بدرجہا کم کشیدگی پر یورپ مین بارہا جنگ و جدال ہوچکا ہے۔ ہمکو یا تو ٹرکی کا کہلم کہلا دشمن بنا چاہیئے یا سابقہ اتحاد و رابطہ کو از سر نو تازہ کیا جائے؛ کالبرٹ پہلے امر کا مخالف تہا۔ اوس کی رائے مین اس لڑائی سے فرانس کی تجارت کا ایک حصہ معدوم ہوجائیگا اور وہ خود ایسے قضیہ مین مبتلا ہوجائیگا۔ جسکا انجام بظاہر کوئی نظر نہین آتا۔ اوس کی رائے غالب آگئی۔ اور اوس کے دباؤ اور ملکی ضرورت کے لحاظ سے لوئی کو خود صفائی کے مستدعی ہونے کی ذلت اوٹھانی پڑی اوس نے ساذہ فرانسیسی سفارت کے دو سکرٹریون کو یہ دریافت کرنے کے لیئے قسطنطنیہ روانہ کیا۔ کہ کیا باب عالی معاہدون کی تجدید پر آمادہ ہے۔ اور اگر وہ فرانسیسی سفیر کو عزت کے ساتھہ قبول کرنے پر رضی ہو تو چھوٹے ڈی لاہے کے سفیر بنا کر بھیجے جانے پر اوسے کوئی اعتراض تو نہین ہوگا۔ احمد کوبرلی ان ایلچیون سے اس طرح سے پیش آیا کہ گویا جبری سینٹ گوتہرڈ اور کینڈیا کے معاملات ترکون کو بالکل فراموش ہوگئے ہین۔ اوس نے اونکو کہا کہ فرانس و باب عالی کی دوستی ایسی قلیل المدت نہین ہے۔ کہ ایک سفیر کے پاگلانہ افعال سے اوس مین فرق پڑجائے۔ باب عالی ڈی لاہے کو بڑی خوشی سے قبول کرنے کو تیار ہے۔ لیکن فرانس نے اس شخص کو منتخب کرنے مین دانائی کا کام نہ کیا۔ اوس کے باپ کی کرتوتین ترکون کو کبھی نہین بھول سکتی ہین۔ اور ماسوا ءازین وہ خود بھی ایسا تند مزاج اور کینہ توز تھا۔ کہ ویسے شخص کو ایسے نازک کام پر مامور کرنا ہرگز قرین مصلحت نہین تہا۔ وہ ۱۶۶۶ء مین قسطنطنیہ مین وارد ہوا۔ اور خود فرانسیسی مورخ پارڈن معترف ہے کہ اوس نے آتے ہی وہ اکڑفون دکہائی کہ الامان۔ جب وہ ارکین دیوان اور وزراء کو ملنے گیا۔ تو اپنے بادشاہ کی عظمت اور جبروت کے سواء اور کوئی بات اوس کے منہ سے نہ نکلی۔ اس سے احمد کوبرلی نہایت ناراض ہوگیا۔ اوس نے اوسکو اوسپر محمول کیا کہ ڈی لاہے ہماری گود مین بیٹھکر ہماری ڈاڑہی نوچ رہا ہے۔ اور سلطان کی عظمت و سطوت کی تحقیر کرتا ہے۔ یہ خیال وزیر کے دل مین ایسا مضبوط ہوگیا۔ کہ جب سفیر مذکور دوبارہ ملنے گیا۔ تو تعظیم دنیا تو درکنار۔ وہ اوسکی طرف متوجہ بھی نہ ہوا۔ اور آخر کار جب اوس کی طرف رخ کیا بھی۔ تو اوسے فرانس کی اس بد عہدی پر سخت ملامت کی کہ اوس نے ٹرکی کے اعدا آسٹریا و وینس کو امداد دی۔ اس کے بعد اوس نے کوئی اور ذکر کرنے کے بغیر لاہے کو رخصت کردیا۔ ڈی لاہے وہان تو غصہ کو تھامے رہا۔ لیکن محل سے باہر نکلتے ہی اوس نے وزیر کو کہلا بھیجا کہ مین اس ملاقات کو کالعدم تصور کرتا ہون۔ اور میرا مطالبہ ہے

کہ وزیرِ اعظم بحیثیت سفیر فرانس مجھسے نئی ملاقات باقاعدہ کرے۔ جس مین میرے درجہ کا ادب و احترام پورا ملحوظ رکھا جائے۔ وزیر نے درخوست کو معہ شرط منظور کر لیا۔ بلکہ اوس کی ایسی تکمیل کی کہ وہ فرانسیسی سفیر سے اس دوسری ملاقات سے۔ اور اوس نے سفیر کو بیٹھے نہین دیکھا تھا۔ ڈی لاہے یہ دیکھ کر اور بھی جل بھن گیا۔ اور اوس نے وزیر کو اوس کے حقارت آمیز برتاؤ اور عدم ایفاء وعدہ جو سفیر کے احترام کے متعلق شاہ فرانس سے کیا گیا تھا پر بہت ملامت کر کے کہا کہ اگر میری ذلت و تحقیر کی تلافی نہ کی گئی تو مجھے حکم ہے کہ مین عہدنامون کو واپس کر کے فرانس کو لوٹ جاؤن۔ سفیر نے اس موقعہ پر ایسی تندی دکھائی کہ احمد فاضل[1] ایسا متحمل مزاج بھی اوسے برداشت نہ کر سکا۔ اور اوس نے بھی ویسی ہی تلخی سے جواب دیا۔ اوسپر سفیر نے عہدنامون کو ترجمان سے لیکر وزیر کیطرف پھینک دیا۔ اور جانیکے لئے اٹھہ کھڑا ہوا۔ وزیر کی طبیعت اب تو بالکل بے قابو ہو گئی۔ اوس نے ڈی لاہے کو یہودی اور کتا عیسائی کہکر ڈانٹ بتائی۔ ڈی لاہے نے تلوار کھینچنے کے لیئے قبضہ کیطرف ہاتھ بڑھایا۔ اتنے مین چاؤش نے دوڑ کر وہی کرسی جس سے ڈی لاہے اوٹھہ کھڑا ہوا تھا۔ اوٹھا کر اوسے دے ماری اور ایک گھونسہ اوس کے کان پر رسید کیا۔ اس پچھلے واقعہ کا کاروائی صرف آسٹرین سفیر ہے تاہم نوبت یہان پہونچی ہو یا نہ۔ یہ محقق ہے کہ محل سے باہر نکلتے ہی ڈی لاہے گرفتار ہو کر تین دن محل کے ایک کمرہ مین مقید رکھا گیا۔ اور درین اثناء احمد کوبرلی نے مفتی اور قبودان پاشا سے صلاح و مشورہ کر کے اوس لڑائی کے نتیجہ پر جسکا سفیر کو قید یا قتل کرنے پر چھوٹ جانا یقینی تھا بحث کی۔ اتنے مین سلطان کو خبر ہوگئی۔ اور اوس نے وزیر کو سفیر سے صفائی کر لینے کا حکم دیا۔ اودھر ڈی لاہے کو بھی اندیشہ تھا کہ شاہ فرانس میری حرکتون سے خوش نہیں۔ مصلحت کو غنیمت تصور کیا۔ اور باہمی قرارداد سے یہ تصفیہ ہوا کہ یہ دونون ملاقاتین کالعدم سمجھی جائین۔ سفیر اون کے متعلق اپنی گورمنٹ کو کچھہ نہ لکھے۔ اور تیسری ملاقات مین وزیر نے اوسکا حسب معمول ادب و احترام کرنے کا وعدہ کیا۔ چنانچہ جب یہ ملاقات ہوئی تو احمد کوبرلی نے ڈی لاہے کی بہت خاطر و مدارات کی۔ اور اوسے تحائف سے لاد دیا۔ مگر اس ظاہری تپاک سے دل کسطرح صاف ہو سکتے تھے۔ فرانس اور ٹرکی مین بظاہر تو دوستی قائم ہو گئی۔ مگر در پردہ ایک دوسرے کو نقصان پونچانے مین برابر مصروف رہا۔ اس موقعہ پر ضمناً یہ بتا دینا بے محل نہ ہوگا۔ کہ سفراء بابعالی کے مہمان سمجھے جاتے تھے۔ جنکو یومیہ خوراک وغیرہ کے لیئے ٹرکی خزانہ سے روپیہ دیا جاتا تھا۔ یہ رواج اس انیسوین صدی میں اسوقت سے بند ہوا ہے۔ جبکہ ٹرکی نے بھی دیگر دربارون مین اپنے سفیر رکھنے شروع کر دیئے۔ وزیر

[1] احمد کوبرلی کو قوم کی طرف سے یہ خطاب ملا تھا۔ مؤلف ۱۲۔

وزیر اعظم سفیر کے آنے پر تعظیم نہین دیا کرتے تھے۔ عیسائی سلطنتین جب طاقتور رہو گئین۔ تو اونکو یہ ناگوار گذرا اور صدر اعظم پرانے دستور پر بڑے زور سے معترض ہوئے آخر اسی صدی مین یہ فیصلہ ہوا کہ جب کوئی سفیر وزیر اعظم کو ملنے جائے تو کمرہ مین ایک دروازہ سے وہ داخل ہو اور اسیوقت سامنے کے دروازہ سے وزیر اعظم تشریف لائین تاکہ دونون مین سے کسی کو پہلے بیٹھنے کا موقع نہ ملے۔ فرانس کے سفراء کے حالات سے ناظرین کو مہذب ترین یورپین قوم کی تہذیب و شایستگی کی کیفیت بخوبی معلوم ہو گئی ہوگی۔ اس زمانہ کے دوسرے عیسائی سفراء بھی ان سے کچھ کم نہ تھے۔ چنانچہ اسی سلطان محمد چہارم کے عہد مین ترکون نے جیسے متحمل مزاج اور متواضع قوم کے وزراء کو ایک روسی سفیر ایک دفعہ لاتین مروا کر سامنے سے نکلوا دینا پڑا اور اسٹریا مین سفارت کے ترجمان کو کئی دفعہ تازیانہ کی ضربون سے ہوش مین لانا پڑا۔

سفارتی متعلقات قایم ہو جانے پر گورنمنٹ فرانس نے ڈی لاہے کی معرفت باب عالی سے معاہدات کی تجدید یا اور براہ مصر و بحیرۂ قلزم ہندوستان سے فرانسیسی تاجرونکو تجارت کرنے کی اجازت ملنے کی درخوست کی جو نامنظور ہوگئی۔ باب عالی کو فرانس کی بیوفائی اور غداری کے باعث اوس سے ایسی نفرت ہو گئی تھی۔ کہ ریاست جنوا کے تاجرون نے جو فرانسیسی علم کی حمایت مین لیوانٹ سے تجارت کرتے تھے۔ جب اپنے تئین فرانس کے زیر حمایت ظاہر کر کے باب عالی سے ترکی رعایا کے ساتھ براہ راست بیوپار کرنے کی اجازت چاہی تو انکار کر دیا گیا۔ لیکن جب اونہون نے بعد مین انگلستان کے توسط سے یہی درخوست کی تو اونکو انگریزون اور ہالنڈیون کیطرح براہ راست مراعات دیا معاہدات عطا کر دی گئین۔ لوئی نے خبر ملنے پر لاہے کو باین دلیل اونکی منسوخی کا مطالبہ کرنے کی ہدایت کی۔ کہ بروئے معاہدات ترکی کسی اور یورپین قوم کو جبتک کہ وہ فرانسیسی علم کی حمایت مین نہ ہو براہ راست امان عطا نہ کرنیکا فرانس سے اقرار کر چکی ہوئی ہے۔ وزیر نے جواب دیا کہ باب عالی کے دروازے آمد و رفت کے لیئے ہر ایک کے واسطے کھلے ہوئے ہین۔ شاہ فرانس سلطان کو پرانے دشمنون سے صلح کرنے اور انکی درخوست پر اونہین مراعات عطا کرنے سے روکنے کا کوئی استحقاق نہین رکھتا۔ شاہ فرانس کو اسے کافی سمجھنا چاہیئے۔ کہ باب عالی اوسکو بادشاہ اور سب سے اعلے عیسائی فرمانروا سمجھتا ہے۔ مگر دوسری قومون کے متعلق وہ ہمکو فہمایش کرنے کا کوئی منصب نہین رکھتا" سفیر نے پھر عثمانیہ دربار کو بد عہدی کا الزام دیکر جواب دیا۔ کہ "میرا بادشاہ خدا کی مہربانی سے اعلے ترین عیسائی فرمانروا ہے۔ نہ کہ باب عالی کے اوسے بادشاہ تسلیم کر لینے کی بدولت" بہر حال اہالی جنوا کے حق مین مراعات قایم رکھی گئین اور دربار فرانس نے کینڈیا مین وینس والون کو بھی مدد دیکر بزعم خود ترکون سے اپنی خفگی کا بدلہ

مہدی ومسیح کاذب کا خروج فتح کینڈیا اور فرانس کی مسلسل غداری

احمد کوپریلی ہنگری سے واپس آتے ہی کینڈیا کی فتح کے فکر مین ہوگیا۔ کریٹ مین لڑائی شروع ہوئے بیس برس ہوگئے تھے۔ اور اوس کے صدر مقام کینڈیا کا جہانتک تعلق تہا ہنوز روز اول کا معاملہ تہا۔ مگر ملک کے حصہ کثیر مین طاعون کے نمودار ہوجانے اور دیگر مصائب ارضی وسماوی کی وجہ سے وہ اپنی خواہش کو فی الفور پورا نہ کرسکا پے درپے زلزلے سے سنہ [illegible] ہجری مین کئی شہر تباہ اور بڑے بڑے پہاڑ غرق ہوگئے طاعون سے ہزارون مرد وزن فوت ہوگئے۔ اور شدت برف اور کثرت سرما سے بیشمار چارپائے ہلاک ہوئے۔ یہ بلیات دور ہوئین تو ملک مین ایک نئی شورش برپا ہوگئی۔ ٹرکی کے عیسائیون کے دونون مخالف گروہ یعنی یونانی کلیسا کے معتقدین اور رومن کیتھولک بیت المقدس کی تولیت پر تو جھگڑ ہی رہے تھے۔ کہ یروشلیم کے ایک یہودی امام سباتہائی نے ۱۶۶۶ء مین مسیح موعود ہونیکا دعویٰ کرکے یہودیون مین عام تحریک پیدا کردی۔ ادہر اوس کے بالمقابل کردستان مین ایک مسلمان شیخ مہدی موعود ہونے کا دعویٰ کرکے ہزارون کردون کو اپنا معتقد بنالیا۔ اور اس اجتماع غریبہ سے عام مسلمانون کو قرب قیامت کا یقین ہوگیا۔ مدعی مسیحیت نے نہ فقط عثمانیہ سلطنت بلکہ کل یورپ کے یہودی بادیون مین اپنی بعثت کی خبر مشتہر کردی۔ اور اوس کے معتقدون نے اس تواتر اور کثرت سے اوس کے اعجاز وکرامات کو مشہور کیا کہ قسطنطنیہ سمرنا اور دیگر ترقی مہاری سے نہین بلکہ جرمنی ہیگ ہارن وینس اور امسٹرڈم سے بہی جوق درجوق یہودی اوس کے پاس جمع ہونے لگ گئے۔ اور کئی عیسائی بہی اوس کے معتقد ہوگئے۔ مگر چند یہودی امامون نے اوسکی مخالفت کی۔ اور اوسپر یروشلیم قاہرہ سمرنا اور دیگر بلاد شرق مین جہان جہان سباتہائی کی دعوت پہونچ گئی تہی۔ عام بلوے شروع ہوگئے۔ بیت المقدس کے ترکی حکام پہلے تو خاموش رہے۔ مگر جب دیکہا کہ فساد بڑہتا ہے تو اونہون نے اوس کی گرفتاری کا ارادہ کیا۔ سباتہائی جو طلیق اللسان اور صبیح الوجہ ہونے کے ساتہہ ہی چالاک بہی بڑا تہا۔ بیت المقدس سے قسطنطنیہ کیطرف روانہ ہوگیا۔ رستہ مین ہر جگہ اوسکی جمعیت بڑہتی گئی۔ اور وہ بڑے جاہ وجلال سے دارالخلافہ مین داخل ہوا۔ احمد کوپریلی کو پہلے ہی اوسکا خیال تہا اب مسیح کاذب کے ہی ایک ساتہی نے اوس کے پاس شکایت کی کہ مسیح صاحب بغاوت برپا کرنے کا ارادہ رکہتے ہین۔ اوسپر وزیر نے اوسے گرفتار کرکے قیدخانہ مین بہیجدیا۔ مگر اس سے اوس کے معتقدین کے اعتقاد مین کوئی خلل نہ پڑا۔ بلکہ قید کو مسیح کی کامیابی کی مستحکم دلیل سمجہے۔ اونکا اعتقاد

تھا کہ مسیح صادق کی نسبت پُرانی پیشگوئی ہے کہ ظاہر ہونے کے بعد نو مہینون کے لیئے غائب ہوجائیگا۔ اور پھر ایک تیتری پر سوار ہوکر جس کے منہ پر سات سر والے سانپون کی لگام پڑی ہوگی۔ واپس آئیگا۔ اور کل دُنیا کا فرمانروا ہوجائیگا۔ سلطان کو جب معلوم ہُوا کہ عیسائی اور یہودی روپیہ خرچ کرکے قیدخانہ مین بہی جوق در جوق اوس کی قدمبوسی کے لیئے جاتے ہین۔ تو اوسے بہی اوس کے دیکہنے کا شوق ہُوا۔ اوس نے سباتہائی کو اپنے سامنے بلاکر کہا کہ مین تیرا امتحان کرنا چاہتا ہون۔ اگر تو سچا مسیح ہُوا تو اپنے اعجاز سے اوس مین کامل اُتریگا۔ یہ کہکر سُلطان نے اپنے قادر انداز تیرانداز کو بلایا۔ اور سباتہائی کو مخاطب کرکے کہا کہ یہ تو مین جانتا ہون کہ ایسے صاحب کرامات کے جسم پر تیر کچھ اثر نہین کرینگے۔ مگر مین صرف یہ دیکہنا چاہتا ہون کہ تیر تیرے جسم سے پلٹ کر پیچھے گر پڑین۔ تو بطور نشانہ سامنے کہڑا ہوجا۔ تیراندازون کی کمانون کو خمیدہ دیکہہ کر اور یہ الفاظ سُنکر مسیح موعود کا پیشاب خطا ہوگیا۔ وہ سُلطان کے قدمون پہ گر پڑا۔ اور عرض کیا کہ مین ایک معمولی انسان ہون۔ میرا دعوی محض جھوٹا تہا۔ میری خطا بخشی جائے۔ سُلطان نے جوابدیا۔ تو نے اس دعوی سے عام شورش برپا کردی۔ اور مزید بران سُلطانی مقبوضہ فلسطین کا مسیح ہونے کا دعوے کرنے سے جو وہان کی ملکیت وحکومت کے دعوی کے برابر تہا تو بغاوت کا مجرم ہوچکا ہے۔ لیکن اگر تو تائب مُسلمان ہوجائے تو مین تیرے جرم سے درگزر کرجاؤنگا۔ سباتہائی بڑی خوشی سے مسلمان ہوگیا۔ اور عجیب طرفہ یہ ہے کہ یہ ماجرا دیکہہ کر بہی اوس کے کئی عیسائی اور یہودی معتقد اوس کے ساتھ ہی مسلمان ہوگئے۔ مگر اونکا حصہ کثیر اوس کی جان کا دشمن ہوگیا۔ جن کے گزند سے اوسے محفوظ رکہنے کے لیئے سُلطان نے اوسکو اپنی ملازمت مین لیکر محلسرای سُلطانی کا دربان مقرر کردیا۔ سباتہائی کے مذہبی جوش مین اب بہی کوئی کمی واقع نہ ہوئی۔ مگر وہ جوش اب یہودیون کو مُسلمان بنانے مین صرف ہوتا رہا۔ اور اوس کی پند ونصایح سے ہزارہا یہودی مُسلمان ہوگئے۔ کچھ عرصہ بعد وہ موریا کو جلاوطن کردیا گیا۔ جہان وہ طبعی موت سے فوت ہوگیا۔ سباتہائی کے حالات پڑہنے سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان کی خوش اعتقادی کی بہی کوئی انتہا نہین۔ اوس کے چند پیروون کے اوس کے ساتھ ہی اسلام قبول کرلینے سے بہی زیادہ یہ ملاحظہ ہے کہ یہودیون کو اوس کے تبدیل مذہب اور موت کے بعد بہی اوس کے مسیح صادق ہونے کا برابر یقین رہا۔ اور ان لوگون کا یہودیون مین ایک علیحدہ فرقہ قائم ہوگیا جو اب تک موجود ہے۔

کُردستان کے مہدی صاحب کا حشر بہی بجنسہٖ مسیح موعود کے برابر ہُوا۔ موصل کے باشندے سیّا تہا

کے مسلمان ہونے سے چند ماہ بعد اوسے گرفتار کرکے سلطان کی خدمت مین بہیجدیا۔ ظل اللہ کے روبرو جاتے ہی وہ بہی مہدی آخرالزمان ہونیکے دعویٰ سے دست بردار ہوگیا۔ مگر چونکہ اُس نے سلطان کے سوالات کے جواب نہایت معقولیت اور عقلمندی سے دیئے۔ سلطان نے خوش ہوکر اوس کی خطا بہی معاف کردی۔ اور مسیح موعود یا مسیح دجال کیطرح اوسے بہی اپنی ملازمت مین لیکر خزانہ سلطانی کے محافظین مین داخل کردیا ✦

ان خرخشون سے فارغ ہوکر سلطان اور اوسکا عالی ہمت وزیر تسخیر کینڈیا پر ہمہ تن متوجہ ہوگئے۔ اور محمد چہارم نے خود ہمراہ جانے کا ارادہ ظاہر کیا۔ وزیر نے اس غرض کے لیئے ایڈریانوپل مین زبردست فوج جمع کرلی ہوئی تہی۔ دربار بہی وہین مقیم تہا۔ جیساکہ سلطان محمد کے عہد مین منگل بنارہتا تہا۔ مگر اوسکا ذکر پہر کیا جائیگا۔ سلطان نے شاہی خیام باہر نصب کئے جانے کا حکم دیکر فتح قسطنطنیہ۔ جنگ خالدران و محاصرہ رہوڈس و بلگریڈ کے حالات ہر روز سنائے جانیکا حکم دیا۔ لیکن محمد ثانی سلیم اول اور سلیمان صاحب قران کے ان جنگی کارنامون کے سننے سے محمد چہارم کے دل مین جو جنگی جوش و حرارت پیدا ہوئی۔ اوسکو اُس نے صید و شکار مین پہلے سے زیادہ مستعدی اور تیزی کے ساتہہ مشغول ہوجانے سے سرد کرلیا۔ میدان جنگ مین جانے کی جرأت نہ پڑی۔ اوس کی شجاعت و مردانگی کا میدان شکارگاہ تہا۔ مرد میدان توکجا وہ مرد حرمسرا بہی نہ تہا۔ جہان وہ ایک یونانی الاصل کنیز کا غلام بے دام بنا ہوا تہا۔ یہ نازنین کریٹ کے قصبہ ریتی مو کی متوطن تہی۔ اور اوسے سلطان پر اسقدر قابو حاصل ہوگیا تہا کہ جو چاہتی تہی اوس سے کرالیتی تہی۔ مگر خوش قسمتی سے یہ ماہ جبین کوبرلی سے بہت خوش اور اوس کی بڑی معاون تہی۔ جس سے اوسکو اپنے اختیارات اور وزارت کے قیام کا بورا الیقین ہوگیا ہوا تہا۔ اور اسی بات سے مطمئن ہوکر وہ بلا خطر ۱۶۶۶ء سے لیکر ۱۶۶۹ء تک دارالخلافہ سے دور کریٹ مین رہا۔ اور اوسکو کسی کی رقابت کا کبہی اندیشہ نہ ہوا۔

کوبرلی جرار فوج لیکر مئی ۱۶۶۶ء مین جہازون پر سوار ہوا۔ اور ایشیا کوچک کے سواحل کی گشت کرتا ہوا ۱۴ر نومبر کو کینیا دیا خانیہ، پہنچا۔ اوس کی موجودگی سے ترکون کے حوصلے بڑہ گئے۔ اور کینڈیا کا محاصرہ پوری سرگرمی اور تندہی سے شروع ہوگیا۔ وینشی جرنل موروسنی جس نے بعد مین ترکون مین صوبہ مورہا فتح کیا۔ شہر کا محافظ تہا۔ ۲۰ر مئی ۱۶۶۷ء کو ترک اپنے مورچے شہر کی دیوارون تک بڑہائے گئے۔ یہ مورچے اور خندقین ایسی انجنیرانہ مہارت سے تیار کئے گئے تہے کہ عیسائی بہی تعریف کئے بغیر نہ رہ سکے۔ سلیمان کے زمانہ مین ترکون کی انجنیری لیاقت کا ذکر ہوچکا ہے۔ بعد مین جب عام انحطاط

شروع ہوا۔ تو وہ اس فن مین بہی ناقابل ہو گئے۔ مگر کوبرلی اول نے وزارت لینے کے بعد دیگر اصلاحون کے ساتھہ ہی اس طرف بہی توجہ کی۔ سولوزی مین انجنیری کا مدرسہ کہولا گیا۔ فرانسیسی انجنیر پروفیسر مقرر کئے گئے۔ اور پرانے ترکی انجنیرون کی تصنیفات سے مدد لی گئی۔ اور اسطرح ترکون نے پھر مقام محصور کے گرد متوازی خندقین اور مورچے تیار کرنے کا ڈہب جسکو ایجاد ہی اونہون ہی نے کیا تہا سیکہہ لیا اور محاصرہ کینڈیا مین اس سے پورا کام لیا۔

محصورین نے حملہ آورون کا نہائت مردانگی اور ثابت قدمی سے مقابلہ کیا۔ ترکی بیڑہ اور فوجون کی توپون اور سرنگون سے محصور شہر کے برجون یا فصیل کا اگر کوئی حصہ گر جاتا تو فوراً منہدمہ حصہ کے پیچھے پہلے سے زیادہ مضبوط عمارت تیار کہڑی ہوجاتی۔ کوبرلی پہلے سال محاصرہ کے حلقہ کو کامل اور اوسکی مردہ روح مین نئی جان ڈالنے کے سوا اور کچھہ نہ کرسکا۔ اور یہ کام بہی ۰ ہزار سپاہیون کی بہینٹ چڑہانے کے بعد سرانجام ہوسکا۔

دوسرے برس (۱۶۶۹ء) مین بارہ فرانسیسی شرفا جن مین سے کئی نہائت ہی نامور اشخاص تہے۔ ڈیوک ڈی لا فولاڈ کے زیر کمان اہالی وینیس کی کمک کے لئے مالٹی ایم کی حمائت مین بحیرہ روم سے گذر کر کینڈیا مین داخل ہوئے۔ یہ لوگ مسلمانون کے برخلاف جہاد کرنے کے لئے آئے تہے۔ اور مذہبی جوش کے ساتھہ گورنمنٹ کی ترغیب بہی اون کے تحریک کرنے مین شامل تہی۔ فرانسیسیون کی متہورانہ جلد بازی اور سیماب وشی عام مشہور ہے۔ اس کی طفیل اونکو گو بیشمار میدانون مین فتوحات نمایان حاصل ہوئی ہین۔ مگر شکستین بہی کچھہ کم نہین ملین۔ قلعہ مین پہونچتے ہی اون کے دماغ مین خبط سما گیا کہ ہمارے حملہ کرنے کی دیر ہے۔ ترک محاصرہ چہوڑ کر بہاگ جائینگے۔ اونہون نے موروسنی کو حملہ کرنے کے لئے کہلا مگر اوس کی سپاہ ایسی کمزور ہو رہی تہی کہ اوس نے دیوارون کی پناہ چہوڑنے سے انکار کر دیا۔ اسپر اونہون نے بلا مدد خود ہی حملہ کرنے کا عزم کر لیا۔ اور ڈیوک فولاڈ کے زیر کمان جسپر از راہ تکبر تلوار کی جگہ صرف چابک ہاتہہ رکہا۔ اونہون نے آخر باہر نکل کر حملہ کر دیا۔ صرف چند مالٹی نائیٹ اونکے ساتھہ شریک ہوئے۔ ڈیوک کے آگے آگے چہ راہب ایک بڑی صلیب اوٹہائے ہوئے تہے۔ اون کے حملہ کی تندی سے ترکی کیمپ مین افراتفری پڑ گئی۔ اور بارہ سو مسلمان آن کی آن مین شہید ہو گئے۔ مگر وہ جلدی ہی سنبھل گئے۔ اور ہزارون ترکی سپاہیون نے فرانسیسیون کو احاطہ مین کر لیا جو ایک سو مقتول و مجروح میدان جنگ مین چہوڑ کر ناکام و نامراد قلعہ کو جان بچا کر بہاگ گئے۔ اور اس ہزیمت سے اونکو شکست و مایوسی کی کرکری ہوئی کہ وہ زیادہ عرصہ کینڈیا مین نہ ٹہر سکے اور اپنا سا منہہ لیکر فرانس کو واپس چلے گئے۔

بابعالی کو فرانسیسی و انٹیریون کے معاملہ کی جب خبر پہونچی تو اوس نے برافروختہ ہوکر فرانسیسی سفیر اور تجار کو اور زیادہ تنگ کرنا شروع کردیا حتی کہ لوئی نے مصلحت سمجھی جس مین وہ ایماندار خود ہی رخنہ انداز ہوا کرتا تہا مایوس ہوکر مسٹی ڈال سیرس کے ماتحت چار جہاز ڈی لاہے اور کل ایسے اہالی فرانس کو جو واپس آنا چاہین لانیکے لیے قسطنطنیہ کو بہیجدیئے۔ اور سفیر کو طلبی کا حکم پیشتر سے بہیجدیا۔ اوس نے قایم مقام وزیر کو بادشاہ کے حکم سے اطلاع دیکر کہا کہ اب مین صرف جہازون کے پہونچنے اور بابعالی کے پروانہ راہداری کا منتظر ہون۔ قائم مقام دریافت کیا کہ کیا تمہارا کوئی جانشین بہی آیا ہے۔ ڈی لاہے نے جواب دیا کہ فرانسیسی سفیر کا واجب احترام نہ ہونے کیوجہ سے بادشاہ نے آیندہ یہان سفارت رکہنے کا فیصلہ کردیا ہے۔ مین معمولی کاروبار کسی تاجر کے سپرد کرجاؤنگا۔ اور جبتک گذشتہ برسون کی ذلتون کی تلافی نہوگی تعلقات برابر منقطع رہین گے۔ مگر دل مین ڈی لاہے بہی واپسی پر خوش نہ تہا۔ اور بابعالی بہی فرانس کو علانیہ دشمن بنانا پسند نہ کرتا تہا۔ وہ سفیر کو پروانہ دینے مین پس و پیش کرتا رہا کہ اتنے مین افواہ مشہور ہوئی کہ لوئی کینڈیا کی امداد کے لیے تیاریان کررہا ہے۔ اور اوس نے ترکون کے ساتھ کھلم کھلا جنگ کرنیکا پختہ ارادہ کرلیا ہے۔ یہ افواہ سنتے ہی ادہر بابعالی نے سفیر کو پروانہ دیدیا۔ اور ادہر احمد کوبریلی کو کینڈیا کے حتی الامکان جلد ختم کرلینے کا فکر ہوگیا۔

اس افواہ کا پہلا حصہ واقعی درست تہا۔ لوئی جو جبر و تحکم سے کام لینے کی وجہ سے قیام مصالحت کے مدعا مین کامیاب نہ ہوسکا تہا۔ ترکون کے استبداد و استغناء سے کمال برافروختہ ہوکر اور ساتہ ہی عیسائیون کی نگاہ مین دین کا حامی و محافظ بننے کے لیے فی الواقع جنوری ۱۶۶۹ء مین کینڈیا کو امداد پہونچانے کی تیاریان کررہا تہا۔ اوس نے فوج پیدل کی بارہ پلٹنون تین رسالہ سوارون اور اپنے ذاتی معزز ملازمون اور درباریون مین سے دو سو والنٹیرون جملہ چہہ ہزار آدمیون یا بقول ترکی مورخ چہہ ہزار بدنیت خنازیر کی مہم تیار کی۔ اور ڈیوک نوالیس کو اوسپر کمانڈر مقرر کیا۔ یہ فوج ۲۷ باربرداری کے جہازون پر سوار ہوئی۔ اور ڈیوک بوفورٹ کے زیر کمان ۱۵ جنگی جہاز حفاظت کے لیے ساتہ گئے۔ سمندر مین ترکون کے جہازات سے محفوظ رہنے اور نیز اونکو قبل از وقت خبر نہونے دینے کے لیے جہازون پر مذہبی (یعنی پوپ کا) جہنڈا بلند کیا گیا۔ اور ۱۴ یورپی جہاز بطور ہراول آگے ہوئے اس مہم کا پہلا ڈویژن (حصہ) جس مین ۴۵۰۰ آدمی تہے۔ جون ۱۶۶۹ء مین جبکہ کینڈیا آخری دم توڑ رہا تہا وہان پہونچا۔ فرانسیسی سپاہیون نے رات کیوقت چوری خشکی پر اترنے مین کسر شان سمجہی۔ اور علانیہ دن کے وقت ترکی توپون کی سخت گولہ باری مین خشکی پر گئے۔ اس مجنونانہ تہور کی بدولت انکو

بہت نقصان اُٹھانا پڑا۔ مگر اِس سے اونکو کوئی ہوش نہ آئی۔ اور دوسرے ہی دن باقیماندہ فوج کے آنیکا انتظار کرنے کے بغیر محاصرین پر دہاوا کرنیکا عزم کر دیا۔ موروسنی نے پہلے تو اس ارادہ سے اونکو روکا۔ اور جب نہ رُکے تو کہا کہ کچھہ میرے سپاہی ساتھہ لے لو۔ نوجوان ڈیوک نوالیس نے اسے بھی منظور نہ کیا۔ اور اپنی ہی فوج لیکر ترکون پر کود پڑا۔ عثمانیون کی پہلی صف تاب مقاومت نہ لاکر پسپا ہو گئی۔ اور کل فوج مین عام سراسیمگی پھیلنے کا سخت احتمال ہو گیا کہ اتنے مین عین فرانسیسی صفون کے درمیان بارود کے متعدد پیپے پھٹ جانے سے اونپر بے حواسی چھا گئی۔ اور وہ پانسو مقتول جن مین ڈیوک بوفورٹ بھی شامل تھا میدان مین چھوڑ کر قلعہ کو واپس ہٹ گئے۔

دوسرا ڈویژن بھی جلد پہونچ گیا۔ مگر پہلی فوجکو شکستہ دل دیکھہ کر اوس کے حصّہ کی فوج کا حوصلہ بھی پست ہو گیا۔ اور سب کو یقین ہو گیا کہ کینڈیا کا بچنا اب محال ہے۔ تاہم فرانسیسی بیڑہ وینش بیڑہ سے ملکر سارا دن ترکی کیمپ پر گولہ باری کرتا رہا۔ جس سے ترکون کو کچھہ نقصان نہ پہونچا۔ مگر اون کے گولون سے ایک فرانسیسی جہاز غرق ہو گیا۔ آخر ڈیوک نوالیس اہالی وینس سے رنجیدہ خاطر ہو کر ۲۰ اگست کو پھر جہازون پر سوار ہو گیا۔ اور فرانس کو واپس چلا گیا۔ لوئی نے اوسے ایسی عجلت کے ساتھہ واپس آجانے پر سخت زجر و توبیخ کر کے دربار سے خارج کر دیا۔ ادہر فرانسیسی فوج کے چلے جانے پر موروسنی مین مقابلہ کی کوئی سکت نہ رہی۔ ریاست وینس نے اسی اثنا مین کئی دفعہ کوشش کی کہ ترک کینڈیا کا خیال چھوڑ دین۔ اور روپیہ لیکر صلح کر لین۔ مگر کوبرلی یہی جواب دیتا تہا "ہم روپیہ کے شائق اور صراف نہین ہین۔ ہم کینڈیا کو فتح کرنے کے لیے لڑائی کر رہے ہین۔ اور خواہ دُنیا کے خزانے دو اوسے نہین چھوڑین گے"۔ آخر موروسنی نے اطاعت کا جھنڈا کہڑا کر کے ۶ ستمبر ۱۶۶۹ء کو با عزت شرائط پر کینڈیا وزیر کے حوالہ کر دیا۔ اور تین بندرگاہون کرابوسہ سودا۔ اور سپینالونگا کے سوا کل جزیرہ پر ترکون کا تسلط ہو گیا۔ وان ہیمر لکھتا ہے کہ "جس قدر روپیہ وقت اور ہمت و کوشش اور کینڈیا کی فتح پر صرف ہوئی اتنی کسی اور قلعہ کی فتح پر خرچ نہین ہوئی۔ اِس کے قبضہ کے لیے مسلسل[ل] ۲۵ برس لڑائی ہوتی رہی۔ اور اسی عرصہ مین اوس کے تین محاصرے ہوئے۔ جن مین سے آخری کامل تین برس رہا۔ ترکون نے ۵۶ دفعہ اوسے حملہ کر کے فتح کرنے کی کوشش کی۔ اور ۴۵ مرتبہ سرنگ لگا کر اس مین داخل ہونے کی سعی کی۔ محصورین نے

ل درست سبعاً ۲۴ مہینے ہین ۔

۱۱۷۲[لہ] اور ترکون نے اس سے تگنی سرنگین اڑائین۔ وینس والون کے پچاس ہزار اور ترکون کے ایک لاکھ سے زیادہ آدمی ضائع ہوئے۔"

فتح کینڈیا کے بعد وینس اور بابعالی مین صلح کا معاہدہ ہو گیا جس کے روسے اول الذکر نے کریٹ سلطان کی ملکیت ہو گیا احمد کوبرلی نے شرائط حوالگی شہر کی کمال ایمانداری سے تعمیل کر کے مورسنی اور اوس کے بقیۃ السیف فوج سے کوئی تعرض نہ کیا۔ اور نہ سکنائے شہر پر جو سرنگون اور گولہ باری سے کھنڈرات کا تودہ ہو رہا تھا کچھ سختی کی فتح کے بعد جزیرہ کا انتظام درست کرنے اور نیا نظم و نسق قائم کرنے کے لیے وہ نو ماہ وہین رہا۔ اور پھر عزت و سرخروئی کے ساتھ دار الخلافہ کو واپس آیا۔ سلطان نے وزیر اور اوس کے ماتحت افسرون اور سپاہیون کو انعام و اکرام سے مالا مال کر دیا۔ اور تمام ترک اس نمایان فتح سے خوشی کے مارے کپڑون مین پھولے نہ سماتے تھے۔ کیونکہ اکثر عیسائیون کو یقین تھا کہ کینڈیا وہ چٹان ہے جس سے سلطنت عثمانیہ کا جہاز ٹکرا کر پاش پاش ہو جائے گا۔

فرانس سے مزید رنجش

احمد کوبرلی نے کینڈیا کو فتح بھی کر لیا۔ ڈی لاہے کو لینے کے لیے ڈالمیل کا بیڑہ بھی پونچ گیا اور اوسکو پروانہ راہداری بھی مل چکا تھا۔ مگر وہ بدستور قسطنطنیہ مین موجود رہا کیونکہ اوسکو عثمانی دار الخلافہ سے کچھ ایسا انس ہو گیا تھا۔ کہ وہ وہان سے جانیکا نام نہین لینا چاہتا تھا۔ اور اپنے عہدہ پر بحال رہنے یا دوسرے لفظون مین فرانسیسی سفارت کو ٹرکی مین بحال رکھنے کے لیئے اوس نے بڑے کمینہ پن کے ساتھ درپردہ جد و جہد شروع کر دیا تھا۔ اوس نے ڈالمیر اس کے جہازات کو واپس بھیجکر شاہ کو خط لکھدیا کہ بابعالی میرے ساتھ واجب عزت و احترام سے پیش آتا ہے۔ اور خود بظاہر الوداعی ملاقات کرنیکا بہانہ بنا کر لاریسا چلا گیا۔ جہان سلطان اوسوقت مقیم تھا۔ وہان پونچکر اوس نے ایسی استادی کی کر دیوان نے تجدید اتحاد کے لئے سلطان مرحلہ دیگر اپنا سفیر پیرس کو روانہ کرنا منظور کر لیا۔ اس سفارت پر سلطانی گارڈ کا افسر دستفرق، سلیمان پاشا مامور کیا گیا۔ اور اوسے صرف دو ہزار کرون زاد راہ کے لیئے دیئے گئے۔ مگر ڈی لاہے نے باقی زر مطلوبہ اوسے اپنی گرہ سے دیدیا۔ وہ ایک فرانسیسی جہاز پر سوار ہو کر روانہ ہوا۔ اور پیرس پہونچکر محل سینٹ جرمین مین شاہ فرانس سے ۵ دسمبر ۱۶۶۹ء کو بھرے دربار مین ملاقی ہوا۔ اور اپنے آقا کا خط پیش کیا۔ اس خط کی عبارت نفس مدعا کے متعلق یہ تھی "تمکو معلوم ہے کہ تمہارے آبا و اجداد شاہان فرانس

لہ کریسی دونون فریق کی سرنگون کی تعداد ۱۳۶۴ بتا کر کہتا ہے کہ محصورین نے محاصرہ کو توڑنے کیلیے ۹۶ مرتبہ دھاوا کیا۔ اس کی روایت ہے کہ تیسرے محاصرہ مین ۱۲ ہزار وینشی اور تیس ہزار ترک ہلاک ہوئے ۱۲۔

عرصہ مدید سے قیامت تک قایم رہنے والے عثمانیہ خاندان کے سچے دوست اور رفیق چلے آئے۔ اور اس اتحاد و رفاقت کی طفیل دونون قومین کامل امن و آرام اور خوشحالی مین رہی ہین۔ صرف دونون قومین ہی نہین۔ بلکہ یہ اتحاد کل دنیا کے امن و امان کے قیام کا باعث رہا ہے۔ پہر تعجب ہے کہ آپ نے اپنے سفیر کو جو ہمیشہ ہمارے عدل و انصاف کے سایہ ہما پایہ مین رہا ہے۔ اور تمہارے سوداگر اور رعایا ہماری حفاظت مین برابر ہمارے بندرگاہون مین داخل ہوتے رہے ہین۔ اور گو ایسا معاملہ نہین ہوا جس سے اس عرصہ دراز کی دوستی محبت و صداقت مین ذرہ بہر بہی بل پڑ سکے۔ کیون واپس چلے آنیکا حکم بہیجدیا ہے"

مگر لوئی کو نہ تو سلطان کے خط اور نہ اوس کے ایلچی کی عادات و اطوار سے جو دہقانی خصایل تند خو شخص تہا۔ کچھہ تشفی ہوئی۔ وہ عملی تلافی چاہتا تہا۔ اور باب عالی نے اوسے باتون مین ڈالدیا۔ اوسکی اکثر مشیرون نے تجدید اتحاد کے برخلاف رائے دی۔ اونکا بیان تہا کہ "ترکون کے دماغ مین یہ خبط سمایا ہوا ہے کہ ہمارے ملک کے بغیر کسی کا گذارہ نہین ہوسکتا۔ ہماری گورمنٹ کل بادشاہان روے زمین کا ملجا و ماوا ہے۔ اونکی جہالت نے اونکو پٹی پڑہا دی ہے۔ کہ کل عیسائی اونکی رعیت ہین۔ اُن مین اتنی نخوت بڑہ گئی ہے۔ کہ جب کبہی اون سے ناانصافی کی شکایت کی جائے تو وہ یہ روکہے جواب دیتے ہین۔ کہ اگر ہم کسی فرنگی کی ایک آنکہہ پہوڑ کر اوسے اپنے ملک سے باہر نکالدین تو وہ دوسرے ہی دن دوسری آنکہہ پہڑ ڈانے کے لیئے واپس آجائیگا۔"

فرانسیسی مدبر ڈارڈو نے لوئی کو لکہا کہ اگر تم یہ چاہتے ہو کہ سلطان تم سے مساوی برتاو کرے تو جبتک سلطان ہی ایک ایسا معزز شخص بطور سفیر تمہارے دربار مین نہ رکہے۔ جسکا اوسے یہ پاس ہو کہ اگر مین نے فرانسیسی سفیر سے بدسلوکی کی۔ تو میرے سفیر سے بہی یہی برتاو ہوگا۔ تب تک تمہاری خواہش پوری نہین ہوسکتی۔ مگر یہ امر ناممکن معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ ترکون مین اپنے رفیق بادشاہون کے دربارون مین ترکی سفیر رکہنے کا مطلقًا رواج ہی نہین ہے۔ عثمانیہ سلاطین صرف عیسائی سفرا ہی کو اپنے دربار مین رکہنے کے عادی ہو رہے ہین۔ کیونکہ یہ اپنی اغراض کے حصول کے لیئے بیش بہا تحایف سلطان کی نذر کرتے رہتے ہین۔ اور اس طرح سے وہ اسے بہی ایک خاص عزت اور فخر کی بات سمجہنے لگ گئے ہین۔ کہ اور تو سب اونکی دوستی کے خواہان ہون اور وہ خود کسی کی رفاقت کی خواہش نہ کرین" +

لوئی اوسوقت جوانی اور طاقت اور حکومت کی ترنگ مین تہا۔ وہ ان مشورون کے ماننے پر جہٹ تیار ہوگیا۔ خواہ اونکا انجام آخر یہ ہوتا کہ ٹرکی کے ساتہہ لڑائی چہڑ جاتی۔ مگر کولبرٹ نے اوسے سمجہایا

اگر سلاطین جو اپنے تئین عیسائی فرمانرواؤن سے برتر سمجھتے ہین۔ یہ مشرقیون کی ایک معمولی بات اور خودستائی ہے۔ اس کی اصلیت فی الحقیقت کچھہ نہین۔ اس کی تصدیق ترکی فرانسیسی اتحاد سے بخوبی ہوچکی ہے۔ اس اتحاد کی وجہ سے ہم ہی اون سے کام لیتے رہے ہین۔ ہم تو اون کے کبھی کام نہین آئے۔ چند الفاظ سے بگڑ کر اسے اتحاد کو معرض خطر مین ڈالنا جو ہمارے دشمن خاندان آسٹریا کی کمزوری کا باعث رہا ہے۔ اور جسے ہمارے اعدا حسد و رشک سے دیکھتے ہون۔ ہرگز مناسب نہین۔ لوئی اپنے قابل وزیر مال کی دلایل سے قایل ہوگیا۔ اور فیصلہ ہوا کہ ڈی لاہے کو جس کی سازشون اور کرتوتون کی قلعی کھل گئی تہی۔ واپس بلا کر نیا سفیر بھیجا جائے۔ پیرس مرسلیا اور لائینس کے سر برآوردہ تاجران مین سے بیس منتخب کرکے لیوانٹ مین تجارت کرنے کے لیئے اونکی کمپنی بنائی جائے اور فرانسیسی سفارت کی ترجمانون کیلیئے قسطنطنیہ مین ایک مدرسہ کہولا جائے۔ اور اسی طرح کے اور کئی انتظام کیئے گئے۔ باہمی تجارت کے لیئے خاص قواعد وضع کئے گئے۔ فرانس کی طرف سے پہلے جسقدر قونصل ٹرکی مین مامور تہے۔ وہ زیادہ تر نامعلوم یا اجنبی اشخاص تہے۔ اونکو ہٹا کر خالص فرنچ مقرر کیئے گئے۔ اور اونکو سخت تاکید کی گئی۔ کہ فرانسیسی سفیر سے ہر وقت خط وکتابت جاری رکھہ کر اوسکو اپنے اپنے بندرگاہ اور مقام تعیناتی کی تجارت اور وہان کے فرنچ اور دیگر اجنبی تجار کی حیثیت وتعداد وغیرہ ضروری امور سے اوقات معینہ پر اطلاع بھیجتے رہین۔ خود سفیر کو بھی پہلے سفراء کی طرح خود ہی بادشاہ کے نائب کی حیثیت سے احکام جاری کرکے فرانسیسی تاجرون پر جرمانہ کرنے اور اون سے وصول کرنے کی قطعی ممانعت کردی گئی۔ اور بحری فوج کو تجارتی جہازون کی حفاظت اور نگرانی کے لیئے سخت تاکیدی احکام دیئے گئے۔

تجدید معاہدہ دربار فرانس نے ۱۶۷۰ء مین ڈی لاہے کی جگہ مارکوئیس ڈی نونٹل کو سفیر مقرر کیا۔ وہ نہایت عالم فاضل شخص تہا۔ اور بلاد مشرقی کی پہلے سیاحت کرچکا ہوا تہا۔ کالبرٹ نے روانگی سے پہلے اوسے نہایت مفصل ہدایتین دین۔ جنکا لب لباب یہ تہا کہ وہ بایجالی سے سابقہ معاہدون کی تجدید ان ترمیمون کے ساتھہ کرائے۔ (۱) محصول درآمد پانچ فیصدی سے گہٹا کر تین فی صدی کیا جائے (۲) شاہ فرانس کو بلاد مشرق کے رومن کیتھولک عیسائیون کا واحد وتنہا محافظ تسلیم کیا جائے۔

(۳) ہندوستان کی طرف سے فرانسیسی جو تجارتی مال لائین اوسے بحیرہ قلزم اور مصر کے رستہ بلا روک ٹوک اور بلا کسی قسم کے محصول کے گذرنے دیا جایا کرے۔ کولبرٹ کو فرانسیسی تجارت کے فروغ کا ہر وقت

سخت خیال رہتا تھا۔ اور دن رات اسی اودھیڑبن مین رہتا تھا۔ اسی وجہ سے اوس نے سفیر کو کو آخری امر کے حصول پر بالخصوص بہت زیادہ زور دینے کی تاکید کی۔ وہ جانتا تھا کہ ہند کا اصل راستہ مصر ہی ہے۔ جسکو اپنے قابو مین کرکے وہ انگلستان اور ہالنڈ کی تجارت کو ایشیا سے معدوم کرنا چاہتا تھا۔ اوس نے اِس کے متعلق نونٹل کو تحریر کیا کہ ہمکو سلطان سے ایسا معاہدہ کرنے کی بے حد سعی کرنا لوازمات سے ہے۔ جس کے رُو سے ہمکو اسکندریہ یا قاہرہ مین اپنے جہاز رکھنے کی اجازت مل جائے تاکہ وہ اس مال و اسباب تاجرانہ کو جسے ہمارے دوسرے جہاز بحیرہ قلزم کے راستہ عدن سے سویز کو لائین بار کرسکین۔ اسطرح جزائر شرق الہند اور ہندوستان کا رستہ ہمارے لیئے ہزار بارہ سو میل (دو سو لیگ جو کہین چار اور کہین پانچ سوا پانچ میل انگریزی کا ہوتا ہے) کم ہو جائیگا"

نونٹل جنگی جہازات کا بیڑہ ہمراہ لیکر قسطنطنیہ پہونچا۔ یہ بیڑہ جنگی ترتیب سے سلطانی محلسرا کی اوتارے کے بغیر بندرگاہ گولڈن ہارن مین داخل ہوا۔ اس گستاخی اور تمرد سے رعایا اور عشاق ملاحون کی آنکھون مین خون مین خون اُتر آیا۔ اور عنقریب مقابلہ ہونے ہی والا تھا کہ سلطان کی والدہ نے بیڑہ کے کمانڈر کو کہلا بھیجا کہ میری ہی خاطر سلامی اُتار دو۔ اوسپر چارون فرانسیسی جہازون کو ریشمی بیرقون اور جھنڈیون سے آراستہ کرکے اونکی کل توپون سے محلسرا کی اوتاری گئی۔ اور فرنچ ملاحون نے قومی نعرہ "ویولارائے" (بادشاہ کی عمر دراز ہو) سے زمین کو سر پر اُٹھا لیا۔ سلامی کر دینے سے ایک اندیشہ معدوم ہوا تھا کہ ملاحون کی اِس نعرہ بازی سے معاملہ پھر بگڑ گیا۔ دیوان نے اسے اپنے سلطان کی ہتک سمجھا۔ چنانچہ جب نونٹل بڑے طمطراق سے جس نے دیوان کو اور کبیدہ خاطر بنا دیا۔ شہر مین داخل ہوا۔ اور وزراء سے ملکر اپنی سفارت کا مدعا بیان کیا۔ تو وہ نہائت بے رُخی سے پیش آئے۔ اور کوبرلی نے جواب دیا کہ یہ درخواستین اعتدال سے متجاوز ہین۔ تمکو اپنی گورنمنٹ کی ہدایات سمجھنے مین دہوکہ ہو گیا ہوگا۔ مناسب ہے کہ اپنے بادشاہ کا خط منگوا کر پیش کرو۔ جس مین فرانس کی درخواستون کی نوعیت و مدعا بالوضاحت مندرج ہو۔ نونٹل جب سلطان کی خدمت مین باضابطہ حاضر ہوا تو وہان بھی اوس نے سلطانی وزراء کے تیور اپنی طرف سے بدلے ہوئے پائے۔ کوبرلی سے جب اوس نے اپنے آقا کی کثرت افواج۔ تمول اور طاقت کا ذکر کیا تو وزیر اعظم نے جواب دیا "شہنشاہ فرانس بیشک بڑا بادشاہ ہے۔ مگر اوس کی تلوار ابھی نئی ہے" (یعنی میدان جنگ مین اوس کی ابھی پوری آزمائش نہین ہوئی)۔ اس کے بعد نونٹل نے فرانس اور ٹرکی کے اتحاد کی قدامت یاد دلائی تو وزیر نے کہا "شاہان فرنچ ہمارے لاریب بہترین دوست ہین۔ مگر افسوس ہم اونکو ہر جگہ اپنے دشمنون کے درمیان

پاتے ہین!؟ سب سے آخر نونشل نے کہا کہ میرا آقا بحیرہ قلزم کا راستہ ملنے کا از حد خواہشمند ہے۔ اوس پر وزیر نے جواب دیا کہ کیا یہ ممکن ہو سکتا ہے کہ ایسا جلیل القدر بادشاہ محض ایک تجارتی معاملہ کے لیئے ایسا متردد اور بے چین ہو؟ ۔ یہ تو تاجرون کا کام ہے!؟ تاہم شکر رنجی اور باہمی رمز کنایے باوجود اس معاملہ کے متعلق نامہ و پیام اور گفتگو کا سلسلہ برابر جاری رہا۔ مگر نونشل نے جسکو اوس وقت یقین تھا کہ بگاڑ کا باعث صرف کوبیلی کی ذاتی رنجش اور کد ہے۔ گو یہ معاملہ خود سلطان کے سامنے لیجانے کی بہت کوشش کی۔ لیکن کامیاب نہ ہوا۔ اوسے کل گفتگو دیوان کے ترجمان اول یونانی پناجوئی کے توسط سے کرنی پڑتی۔ جو دیوان کی مونچھ کا بال بنا ہوا تھا۔ اور ساتھ ہی فرانس کا سخت دشمن تھا۔ وزیر نے تجویز پیش کی کہ فقط پرانے معاہدون کی تجدید کرا لو۔ نونشل نے اس سے برے طریق سے انکار کرکے کچھ دہمکی آمیز الفاظ کہے۔ اوس پر وزیر نے صاف صاف کہدیا کہ سلطان المعظم دنیا کے دیگر بادشاہون سے جن کے ساتھ اونکو کوئی جھگڑا یا وجہ تنازعہ نہین ہے۔ اتحادی یا تجارتی معاہدہ کرنے کے عادی نہین۔ یہ کیپی چولیشنز (امتیازات)، ایک طرح سے بطور رعایت و نوازش امیر المومنین نے اپنے معاصرین کو عطا کر رکھے ہین۔ اور شاہ فرانس کو انہی امتیازات پر جو کہ دیجا چکی ہین قناعت کرنی چاہیئے۔ ماسوا ازین اس امر کو کبھی فراموش کرنا چاہیئے۔ کہ بابعالی نے اجنبی لوگون کو جو رعایات عطا کی ہین۔ وہ کبھی بزور شمشیر نہین حاصل کی گئین۔ بلکہ لطف و نرمی سے پس اگر آپ سابقہ امتیازات کی تجدید پر رضامند نہین تو آپ بیشک فرانس کو واپس چلے جائین۔ لوئی چہاردہم یہ حالات سنکر کمال برافروختہ ہوا۔ اور بقول فرنچ مورخ جارڈن کے یہ صلاح و مشورہ شروع ہوگئے کہ آیا بابعالی سے قطع تعلق کر لیا جائے۔ یا ترکون کے اس ناواجب سلوک کو بالکل نظرانداز کرکے اوسکا کوئی نوٹس نہ لیا جائے۔ آخر ایسے اہم معاملہ مین جلد بازی مناسب نہ سمجھی گئی۔ اور فرانس کے جنوبی صوبہ پراونس کے صدر مقام اکیس کے حاکم اعلے ایم ڈامبیڈی کو حکم بھیجا گیا کہ وہ تمام ایسے تجار وغیرہ کو جو لیوانٹ سے تجارت کرتے ہین۔ یا ترکی معاملات سے بخوبی واقف ہین۔ مرسیلیا مین جمع کرکے اون تجاویز پر جو شاہی کونسل مین اکثر اراکین نے پیش کی ہین۔ اون کی رائے لے۔ وہ تجاویز حسب ذیل تھین۔ فرانس اول تو قطعی ورنہ چند برسون کے لیئے لیوانٹ سے تجارت کرنا چھوڑ دے۔ اور ترکون کے برخلاف[۵۱] بحری جنگ شروع کر دے۔ جس سے وہ اونکو باسانی اسقدر

۵۱ ناظرین اس حصہ کو غور سے پڑہین گے۔ تو اونہین واضح ہو جائیگا کہ مسٹر گلیڈسٹون کا ہزیان، عیسائی دول کی شوخیان اور ڈراوے اور بیڑون کی ناکہ بندی کی دہمکیان کوئی نئی بات نہین ہین۔ صدیون سے یہی ہوتا آیا ہے۔ اور ترک خدا کے فضل سے بچتے چلے آئے ہین۔ مولف

نقصان پہونچا سکے گا کہ سلطان روس کے روکنے کے لیئے خود بخود شاہ کے تمام مطالبات کو منظور کریگا۔ مجلس تجار نے ان تجاویز کو پسند کر کے اپنی طرف سے یہ اور ایزاد کیا کہ صوبہ پراونس مین لیوانٹ کا تجارتی مال اس کثرت سے موجود ہے کہ اگر دس برس تک وہان سے کچھ نہ منگایا جائے تو وہ فرانس کی ضرورت کو پورا کر سکتا ہے۔ اور اگر شاہ کلہم دس جہاز بھی بحیرہ روم مجمع الجزائر بالخصوص ابنائے ڈاردنیلز کے دہانہ کو بھیجدے۔ تو تہوڑے ہی عرصہ مین قسطنطنیہ مین قحط پڑجائیگا۔ جس سے تنگ آکر خود ترکی رعایا ہی برسر فساد ہو کر باب عالی کو فرانس کے مطالبے مان لینے پر مجبور کر دیگی" +

الغرض ملک کی رائے یہی تہی کہ لڑائی کی جائے۔ چنانچہ بزور شمشیر امتیازات کی تجدید اور انکی آئیندہ کے استحکام و قیام کی ضمانت کے لیئے مجمع الجزائر کے چند بڑے بڑے جزیرون پر قبضہ کرنیکے واسطے بیڑہ جہازات تیار کیا گیا۔ اور کل ملک مین صلیبی جنگون کے زمانہ ایسا مذہبی جوش اور جنون پہیل گیا۔ ہزارون رسالے اس مضمون پر شایع ہوئے کہ ترکون کو یورپ سے نکالنے کا وقت پہونچ گیا ہے۔ ملک الشعرا بوسیلو نے لوئی کو ایک دن بڑے چاؤ سے کہا کہ "چھ مہینون کے اندر مین ابنائے ڈارڈنیلز کے سواحل پر گلگشت کرتا ہونگا" یہ اوس کا ذاتی خیال یا خواہش نہ تہی۔ بلکہ ادنے اعلے جاہل دانا کل فرنچ رعایا کو یہی خواب آرہا تہا اور کئی پروٹسٹنٹ مذہب عیسائی بہی ہمارے زمانہ کے مسٹر گلیڈسٹون کیطرح اس تعصب مین اونکے شامل تہے۔ قسطنطنیہ مین بہی یہ خبر بہت جلد مشہور ہو گئی کہ شاہ فرانس پچاس جنگی جہاز اور تیس ہزار فوج اپنی بندرگاہ طولون مین تیار کر رہا ہے۔ اوپر فرنچ لوگون نے یہ حاشیے بڑہانے شروع کر دیئے کہ بیڑہ تیار عنقریب قسطنطنیہ کو گولہ باری سے منہدم کر دینے مجمع الجزائر پر قابض ہولے اور ترکون کو یورپ سے نکالنے کے لیئے کی جا رہی ہین۔ مگر لوئی اوس وقت ہالنڈیون سے بدلہ لینے کے لیئے تیار ہو رہا تہا۔ کیونکہ جب شاہی کونسل مین یہ بحث پیش ہوئی کہ کس کے ساتھہ لڑائی کیجائے۔ تو یہ فیصلہ ہوا کہ ہالنڈ کے ساتھہ جنگ کرنا مقدم ہے۔ اوپر فتح پانے سے فرانس کا اقتدار کل دنیا کے سمندرون پر قایم ہو جائے گا۔ اور ترکی کو مغلوب کرنے سے صرف بحیرہ روم پر۔ مگر اس کے ساتھہ ہی یہ لازمی شرط لگا دی گئی کہ ہالنڈ کے ساتھہ اسطرح جنگ کیجائے کہ اوسکا اثر مشرق مین ہی محسوس ہو۔ اور ترک ذرا سیدہے ہو جائین۔

اس فیصلے کے بعد لوئی کے وزیر لیون نے کوکلی کو لکہا کہ "تعجب ہے کہ باب عالی نے شاہ فرانس کے سفیر پر اعتبار نہین کیا۔ اور اسکی پیش کردہ تجاویز اور درخواستون کی درستی اور راستی پر شک کیا ہے حالانکہ پہلے کبھی ایسا نہین کیا گیا تہا۔ مگر شاہ موصوف اپنے سفیر کے سوا اور کسی ذریعہ سے باب عالی کے ساتہہ نامہ و پیام نہین کریگا۔ اور اگر سلطان المعظم کو اوسپر اعتبار نہین۔ اور وہ ہمارے سفیر کی اوس کی حسب

حیثیت عزت کرنا نہین چاہتے تو بادشاہ نے سفیر مذکور کو اوسی جہاز پر جو یہ خط لیکر جا رہا ہے۔ واپس آجانے کا حکم دیدیا ہے"

یہ مرحلہ پڑہکر کوبرلی نے ذرا نرمی اختیار کرلی اور گفتگو پھر شروع ہوگئی۔ مگر پہلے ایسی ہی تعویق بے ترتیبی اور دو طرفہ بدگمانی کے ساتھہ۔ لیکن نوئنٹل نے حوصلہ بالکل نہ ہارا۔ کولبرٹ نے اوسے سخت تاکید کررکہی تہی کہ جسطرح ہو ٹرکی کے ساتھہ صلح قائم رہے۔ آخر طول طویل بحث اور غور و فکر کے بعد بابعالی نے محصول درآمد کو گہٹا دینا قدس کے متبرک مقامات کی تولیت پھر فرانسیسی پادریون کو تقریبًا چالیس برس کی بیدخلی کے بعد واپس دلا دینا۔ اور شاہ فرانس کو بلاد مشرق کے عیسائیون کا محافظ تسلیم کرلینا منظور کرلیا۔ مگر فرانسیسی علم کی حمایت مین ہی دیگر یوروپین اقوام کے ترکی سمندرون اور بنادر مین کرسکنے کی رعایت پر کوبرلی نے کہا کہ "انگلستان ہالنڈ۔ وینس۔ جنیوا اور آسٹریا کی رعایا کو یہ رعایت دیجاچکی ہے کہ وہ اپنے اپنے ممالک کے زیرحمایت ٹرکی مین تجارت کرسکتے ہین۔ اب مین انکو اس سے محروم نہین کرسکتا" سفیر فرانس کل شرائط کی منظوری پر مصر تہا۔ اس پر کئی دفعہ پھر اگاڑ ہوا۔ اور فرانسیسی سفیر نے وزراء کو رشوت دیکر اپنے حق مین فیصلہ کرانے کی کئی مرتبہ بیفایدہ کوشش کی۔ کیونکہ کل معاملہ یونانی پناجوئی پر منحصر تہا۔ اور اوسے آسٹریا و انگلستان نے بطمع زر اپنا طرفدار بنا رکہا تہا۔ یہ نزاع ابہی یکسو نہ ہوا تہا۔ کہ اتنے مین شاہ فرانس کو جس نے ۱۶۷۲ء مین خشکی اور تری دونون جگہ ہالنڈ کے برخلاف جنگ شروع کردی تہی۔ اپنے غنیم پر کامل فتح نصیب ہوگئی۔ اوس نے ہالنڈ کے پے درپے کئی چہوٹے چند ہفتون مین فتح کرلیئے۔ اور سمندر بہی ڈچون کو پوری زک دی۔ فرانس کی فتوحات کا غلغلہ تمام بیوانٹ مین بلند ہوگیا۔ اور فرینچ لوگون کو اپنے بادشاہ کی عظمت و جبروت پر لن ترانیان ہانکنے اور ترکون کو اوس کے قہر و جلال سے دہمکیان دینے کا موقعہ مل گیا۔ اب نوئنٹل نے اس خداداد موقعہ سے فایدہ اوٹہاکر جس کی تاک مین وہ اب تک بیٹہا ہوا تہا۔ بابعالی کو کل امتیازات مطلوبہ کے عطاء کرنے کے لیئے تحریری پیغام بہیجا۔ اور بابعالی نے فی الفور ۵ جون ۱۶۷۳ء کو معاہدہ امتیازات پر دستخط کرکے اوس کے پاس بہیجدیا۔ اور اسطرح فرانسیسی وزراء کو جنگ ہالنڈ سے عین اپنی تجویز کے مطابق بیک کرشمہ دوکار پوری کامیابی ہوگئی۔ ہالنڈ کے شکست یاب ہونے پر نہ صرف اون کا ایک بہت بڑا رقیب پامال ہوگیا۔ بلکہ انگلستان کا بہی ایک زبردست رقیب کم ہوگیا جسکو فرینچ کی فتح گوناگوار تہی۔ مگر ہالنڈ کی بربادی کی خوشی اس ناگواری پر غالب آگئی۔ نوئنٹل کے مطالبہ کیطرف پر ٹرکی کو کسی دوسری سلطنت کا سہارا نہ تہا۔ یا دوسرے لفظون مین یہ کہا جاسکتا ہے۔ کہ اوسوقت نوئنٹل کی مخالفت

والا کوئی نہ تہا۔ ہالنڈ کا عدم و وجود برابر ہو رہا تہا۔ انگلستان ایک رقیب کی کامیابی اور دوسرے کی تباہی مین رنجیدہ و مسرور تہا۔ اور آسٹریا وغیرہ کو فرانس کی بالا دستی سے اپنے اپنے قدح کے خیر منانے کی فکر دامنگیر ہو گئی تہی۔ پس میدان اکیلے فرانس کے ہاتہہ مین تہا۔ اور وہ کامیاب ہو گیا۔

اس معاہدہ کی شرائط مین بحیرۂ قلزم اور مصر کے رستہ کا کوئی ذکر نہ کیا گیا۔ کیونکہ اوسکا انتظام فرانس نے پاشاء مصر سے نامہ و پیام کرکے براہ راست کر لیا تہا۔ کہ خزانہ مصر کو کل اسباب پر جو سویز سے اسکندریہ جائے سو فیصدی محصول راہگذری دیا جائے۔ اور سلطان نے اس انتظام کو منظور کر لیا تہا مگر مکہ معظمہ کے امام و مفتی نے اس کی سخت مخالفت کی۔ وہ بحیرۂ قلزم مین عیسائیون کے جہازون کی آمد و رفت کو ہرگز پسند نہین کرتے تہے۔ ان کے علاوہ سفیر انگریزی نے بہی دیوان کو ڈرایا کہ فرانس کی نیت بخیر نہین وہ اس رعایت کی آڑ مین کسی دن مصر پر قابض ہو جانے کا ارادہ رکہتا ہے۔ ان سب نے مل ملا کر فرانس کو بحیرۂ قلزم و مصر کے رستہ کے معاملہ مین کامیاب نہ ہونے دیا۔ مگر لوئی چہاردہم کی گورنمنٹ نے اسکا خیال کبہی نہ چہوڑا۔ اس امر کی تصدیق ایم ڈی سیلٹ کی سرکاری تحریرون سے بخوبی ہو رہی ہے۔ وہ ۱۶۹۲ء مین قاہرہ مین فرانسیسی قونصل تہا۔ اور سن مذکور مین اوس نے رستہ کے متعلق پہر سلسلہ جنبانی کی تہی۔ مگر فائز بمرام نہ ہوا ۱۷۰۸ء مین بہی قونصل تجارتی تعلقات کے قیام اور جزائر بوربون و مدغاسکر کے فرنچ آبادکارون اور سویز و مصر کے درمیان آمد و رفت مین آسانیان پیدا کرنے کے لئے حبش گیا تہا۔

الغرض رومن کیتہولک عیسائیون کی امداد اور محمد چہارم و لوئی چہاردہم مین مصالحت ہو جانے سے فرانس کا اقتدار پہر لیوانٹ مین قائم ہو گیا۔ ٹرکی و فرانس کا اتحاد ابتداءً محض پالیسی پر مبنی تہا۔ اور اوسکا مدعا آسٹریا کے حکمران خاندان ہپسبرگ کو ضعف پہونچانا تہا۔ ہنری ثانی کے جانشینون کے عہد مین اوس کی یہ نوعیت نہ رہی۔ اور اوس کی غرض و غایت جہانتک فرانس کا تعلق تہا صرف تجارت کا فروغ اور مذہبی اقتدار کا استحکام رہ گئی۔ ۱۶۰۴ء سے لیکر ۱۶۷۳ء تک اوس کی جو کیفیت رہی وہ اوپر مندرج ہو چکی ہے۔ اس عرصہ مین گویا اوسکا وجود معطل تہا۔ لیکن جب پہی اوس کی دوبارہ تجدید ہوئی تو گو اوسکا مدعا وہی تجارتی و مذہبی اغراض کا استحکام تہا۔ مگر چونکہ لوئی چہاردہم آسٹریا کی مخالفت کو اپنا اہم فرض سمجہے ہوئے تہا۔ اتحاد تجدید نے تہوڑے ہی عرصہ مین وہی فرانسس اول کے زمانہ کی پولٹیکل نوعیت اختیار کر لی۔ مگر ستر برس کی مغائرت نے کل کہیل بگاڑ دیا ہوا تہا۔ اوس نے اب اپنے جوہر دکہلانے شروع کئے اور نیا اتحاد آسٹریا کو

ضعیف کرنیمین متحدین کو کوئی مدد نہ دے سکا۔ کیونکہ اس طویل دیگانگت سے دونون گورنمنٹون کے دلون مین سقدر کدورت بیٹھ گئی تھی۔ کہ وہ جدید معاہدہ سے کماحقہ دور نہ ہو سکی۔ اگر یہ دور ہو جاتی۔ اور دونون فریق ایک دوسرے کیطرف سے سینہ صاف کرکے اپنا ایک معین مدعا اور غرض قرار دے لیتے۔ اور پھر اوس کے حصول کے لیئے متفقہ عملی کوشش کرتے تو اس مین کوئی شبہ نہین کہ وہ کل یورپ پر اپنا اقتدار قائم کر لیتے۔ اسوقت آسٹریا و جرمن جنگ سی سالہ سے نحیف و کمزور ہو رہے تھے۔ انگلستان فرانس کی حمایت اور سرپرستی کو اپنے لیئے فخر سمجھتا تھا۔ اور روس ایسی گمنامی مین پڑا ہوا تھا۔ کہ یورپین طاقتون مین اوسکا شمار نہین ہوتا تھا۔ مگر خداوند کریم کو یہ منظور نہ تھا۔ ایک طرف ترک تعصب و جہالت قومی فخر و مباہات اور نشہ قوت و حکومت مین ایسے مستغرق تھے۔ کہ یورپ کی متغیر شدہ حالت موجودہ کی کوئی پروا۔ اور اپنے عیسائی رفقاء اور معاونین کے صلاح و مشورہ کا کوئی لحاظ نہ کرکے منفرد اور تنہا رہنے کو اپنے لیئے بڑے فخر کی بات اور کسی دوسری سلطنت کے ساتھ ملکر کارروائی کرنے کو کمزوری اور نامردی کی علامت سمجھتے رہے۔ ادہر دوسری طرف لوئی چہاردہم نے گو ترکون کے ساتھ اتحاد کر لیا تھا۔ مگر وہ اوسی مذہب در رومن کیتھولک کا پابند اور ان ہی مذہبی دیوانون کا جانشین تھا۔ جنہون نے مسلمان تو بجائے خود رہے۔ لاکھون عیسائیون کو رومن کیتھولک مذہب سے مختلف عقاید رکھنے کے جرم مین کتون کی موت ہلاک کرایا۔ اور زندہ جلوا دیا تھا۔ اس مذہبی تعصب تنگدلی اور محدود الخیالی نے جو رومن کیتھولک جماعت کا خاصہ ہے۔ بلاد غرب ہی مین جہان اوسے دیگر عقاید کے عیسائیون سے سابقہ رہتا تھا۔ لوئی کو آسٹریا کی بربادی کی پالیسی مین بے تہاشا فروگذاشتون اور غلطیون کا مرتکب بنایا۔ بلکہ بلاد شرق مین بھی جہان اوسے ترکون سے جو بعقیدہ رومن کیتھولک کافر و واجب القتل تھے۔ معاملہ پڑا۔ اپنی چال مین کامیاب نہ ہونے دیا۔ اس مذہبی تعصب کیوجہ سے دل مین تو وہ ترکون کی کامل تباہی و بربادی کا خواہان تھا۔ اور ملکی اغراض اور ملکی پالیسی نے اوسے ترکون سے اتحاد کرنے پر مجبور کر دیا ہوا تھا۔ اگر دونون سلطنتون کی قسمت اچھی ہوتی۔ تو وہ ملکی بہبود پر مذہبی تعصب کو غالب نہ آنے دیتا۔ لیکن تقدیر مین ایسا نہ تھا۔ اوس نے بین بین رویہ اختیار کرکے ترکون سے صرف اس قدر کام لینے پر کفایت کی کہ وہ وقتاً فوقتاً آسٹریا جرمن پر حملہ آور ہوکر فرانس کا ہاتھ بٹاتے رہین۔ وجب تو یہ تھا کہ دونون ملکر ایک ہی وقت اپنے مشترکہ دشمن پر یورش کرکے اوسکو نیست و نابود کر دیتے۔ مگر دونون کی حمیت جاہلیہ و غرور نخوت نے اسے پسند نہ کیا۔ اور بطور خود علحدہ علیحدہ کارروائی کرتے رہنے کو مستحسن خیال کیا۔ پس جب فرانس آسٹریا سے مشغول کارزار ہوتا تو ترک

اور جب ترک اوس سے برسرپیکار رہتے تو فرانس خاموش بیٹھا رہتا۔ جس اہم غلطی سے دونون سلطنتون کی مستقبلہ قسمت پر نہائیت مہلک اثر پڑا۔ اس سے فقط آسٹریا تباہی سے بچکر بتدریج طاقتور اور زبردست ہوگئی۔ بلکہ روس کی عظمت وترقی کے لئے رستہ صاف ہوگیا۔ اور دوسری طرف سلطنت عثمانیہ اور فرانس ایسی مشکلات مین گرفتار ہوگئے۔ جن سے وہ اب تک مخلصی نہین پاسکے +

محاربہ پولنڈ وروس

سلطنت عثمانیہ کو جو عظمت وشوکت سلیمان اعظم کے زمانہ مین حاصل ہوئی وہ اوس سے پہلے یا بعد مین اب تک نصیب نہین ہوئی۔ البتہ خاندان کوپرلی کے زمانہ وزارت مین اس اسلامی سلطنت کو تقریبًا ویسا ہی عروج حاصل ہوگیا تہا۔ مختلف بر اعظمی صوبون سے بغاوت وسرکشی کی بیخکنی ہوجانے سے ملک کی اندرونی خوشحالی اور فارغ البالی مین ترقی ہوگئی تہی۔ سلیمان اعظم کے وقت جتنے باجگزار صوبے تہے۔ وہ پھر زیر فرمان کرلیئے گئے۔ بلکہ سلطنت کی حدود کریٹ کی فتح سے اور زیادہ وسیع کردی گئین۔ اور اس نمایان فتح کے بعد ہی ایک اور وسیع علاقہ سلطنت کر شامل ہوگیا جو اوس وقت پہلے ہی سے چالیس وسیع صوبوں اور چار باجگزار ریاستون (مالڈیویا والیشیا۔ کریمیا۔ ٹرینسلونیا وہنگری) پر مشتمل تہی۔ ان چالیس ولایتون یا صوبون مین یونان وٹائر کی قدیم جمہوری ریاستون کے علاوہ بیس قدیم بادشاہیون کے ممالک شامل تہے۔ اور ترکی جہنڈا مراکو کے کوہ اطلس سے لیکر دہانہ دریائے فرات تک منبع دریائے نیل سے لیکر وائنا کے دروازون تک اور عدن سے لیکر کوہ قاف کی چوٹیون اور ماسکو کے قریب تک بہر آتا تہا۔ اوس زمانہ کا انگریز مؤرخ نالسس[۱] اپنی کتاب کے دیباچہ مین ترکی سلطنت کی نسبت حسب ذیل تحریر کرتا ہے:۔

"اگر تم اوس کی ابتداء۔ ترقی اور مسلسل فتوحات پر غور کرو۔ تو اس سے زیادہ کوئی امر حیرت افزا اور قابل تعریف نہ پاؤگے۔ اگر تم اوس کی عظمت اور شان شوکت پر غور کرو تو اوس سے زیادہ شاندار اور عالیشان کسی کو نہ پاؤگے۔ اوس کی قوت وطاقت پر غور کرو۔ تو اوس سے زیادہ مہیب یا خطرناک کسی اور کی طاقت وقوت نہ پائی جائیگی۔ ترکون کی ہمیشہ قسمت یاوری کرتی رہی ہے۔ اور دن

[۱] یہ انگریز مؤرخ ۱۵۴۵ء مین پیدا اور ۱۶۱۰ء مین فوت ہوا ہے پہلے اکسفورڈ کے لنکن کالج کا فیلو تہا پھر سینڈوچ (واقع ضلع کنٹ) کے گرامر سکول کا ہیڈ ماسٹر ہوگیا۔ اوسکی مشہور تصنیفات یہ ہین۔ (۱) "ترکون کی تاریخ" جس کے کئی اڈیشن چھپ چکے ہین۔ ازانجملہ ایک اڈیشن انگریزی ٹیبو ڈیسٹریکا نے ہے جس کا متن مین ذکر آچکا ہے جو اہتمام اپنا اذکرکے شائع کیا۔ (۲) "عثمانیہ سلاطین کے سوانح وفتوحات" (۳) "سلطنت عثمانیہ کی عظمت" (۴) "لاطینی یونانی اور عبرانی زبان کے قواعد۔"

کے دریا، ہمیشہ اون کے خزانہ مین گرتے چلے ہین۔اس سے سرمست ہوکر عثمانی اگر دُنیا کی دوسری قومون کو حقارت کی نظر سے دیکھتے ہین تو وہ ایک طرح سے معذور ہین"۔

اِس عظیم الشان وسعت و عظمت مین اونہی کاسکون کے بطوع و رغبت عثمانیہ حمایت و اطاعت قبول کر لینے سے جن کے ساتھہ ترکون اور تاتاریون کو ہمیشہ مشغول کارزار رہنا پڑتا تھا۔اور اضافہ ہوگیا کاسکون کا ایک گروہ جیسا کہ پہلے کسی حاشیہ مین لکھا جاچکا ہے۔دریاءِ نیپر و نیسٹر کے درمیان رہتا تھا اس علاقہ کا نام یوکرین ہے جو تاتار خورد کریمیا، پولنڈ اور ریاست ماسکو کے درمیان ہے۔اوسکا عرض و طول تقریبًا تین تین سو میل ہین۔دریاءِ بوگ شمال مغرب سے جنوب شرق کو جاتا ہوا اوس کے وسط مین سے گذرتا ہے۔والیٹر اپنی کتاب تاریخ چارلس[۱] دوازدہم مین لکھتا ہے کہ "یوکرین کا شمالی حصہ زیر کاشت اور زرخیز ہے۔جنوب ترین حصہ ۴۸ درجہ عرض بلد کے قریب کے واقع ہے۔دریا کے نہایت ہی زرخیز اور ساتھہ ہی نہایت ہی ویران ممالک مین سے ہے۔ناقص حکومت سے علاقہ کی تمام طبعی زرخیزی خاک مین مل رہی ہے۔ان اضلاع کے باشندے جو تاتار خورد کے ہمسائے ہین کاشتکاری اور تخم ریزی مطلقًا نہین کرتے۔کیونکہ اونکو خوف رہتاہے۔کہ پریکاپ و بڈزیاک کے تاتار اور سکتائے مالڈویا جو سب کے سب قزاق و رہزن ہین۔یورش کرکے اونکی فصلون کو نیست و نابود کر جائینگے۔کاسک ہمیشہ سے آزادی کے مدعی رہے ہین۔مگر ریاست ماسکو۔مقبوضات سلطان اور پولنڈ سے چو طرفہ محیط ہونے کے باعث اون کے لیئے اِن تینون مین سے کسی کو اپنا محافظ اور بالآخر مالک و آقا منتخب کرنا ضروری ہوگیا"۔عرصہ دراز تک یہ جنگجو قوم جس کے کسی قدر مفصل حالات آئندہ بھی کسی موقع پر درج کئے جائینگے۔تاتاریون اور ترکون سے یورپ کو محفوظ رکھنے مین وہی کام دیتی رہتی جو جزیرہ نشینیم کے طبقہ سینٹ جان (حضرت یوحنا) کے نائٹ مسیحی یورپ کو اول جزیرہ رہوڈس مین اور مالٹا مین دیتے رہے۔مگر جب سلطنت عثمانیہ کی فتوحات کا سیلاب تھمگیا۔اور وہ یورپ کے نظام دولیہ مین داخل ہوکر دوسری عیسائی سلطنتون سے اتحاد و معاہدہ کرنے لگ گئی تو کاسکون کی مطلق العنانی کو روکنا لازمی ہوگیا۔ڈان کے کاسکون نے ۱۵۲۱ء مین ایوان ظالم زار ماسکو کی اطاعت تسلیم کرلی تھی۔مگر یوکرین کے کاسک اس سے بعد بھی عرصہ دراز تک آزاد رہکر زیادہ تر ترکی مقبوضات اور گاہ گاہ روسی و پولش علاقون مین بھی برابر تاخت و تاراج کرتے رہے۔اور جب اونکو آخر ہمسایہ سلطنتون مین سے کسی ایک کا ہوکر رہنا لابدی ہوگیا۔تو اوتھون نے شاہ پولنڈ کی حمایت کو پسند کیا۔اور راہلی پولنڈ

[۱] شاہ سویڈن ۱۶۸۲ء مین پیدا ۱۶۹۷ء مین تخت نشین اور ۱۱ دسمبر ۱۷۱۸ء کو ناروے مین توپ کے گولہ سے ہلاک ہوا۔ مؤلف

گو اونکو اپنا باجگزار تصور کرتے تھے۔ گو پہلے مدبر و با اقبال اندیش پولش فرمانروا ان جنگجو اور جفاکش قبائل
پر آنا تحکم کرتے رہے جبکہ وہ سہارتے رہین اور جھک نہ جائین۔ مگر ایسے بادشاہون کا سلسلہ برابر قایم نہین
رہتا۔ اون کے جانشین تیز مزاج اور ناآل بادشاہون نے اپنے باجگزار مدن کے ہمسایہ علاقون مین
یورشین کرتے رہنے کی متواتر شکایتون سے تنگ آکر یا طبعی سفاکی اور حرص و طمع سے اونپر جابرانہ
حکومت کرنی چاہی۔ کاسکون نے تشدد کو گوارا نہ کرکے جان توڑ مزاحمت کی اور اپنے نئے ظالمون
(اہالی پولنڈ) کے برخلاف پرانے اعدا تاتاریون سے مدد لی۔ اور جب چند برسون کے بعد تاتاریون نے
اونکا ساتھ چھوڑ دیا تو وہ روسی زار الیکسس کیطرف جو انہی کاسکون کے متعلق عرصہ تک پولینڈ سے خط و کتابت
کرتا رہا۔ ملتجی ہوئے۔ اور کئی برسون کی خونخوار معرکہ آرائی اور جنگ و جدال کے بعد کاسکون کا علاقہ آخر ۱۶۶۷ء
مین پولنڈ اور روس نے ھدنہ[1] اندروسان کے رُو سے باہم آپس مین تقسیم کرلیا۔ اس قرار داد
کے مطابق دریاء نیپر پوگ کے دہانون کے قریب رہنے والے کاسک بہی جو زپور[2] فسکین کاسک کہلاتے تھے
پولنڈ کے حصہ مین آئے تہے۔ مگر وہ پولنڈ کے ماتحت جانا قبول نکرکے روس کے ماتحت ہو گئے۔ ۱۶۷۰ء مین
یوکرین کے اوس باقیماندہ حصہ کے کاسکون نے جو پولنڈ کے پاس رہنے دیا گیا تھا۔ پولش مجلس امراء کے
پاس چند مراعات کے لیئے درخواست دی جو نامنظور کردی گئی۔ اور ناراضمند کاسکون کی سرکوبی کے
لیئے جرار فوج پولش امیر جنرل جان سوبی اسکی کے ماتحت یوکرین کو بہیجدی گئی۔ بہادر کاسکون نے اپنے
رئیس[4] ڈوارس سنسکو کے ماتحت ملا آور ون کا شجاعانہ مقابلہ کیا۔ لیکن آخر یہ دیکھکر کہ وہ تن تنہا کچھہ نہین
کرسکین گے۔ اونہون نے بابعالی کی ماتحتی قبول کرنے کا فیصلہ کرکے اپنے ہٹمن کو بابعالی کے پاس
بہیجدیا۔ ایک مورخ لکہتا ہے کہ وہ ۱۶۷۲ء مین قسطنطنیہ پونچا۔ دوسرے کا بیان ہے کہ کمینڈ یا ابہی فتح نہین
ہوا تہا۔ کہ ڈوارس سنسکو نے سلطان محمد چہارم کی خدمت مین حاضر ہوکر اپنے قبیلہ کیطرف سے اوس کی
ماتحتی کو قبول کیا۔ مگو پہلی روایت غلط معلوم ہوتی ہے۔ بہرحال سلطان نے اوس کی التجا کو قبول کرکے یوکرین
کو اپنی پناہ مین لے لیا۔ اور ہٹمن کو وہان کا سنجق بے[5] مقرر کرکے دو دُمون والا جہنڈا عطا کیا۔ اور یہ الحاق

[4] کاسک اپنے رئیس اعلے کو ہٹمن پکارتے ہین۔ مولف [5] سلطان مراد ثالث کے وقت سے بڑے صوبون کے گورنرون کو وزیر کا رتبہ اور تین دُمون والا جہنڈا۔ اور چہوٹے صوبون کے گورنرون کو سنجق بیکا رتبہ اور دو دُمون کا جہنڈا عطا کیا جاتا تہا۔ مولف ۱۲

[1] عارضی صلح یا التواء جنگ کے معاہدہ کو عربی مین ھدنہ کہتے ہین۔ مولف ۱۲

[2] روسی لفظ زپوروزسی ہے۔ اس کے معنے ہین وہ لوگ جو آبشارون سے پرے رہتے ہین۔ آبشارون سے مراد دریا نیپر کی آبشارین ہین۔ انگریزی مین اونکو زپوروانیزی ہی لکہتے ہین۔ مولف ۱۲

وتعرری جنگ پولنڈ کا باعث ہوئی مگر جنگ مین ابتداءکنندہ کی نسبت بہی مختلف روایتین ہین۔ ہمنزینر صاحب بحوالہ کانٹی مرکہتے ہین کہ "اس معاملہ کی خبر سنتے ہی ہمسایہ اقوام مین سخت تشویش پیدا ہوگئی۔ اور اس اتحاد سے اونکو اپنے لیئے ہر قسم کی تکلیف واذیت کا خطرہ ہوگیا۔ کاسک بلدبی ملک مین جسے بیشمار نالون اور گہاٹیون نے اور بہی دشوار گذار بنا رکہا تہا آباد تہے مسکوبی اور پول جواب تک اونسی دوستانہ راہ ورابطہ رکہتے تہے کاسکون سے بہت کچہہ کام لیتے تہے۔ وہ اپنی جبلی بہادری اور ملک کی طبعی دشوار گذاری کے طفیل ان دونون ریاستون کو نہ صرف مسلمانون کے برخلاف سد سکندری کا کام دیتے رہے تہے۔ بلکہ لوٹ مار کا عادی اور شائق ہونے کی وجہ سے مقبوضات عثمانیہ مین ہر وقت یورشین کرکے سلطنت مذکور کو ضعف پونچاتے رہنے سے بالواسطہ طور پر ان دونون ریاستون کی بڑی خدمت کرتے رہتے تہے سنئے اتحاد سے ان تمام فوایدکا ترکون کے حق مین چلا جانا یقینی ہوگیا۔ شاہ پولنڈ لازمی طور پر اس معاملہ کو اچہی طرح سمجہتا تہا۔ اور اس لیئے لابدی تہا کہ جسطرح ہو اپنے سابق باجگزارون یا دوستون کو اپنے ساتہہ ملائے رکہے۔ اور اونکو ترکون کے ساتہہ شامل نہ ہونے دے۔ پس قبل اس کے کہ ترکون کو یہ موقعہ ملے کہ وہ کاسکون کو اچہی طرح اپنی ماتحتی مین ثابت قدم کردین۔ پولش فوج یوکرین مین بہیجدی گئی۔ اور چونکہ ابہی اکثر کاسک پولون کے ہوا خواہ تہے۔ فوج مذکور جہان تک اوسکا دل چاہا بڑہی چلی گئی۔ اور حسب پسند موقعہ تلاش کرکے وہان مقیم ہوتی رہی۔ محمد چہارم اگر چاہتا تو شاہ پولنڈ کی اس کارروائی کو معاہدون کے نقیض تصور کرکے اوسے فی الفور اعلان جنگ کر دینے کی وجہ موجبہ گردان سکتا تہا۔ مگر اوس نے پہلے نرمی ودرشتی اور دہمکی وتخویف سے مطلب براری کی کوشش کرنا زیادہ مناسب سمجہا۔ اور شاہ پولنڈ کو ایک خط لکہا۔ جس کے آخری الفاظ یہ ہین۔ اگر تم ہمارے حکم کی تعمیل سے انکار کرکے بزور شمشیر اپنی ناانصافی پر قایم رہنے مین اصرار کروگے تو ہم تمہاری ہلاکت۔ تمہاری ریاست کی بربادی اور تمہاری رعایا کی گرفتاری کا حکم صادر کردین گے۔ اور تمام دنیا تمہاری شرارت اور ضد کو ان کل تباہیون کا باعث قرار دیگی "۔ شاہ نے اس حکم کی تعمیل سے انکار کیا۔ اور اوسپر ٹرکی نے اعلان جنگ کردیا "

لہ ڈی مٹری اس کانٹی مر تاتاری النسل حاکم مالڈیویا تہا۔ ابتدا مین وہ بابعالی کا ملازم تہا۔ جس نے اوسے مالڈیویا کا گورنر مقرر کردیا۔ لیکن اس نمکحرام نے پیٹر اعظم زار روس سے ملکر مالڈیویا اس کے حوالہ کردیا۔ اس غداری کے صلہ مین زار نے اوسے پرنس کا خطاب عطا کیا یہ مسیحی المذہب تہا۔ اوس نے "سلطنت عثمانیہ کے عروج وزوال کی تاریخ" "مذہب اسلام کا نظام" "مالڈیویا کی موجودہ حالت" وغیرہ اکثر کتابیں لاطینی زبان مین تصنیف کین۔ صوبہ مالڈیویا مین ۱۶۷۳ء مین پیدا اور خارج الوطن ہوکر ۱۷۲۳ء مین بمقام استرخان فوت ہوا۔ ہمنزینر نے حالات مندرجہ بالا اوس کی تاریخ کی تیسری جلد صفحہ ۱۳۶ سے اخذ کئے ہین۔ مولف ۱۲-

اس کے برعکس سرایڈورڈ گریسی جنکا بڑا ماخذ دان ہمیرہے۔ حسب ذیل تحریر کرکے ٹرکی کو بادی قرار دیتے ہین "یوکرین کو عثمانیہ صوبون کے زمرہ مین دخل کرکے ہٹمن کو وہان کا نجق بے بنا دیا گیا۔ اور اوسیوقت ۶ ہزار ترکی فوج کو یوکرین کیطرف بھیجکر خان کریمیا کو کاسکون کے مدد کرنے کا حکم بھیجدیا گیا۔ شاہ پولنڈ ان کارروائیون پر بڑے زور سے معترض ہوا۔ اور زار نے بھی اوس کے ساتھہ ہم آہنگ ہوکر پولنڈ کے ہمراہ ٹرکی سے جنگ کرنے کی دہمکی دی۔ وزیر اعظم نے اونکو بڑی حقارت کے ساتھہ جوابدیا۔ کہ دہمکیان خالی باتین ہی نہین بے معنی بھی ہین۔ باب عالی یوکرین کی نسبت اپنے ارادہ پر قایم رہیگا۔ اس جواب سے تہوڑا ہی عرصہ پہلے پولنڈ کی دہمکیون کا ایک دوسرے وزیر نے بھی اسی انداز سے جوابدیا تھا جس کے الفاظ یہ تہے۔ الحمد للہ اسلام کی طاقت ایسی زبردست ہے کہ ہمکو روسیون اور پولون کے اتحاد کی ذرہ بھر پروا نہین۔ ہماری سلطنت تاریخ قیام سے قوت و عظمت مین برابر بڑہتی چلی آئی ہے۔ تمام عیسائی بادشاہ جو کئی دفعہ ہمارے برخلاف متحد ہوچکے ہین ہماری داڑہی کا ایک بال تک نہین اکہاڑ سکے۔ اور خدا کے فضل سے ہمیشہ یہی کیفیت رہیگی۔ اور ہماری سلطنت روز آخر تک برابر قایم رہیگی۔ پولنڈ کے سفیر نے باب عالی کو ناانصافی کا ملزم ٹہیرایا تہا کہ اوس نے باغی رعایا کو پولنڈ کے برخلاف امداد دی ہے۔ اس الزام کی تردید مین کوپریلی نے اوسے خود اپنے ہاتہہ سے خط لکہہ کر تحریر کیا۔ کاسک آزاد لوگ تہے۔ اور انہون نے برضا و رغبت خود پولنڈ کی تابعداری قبول کی۔ مگر جب وہ اوس کے ظلم و ستم کی زیادہ برداشت نہ کرسکے تو انہون نے دوسری جگہ پناہ لے لی۔ اور اب وہ علم کی حمایت مین ہین۔ اگر مظلوم ملک کے باشندے ظالمون سے مخلصی پانے کے لیئے ایک زبردست شہنشاہ کی اعانت کے ملتجی ہون۔ تو کیا ایسی مامن و پناہ تک اونکا تعاقب کرنا دانائی کا فعل ہوگا؟ جب روئے زمین کے تمام شہنشاہون سے زبردست ترین اور سب سے زیادہ طاقتور شہنشاہ مظلومون کو جو خواستگاران حمایت ہون اون کے ظالمون سے چہڑانے پر آمادہ ہوجائے تو دانا آدمی فوراً سمجھہ سکتا ہے کہ اگر جنگ برپا ہو تو اوس کے برپا کرنے کا ملزم کون فریق ہوگا۔ اگر آتش نزع کو سرد کرنے کے لیئے تم نامہ و پیام کے خواہان ہو تو ہمین بھی کوئی عذر نہین لیکن اگر منازعات کا تصفیہ تم اوس قطعی فیصلہ کنندہ اور تیز مزاج منصف پر جسے شمشیر پکارا جاتا ہی چہوڑنا چاہتے ہو۔ تو لڑائی کا نتیجہ وہ ذات پاک و منزہ خداوند کریم ظاہر کردے گی۔ جس نے آسمان و زمین کو بلاسہارا قایم کر رکہا ہے۔ اور جو ایک ہزار برس سے اسلام کو اوس کے اعداء پر فتحیاب کرتی آئی ہے۔" اس تحریر سے صاف واضح ہورہا ہے کہ ابتداء تنزع کون کیطرف سے ہوئی تہی۔ مگر مجھے یہ دیکھہ کر کمال حیرانی ہوتی ہے کہ گریسی ایسا منصف مزاج شخص بھی مدبر و دانا وزیر اعظم کی اس پالیسی کو جس پر

ثابت قدم رہتا ترکی سلطنت اور مسلمانان عالم کی یہ گت بن رہی ہے۔ بنظر استحسان نہین دیکھتا ہے کہ
"ترکون جیسی قوم کے وزیر اعظم کا جس نے کئی دیگر اقوام کو اپنی ماتحتی مین جکڑ بند کر رکھا تھا مظلوم رعایا کی
طرفداری کرکے دوسری سلطنتون کے معاملات مین دست اندازی کرنے کا یہ علانیہ اظہار بہت دلیری اور شوخ
چشمی کا فعل تھا۔ اور بالخصوص کوبری کیطرف سے ایسا اظہار اور بھی زیادہ تعجب انگیز تھا۔ جو مین اوسی
موقعہ پہ آزادی کی نو پیدا شدہ خواہش کو جسے یونانیون نے محاربہ کریٹ کے دوران مین ظاہر کرنا شروع
کر دیا تھا۔ دبانے کے لیئے موریا مین بیشمار قلعے تعمیر کرا رہا تھا۔ سر کریسی کو یہ اعتراض کرتے وقت پہلے اپنے
گریبان مین منہ ڈال لینا چاہیئے تھا۔ انگلستان کی قدیم رعایا آئرش قوم اور روس کی پرانی رعیت جیسی
کچھ اپنے حاکمون سے خوش ہے وہ دنیا پر ظاہر ہے۔ مگر دونون سلطنتون اور نیز دیگر یورپین دول کے
مقبوت محض اس ہمدردی بنی نوع انسان اور مظلومون کی حمایت کے بہانہ موجودہ صدی مین کئی گناہ وسیع
ہو گئے ہین۔ اور ہوتے چلے جا رہے ہین۔ رسالہ **مفروضہ مظالم آرمینیا اور دول ثلاثہ** مین ہمدردیان
ہمدردی کی بین قلعی اچھی طرح سے ظاہر کر چکا ہون۔ یہان اعادہ کی ضرورت نہین۔ البتہ یہ افسوس
رہ رہ کر آتا ہے کہ کوبری کے بعد عرصہ دراز تک عثمانیہ سلاطین کو دیگر مذاہب کی مظلوم رعایا تو درکنار خود
اپنے ہم مذہب رعایائے ممالک غیر کی دستگیری کا خیال تک پیدا نہ ہوا۔ جس کی سزا مین خدا و ندکریم نے اونکو
خود اپنی مصیبت مین گرفتار کر دیا۔ اور چونکہ معلوم ہوتا ہے کہ ابھی تک ترکون کو اونکی غفلت لاپروائی
اور بیدردی کی کافی سزا نہین مل چکی۔ ہمارے موجودہ خلیفۃ المسلمین کو تلافی مافات کا گو پورا پورا
خیال ہے۔ مگر اوسی سزا کی وجہ سے اونکو اپنے ہی ملک کے دہندون سے اس قدر فرصت نہین ملتی۔
کہ دوسرون کیطرف متوجہ ہو سکین۔ لیکن اگر ایسی مدبر اور مسلمہ لیاقت کے شہنشاہ کی خدمت مین مودبانہ
مشورہ عرض کرنا بے ادبی مین داخل نہ ہو تو مین یہ گذارش کرنے کی جرات کر سکتا ہون کہ اب اوس سزا کی
میعاد کو ختم کرنا اپنے اختیار مین ہے۔ فطرت اللہ ہے کہ قومین اپنی ہمت سے ابھرتی اور اپنی شامت
اعمال سے برباد ہوتی ہین۔ ہمت کے ساتھ لازمی طور پر تائید ایزدی شامل ہوتی ہے۔ اور سستی و غفلت
ہمیشہ غضب آلہی کی متوجب۔ اس سنت اللہ کو مد نظر رکھ کر جس کی تصدیق تاریخ عالم کے ہر ایک صفحہ سے
ہو رہی ہے۔ مین یہ کہنے پر جسارت کر سکتا ہون کہ ختم میعاد اب ہی نہین بلکہ عرصے سے سلاطین عثمانیہ
کے اختیار مین تھی۔ مگر اوس جبن دریز دلی یا توضیح کاشن دبے اندازہ بیجا حزم و احتیاط، کی وجہ سے جو مسلسل
مشکلات اور گوناگون مصائب مین گرفتار رہنے سے طبعی طور پر انسان اور نیز گورنمنٹو نمین جو اسبارہ
مین بالکل افراد کے مشابہ ہین پیدا ہو جاتا ہے۔ اونکو اس کے ختم کرنے کی جرات نہ پڑی۔ اور سکا خاتمہ

ماضی حال استقبال مین اس طرح ہوسکتا تہا اور ہوسکتا ہے کہ دبے رہنے کی پالیسی کو چھوڑ کر محتاط جری
اور خواہ مخواہ دخل در معقولات دینے کی پالیسی کو اختیار کیا جائے - ہمارے امیر المومنین یا کوئی اور سلطنت
خواہ کیسی ہی طاقت و عظمت حاصل کرے جب تک وہ ڈیفنسو دبچاؤ کے پہلو، پر رہے کبھی نہین ابہر سکتی
اس سے دشمن اپنے اپنے ممالک اور اون کے اندرونی معاملات و حفاظت سے بالکل بے فکر ہوکر ایسی پالیسی رکہنے
والی سلطنت کے لیئے ہر وقت امن و سکون کو عنقا در کہتے ہین - اور اوسکو ہر وقت کی مداخلت اور دور اندازی
سے ایسا پریشان بنائے رہتے ہین کہ اوس بیچاری کو سر اوبہارنے کی فرصت ہی نہین ملتی - لیکن اگر قسمت
یاور ہو اور ایسی سلطنت کے اولیائے امور کو خداوند کریم ہوش دیدے کہ وہ اپنی طاقت کو ڈیفنس کے لیئے
مضبوط کرکے خود بہی دوسرون کو پہلے تہوڑا تہوڑا اور پہر بتدریج پوری طرح سے ہی دکہہ دینا شروع
کردین تو دشمنون کو اپنے گہر کی فکر پڑجانے سے اوس کی بہت کچہہ گلو خاصی ہوجائے - اور ممکن ہے کہ اسطرح اسکو
کچہہ مادی فایدہ ملک و دولت کی صورت مین بہی حاصل ہوجائے - جن لوگون نے اسلام - اسلامی پالسیون
اور یورپین دول کے عروج کی تاریخ کو بغور پڑہا ہے - اون سے پوشیدہ نہین ہوگا کہ اونکی ترقی کا ایک
بہت بڑا باعث یہی تہا کہ گو انکو اندرونی کتنے ہی جھگڑے و قضیئے ہون وہ دوسرون کے معاملات مین
دست اندازی کرتے رہتے تہے - اور یہ دست اندازی آخر کار فتح و الحاق کا پیش خیمہ ثابت ہوتی رہی ہے
انگلستان نے جب ایشیا و افریقہ مین پے در پے ممالک کثیرہ حاصل کیئے تہے تو وہ اندرونی مخصون سے آزاد نہ تہا
مگر اوس کے برحال حکومت ان مخصون کا دلیرانہ مقابلہ کرنے کے ساتہہ ہی ہر طرف باہر بہی برابر ہاتہہ پاؤن پہیلاتے
رہے - اور آخر ایک عظیم الشان سلطنت قایم کرلی جسکو اس وقت بہی اس پالیسی کے طفیل روز افزون ترقی
نصیب ہورہی ہے - مگر افسوس سلطنت عثمانیہ کی قسمتون کے مالک یورپ کی چالون کو دیکہہ نہ سکے - اور اگر
دیکہتے تہے تو اونکی تہکو نہ پونہچ سکے - جسکا خمیازہ اب وہ اور مسلمانان عالم برداشت کر رہے ہین - قصہ
مختصر حکومت عثمانیہ اگر ان یورپین سلطنتون کے بغلی گہونسون سے محفوظ اور اپنی طاقت کو فی الواقع مضبوط
کرنا چاہتی ہے - تو اوسے موجودہ پالیسی جو ڈیفنسو سے بہی گری ہوئی ہے - اور جسے دبی ہوئی ہی نہین
بلکہ بزدلانہ کہنا زیادہ مناسب ہے چہوڑ کر دلیرانہ پالیسی اختیار کرنی چاہیئے - جو پہلے اوس صورت مین
ظاہر ہو جسکو دول یورپ نے ابتداء مسلمان حکومتون کے برخلاف اختیار کیا - یعنی دخل در معقولات کے
لیئے بہانہ و حجت ڈہونڈہتے رہنا - اور بتدریج اون سے فایدہ اوٹہاکر دست اندازی کرنے لگ جانا اور
پہر اپنے اعداء مین تفرقہ ڈالکر نہایت سوچ بچار سے افنسو، دجارحانہ، پہلو لے کر یکے بعد دیگرے اونکو
ہوش مین لایا جانے - جس کی ادنے مثال جرمنی کی چین مین تازہ ترین کارروائی ہے - جس نے اپنے مشنری

کے قتل ہو جانے پر نومبر ۱۸۹۷ء مین بے تحاشا چینی صوبہ کیاشو پر غاصبانہ قبضہ کر لیا ہے - اگر سلطنت عثمانیہ یوروپین دول کے برخلاف سردست اس پالیسی کو کامیابی کے ساتھہ نباہ نہین سکتی تو چین وغیرہ ممالک مین تو اوس کی کامیابی مین کوئی شک نہین - اور اوسکو وہان کل یوروپین طاقتون سے بڑہکر دست اندازی کی وجہ حاصل ہے - مگر افسوس جرمنی تو اپنے دو پادریون کے قتل پر یہ جابرانہ کارروائی کرے - اور خلافت اسلامیہ کی مدعی سلطنت ہر دوسرے تیسرے برس کئی لاکھہ مسلمانون دعرب ترک تاتاری و مخلوط النسل چینی مسلمان کے مارے جاتے رہنے پر بہی کروٹ نہ بدلے - یہ بحث اس قدر طویل ہے کہ کئی صفحون مین بہی ختم نہین ہو سکتی - جس قدر بتایا گیا ہے - عقلمندون کے لیئے اسی قدر کافی ہے اور اسکو چہوڑ کر مین اصل داستان محاربہ پولنڈ کی طرف رجوع کرتا ہون -

کوبرلی نے پولنڈ کے مقابلہ کیلئے لشکر جرار جمع کیا - اور اب کی دفعہ بادشاہ کو بہی ہمراہ لیکر ۵ ماہ جون ۱۶۷۲ء کو ایڈریانوپل سے روانہ ہوا - دریاء ڈنیوب کو عبور کرنے کے بعد والیشیا اور مالڈیویا مین سے گذر کر ترکی فوج قصبہ خوزیم یا خوتین[1] کے قریب دریائے نیسٹر کے کنارہ پر خیمہ زن ہوئی - سلیم غوری خان کریمیا بہی تاتاری فوج لیکر سلطان کو وہان آملا - اگست مین سلطانی لشکر نے دریا کو عبور کر کے کامینیک کے سامنے ڈیرے ڈالدیئے - یہ مقام بظاہر ناقابل الفتح معلوم ہوتا تہا - مگر ترکون نے نو دن کے محاصرہ کے بعد ۲۶ اگست ۱۶۷۲ء کو اوسے اور ۹ ستمبر کو ایک مشہور مقام لمبرگ کو فتح کر لیا - پولنڈ کے کمزور مزاج بادشاہ میکائیل ترکون کی سریع اور متواتر فتوحات سے خوف زدہ ہو کر فوراً صلح کا ملتجی ہوا اور ۱۸ ستمبر ۱۶۷۲ء کو فریقین مین بمقام بق ساکس صلح کا معاہدہ ہو گیا - جس کے رو سے پولنڈ نے صوبہ پوڈولیا ترکون کو اور علاقہ یوکرین اون کے نئے باجگزار کاسکون کو دیکر دو لاکھہ بیس ہزار ڈیوکٹ سالانہ خراج دینے کا اقرار کیا - اور قصبہ لمبرگ کے چہڑانے کے لیئے اسی ہزار ڈیوکٹ یکمشت دیگئے اس کے معاوضہ مین ترکون کے باجگزار خان کریمیا نے پولنڈ پر آئندہ یورشین نہ کرنے کا وعدہ کیا - اور سلطان بفتح و نصرت ایڈریانوپل کو واپس آگیا - اور اوسکو چارونطرف سے مبارک باد کے پیغام آنے لگ گئے - مگر یہ مبارک بادین ابہی قبل از وقت تہین - پوپ اور جرمن قیصر کے اغوا سے پولنڈ کی مجلس امرائ نے معاہدہ بق ساکس کی تصدیق سے انکار کر دیا - اور وزیر اعظم پولنڈ نے بے ایمان ہو کر کوبرلی کو ایک

[1] یہ شہر صوبہ مالڈیویا کے شمال مین روس اور آسٹریا کی سرحد پر روسی علاقہ مین واقع ہے - شہر کامینیک تہوڑے سے فاصلہ پر اس شہر کے شمال مین ہے - محاربہ مندرجہ بالا کے وقت یہ دونون شہر ریاست پولنڈ مین داخل تہے - جس ریاست کو جرمنی اور آسٹریا اور روس نے دو مرتبہ آپس مین تقسیم کر کے معدوم کر دیا - کامینیک صوبہ پوڈولیا کا صدر مقام ہے - مؤلف ۱۲

گورنمنٹ کے فیصلے سے مندرجہ ذیل عبارت مین اطلاع دی" بادشاہ پولنڈ نے چونکہ اعیان سلطنت کی منظوری کے صلح کی شرائط قبول کی تہین۔ گورنمنٹ و مجلس امراء نے اونکو کالعدم قرار دیا ہے۔ اور وہ باجگزاری کی ذلت پر ہزار دفعہ جنگو ترجیح دیتے ہین" اوسیر وزیر اعظم نے جدید محاربہ پولنڈ اور نیز زار روس پر حملہ کرنیکے لیے جس نے پولنڈ کی مدد کی تہی پہر فوج جمع کرکے ۱۶۷۳ء مین پوڈولیا پر چڑہائی کردی۔ مگر پولش فوج جان سوبی اس کی کے زیر کمان دریاء نیسٹر پر جو اس وقت برف سے منجمد تہا پہلے ہی عبور کر آئی تہی۔ اور اس دفعہ والیشیا اور مالڈیویا کے نمک حرام ویوو ڈبہی اوس کے ساتہہ شامل ہو گئے تہے۔ جس سے ترکون کی جمعیت کسیقدر کمزور اور ویسی ہی پولش کی مضبوط ہو گئی تہی۔ اوس نے ترکی کمپ پر بمقام خوزیم اچانک حملہ آور ہو کر ۱۱ر نومبر ۱۶۷۳ء کو ترکی فوج کو شکست فاش دی۔ اور اونسے تتر بتر کر دیا۔ لیکن کوبرلی اول و دوم کے حسن انتظام سے ٹرکی کے وسائل ایسے ترقی پذیر اور خزانہ سلطانی اسقدر معمور ہو گیا تہا کہ اس شکست سے اون کے حوصلے پست نہوئے۔ اور محاربہ کو جاری رکہنے کے لیے بسرعت تمام دوسرے برس مزید کمک یوکرین کو بہیجدی گئی۔ جان سوبی اس کی خوزیم مین ترکون کو شکست دیکر کامی نیک کے دروازون تک اونکا تعاقب کرتا ہوا چلا گیا۔ کہ اتنے مین شاہ میکائیل کے مرنے کی خبر موصول ہو جانے پر اوسے پولنڈ کے دار الخلافہ وارسا کو واپس جانا پڑا۔ اور اوس کی خدمات جلیلہ کے صلے مین ڈائیٹ د مجلس امرای نے اوسے ۱۶۷۴ء مین اپنا بادشاہ منتخب کیا۔[۱]

سوبی اس کی کے بادشاہ منتخب ہونے پر بابعالی کو کسی قدر تردد پیدا ہوا کہ جب وہ جرنیل کی حیثیت مین اس قدر خطرناک ثابت ہو چکا ہے تو بادشاہ بنکر اب کیا کچہہ نہ کرے گا۔ مگر پولش امراء بہی باہمی حسد و رشک مین ایشیائی امراء سے کچہہ کم نہ تہے۔ سوبی اس کی کو وہ حب الوطنی کے جوش مین آکر ایکدفعہ بادشاہ تو بنا بیٹہے۔ لیکن جلدی ہی اونکو ایسے اولو العزم بادشاہ سے اپنی خود مختاری اور آزادی کا اندیشہ ہو گیا۔ چنانچہ ذاتی اغراض پر اونہون نے ملکی مفاد کو قربان کر دیا۔ سوبی اس کی کے بڑے بڑے ارادے تہے۔ اور اس کی بڑی تمنا تہی کہ سلطان کے برابر فوج تیار کرے۔ مگر کمبخت بغض و رشک اور نفسانیت نے اوس کی کوئی پیش نہ جانے دی۔ اور مجلس امراء نے کفایت شعاری اور عدم گنجائش کا بہانہ کرکے جدید فوجون کی تیاری کے لیئے خرچ منظور کرنے سے انکار کر دیا۔ برعکس اس کے کوبرلی نے تہوڑے ہی عرصہ مین چالیس

---

[۱] جان سوبی اس کی جیمز سوبی اس کی گورنر کراکو کا سب سے چہوٹا بیٹا تہا۔ اوس نے پیرس مین تعلیم پائی ۱۶۶۵ء مین وہ پولش فوج کا مارشل اعظم اور سپہ سالار مقرر ہوا۔ اور اوس کے بعد دربار شاہی کا افسر اعلے اور کراکو کا پری لیٹ بنایا گیا۔ اوس نے یوکرین کے کاسکون سے کئی شہر فتح کئے۔ اور خوزیم کی لڑائی مین ۸ ہزار اور بقول بعض ۳۰ ہزار ترکون کو ہلاک کیا۔ اس لڑائی مین بمشکل پندرہ سو ترک جانبر ہوئے تہے۔ ۱۶۸۳ء مین اوس کی بدولت وائنا ترکون کے ہاتہہ سے بچا۔ ۱۶۲۹ء مین پیدا اور بمقام وارسا ۱۶۹۶ء مین فوت ہوا۔ مولف ۱۲

طرف سے فوج منگوا کر خان کریمیا کو بھی تاتاری فوج لیکر آملنے کا حکم بھیجدیا۔ اور گوجان سوبی اس کی پولش فوج اور روسی کمک کے جواب علانیہ لڑائی بین شریک ہو گئے تھے ۱۶۷۲ء مین کئی معرکون مین کامیاب ہوا۔ مگر ترکی کمک پہونچ جانے پر پولون کو اس سال مین کامی نیک کے محاصرہ سے ہاتھہ اوٹھانا پڑا۔ اور سلطان دیمی کو بیرلی نے وہان اپنی حکومت کو آیندہ کے لیے مستقل و مستحکم کرنے کے لیے اوس جگہ کے تمام عیسائی باشندون کو ڈینوٹے اور بلقان سے پرے صوبہ کرک قلیسی مین بھیجدیا۔ اور اونکی جگہ کامی نیک مین دو ہزار سپاہی آباد کر دیئے۔ ۱۶۷۵ء مین سوبی اس کی نے بمقام طبرگ ترکون پر ایک اور نمایان فتح حاصل کی۔ مگر ٹرکی کے وسایل اور کوبرلی کے ثبات مین کوئی فرق نہ آیا۔ اودہر امراء کی رقابت نے سوبی اس کی کے ہاتھہ پاؤن جکڑ رکھے تھے۔ اور اوس پر روز بروز اپنی بے بسی اور ترکون کے مقابلے سے عاجزی زیادہ واضح ہوتی گئی۔ ۱۶۷۶ء مین ابراہیم الملقب بہ شیطان نے جو ترکی افواج مقیمہ پوڈولیا کا کمانڈر تہا۔ کل پوڈولیا کو اپنے تصرف مین کرکے پولنڈ کے دوسرے صوبہ گلیشیا[ل] پر حملہ کردیا۔ جان سوبی اس کی اپنی قلیل التعداد فوج سے عرصہ تک بمقام ورونا ابراہیم پاشا کا مردانہ مقابلہ کرتا رہا۔ لیکن اوس کی حالت ایسی ردی ہو رہی تہی کہ جب خان کریمیا نے ثالث بالخیر بنکر فریقین مین صلح کرانیکا ارادہ ظاہر کیا تو سوبی اوس کی نے اسے بہت غنیمت سمجھا اور ۲۷ اکتوبر ۱۶۷۶ء کو قسطنطنیہ کے مضافاتی قصبہ داؤد پاشا مین[ك] فریقین مین صلح ہو گئی۔ جس کے روسے کامی نیک و پوڈولیا اور باستثناء چند قصبات کے صوبہ یوکرین بہی ترکون کے پاس رہا۔

فرانس نے اس محاربہ کو ابتدا ہی سے رنج و قلق سے دیکہا۔ اس لڑائی سے اوس کے رقیب آسٹریا کے دو قدیمی دشمن آپس مین کٹ کر کمزور ہو رہے تھے۔ شاہ لوئی نے اپنے سفیر لشپ آف مرسیلیا کو جو وارسا مین رہتا تہا۔ صلح کرا دینے کی تاکید کی۔ مگر اوس نے کچھ ایسے پیرایہ مین سے کوشش کی کہ کسی فریق نے اوس کے مشورہ کو توجہ سے نہ سنا۔ اور آخر خان کریمیا کے سر صلح کرادینے کا سہرا بندہا۔ یہ صلح اور فتحیابی ٹرکی کے لیے مبارک نہ ثابت ہوئی۔ معاہدہ سے تیسرے دن بعد سلطنت عثمانیہ کی روح رواں احمد کوبرلی عین عالم شباب مین پندرہ برس تک سلطنت کی وزنی ذمہ واریون کو نہایت قابلیت کے ساتھہ اوٹھانے کے بعد اکتالیس برس کی عمر مین بعارضہ استسقاء داعی اجل کو لبیک کہہ گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

[ك] فریقین جب التوائے جنگ پر راضی ہوجائین تو عارضی صلح کا معاہدہ بالعموم میدان جنگ مین دونون طرفون کے کمانڈران اپنی گورنمنٹ سے اجازت منگوا کر کرتے ہین۔ لیکن قطعی صلح کے معاہدہ پر خصوصاً دار الخلافہ فریقین کے وکلاء دستخط کرتے ہین۔ جیسا کہ اب ۱۸۹۷ء کے محاربہ یونان کے بعد یہی صلح نامہ قسطنطنیہ مین طیار کیا گیا ہے۔ مولف ۱۲۔

[ل] صوبہ گلیشیا ۱۷۷۲ء اور ۱۷۹۵ء کی تقسیم پولنڈ مین آسٹریا کے حصہ آیا۔ اسکا رقبہ ۳۰ ہزار میل مربع اور آبادی ساٹھہ لاکھہ ہے۔ باشندے زیادہ تر یونانی کلیسیا کے معتقد ہین۔ اس کے شمال مین روسی علاقہ پولنڈ۔ مشرق مین روس و بالڈیویا۔ جنوب مین ٹرنسلونیا اور ہنگری اور جنوب مین سلیشیا ہے۔ مولف

ایک انگریز مورخ کثرت شراب‌خوری کو استسقا کا باعث تحریر کرتا ہے۔ مگر کسی اور مورخ نے اس کی تصدیق نہین کی۔ وان ہیمر اوس کی تعریف ان الفاظ مین کرتا ہے "احمد کوپریلی دراز قد تہا۔ آنکہین بڑی اور نمایان تہین۔ رنگ گورا تہا۔ اور اوس کی عادات و اطوار مین حیا۔ متانت۔ اور خداداد رُعب و وقار کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تہا۔ وہ اپنے باپ کی طرح بے رحم اور خونریز نہین تہا۔ ہمیشہ ناانصافی اور جبر و ستم کی بیخکنی پر تلا رہتا۔ اور ذاتی اغراض۔ نفسانیت۔ بددیانتی حرص و طمع سے ایسا ارفع و بلند تہا کہ تحفہ تحایف کے پیش کئے جانے پر سائل کی طرفداری پر مائل ہونے کی بجائے اوس کا میلان اوس کے برخلاف ہو جاتا ہے لیکن یہ آخری میلان بھی انصاف و عدالت میں حارج نہ ہوتا۔ اوس کے خیالات بلند اور وسیع تہے۔ حافظہ نہایت تیز تھا اور اپنی لیاقت خداداد اور قوت فیصلہ و تمیز سے بہت ہی جلد معاملہ کی تہ کو پہونچ جاتا تھا۔ کم سخن بہت تہا۔ اور جب بولتا کامل غور و فکر اور امور متعلقہ پر پوری آگاہی حاصل کر لینے کے بعد بولتا۔ اور پھر بھی احتیاط کو ہاتھ سے نہ دیتا۔ اور کوئی لفظ زبان سے ایسا نہ نکلنے دیتا۔ جسپر بعد مین افسوس کرنا پڑے۔ علم کا عاشق تہا۔ یہ زمانہ طفلی سے اوس کا رفیق اور مونس غمگسار تہا۔ جو دریاء رآب اور دریاء نیسٹر کے کنارون اور کینڈیا کے کہنڈرات مین بہی کبھی ایک دم کے لیئے اوس سے علیحدہ نہ ہوا۔ اور خود ہی علم دوست نہ تہا بلکہ علم پرور بہی تہا۔ تمام مذاہب کی رعیت کو ایک نظر سے دیکہتا۔ وہ کینہ ور دشمن نہ تہا۔ بلکہ گرم جوش دوست جو وعدہ کرے خواہ دوست سے ہو یا دشمن سے ادنی سے ہو یا اعلے سے اوسے ہمیشہ پورا کرتا۔ خوزیم اور سینٹ گوتہرڈ کی ہزیمتون سے گوتر کون کا یہ خیال ہو گیا تہا۔ کہ اور خوبیون کے ساتہہ خداوندکریم نے اوسے سپہ سالاری کی لیاقت نہین دی۔ مگر اوس نے سلطنت کی فوجی خدمت بہی کچہہ کم نہین کی۔ محاربات ہنگری۔ کریٹ اور پولنڈ مین توحل کینڈیا۔ اور کامی نیک کی فتح و سور اور کینڈیا کی صلحون۔ اور بق ساکس و داوُو د پاشلکے معرکون سے اوس نے اپنی فوجی لیاقت اور تدبر کا سکہ کل دنیا مین بٹھا دیا۔ اور ان تینون محاربون مین چند شکستیں کہانے کے باوجود اوس نے نہ فقط عزت کے ساتہہ صلح کی۔ بلکہ اپنے ملک کے مقبوضات کو بہی وسیع کر لیا۔ سقلی کے بعد وہ بیشک منتظم وزراء سلطنت عثمانیہ میں سب سے اعلی درجہ رکہتا ہے اور ترک مورخین نے اوس کو قوم کا لعل تابان۔ قابل تعریف قوانین کا واضع اور جامع اور اون پر عامل۔ نائب ظل اللہ کامل اکمل اور عالم اجل وزیر اعظم۔ لکھنے میں ذرہ بھر مبالغہ سے کام نہیں لیا۔" اور افسوس کوپریلی کے ساتہہ سلطنت عثمانیہ کے اقبال و نصرت کا خاتمہ ہو گیا۔ اور اس ایک شخص کی موت سے سلطنت کو چند برسون ہی مین وہ نقصان پہونچا جس کی آج تک تلافی نہین ہو سکی۔ جو عمارت صدیون کے استقلال اور لاکھون جانون کے خون سے تیار ہوئی تہی۔ اوس کا حصہ کثیر تہوڑے دنون مین منہدم ہو گیا۔ اور کل قوم کو جو کوپریلی کی زندگی مین

بہی اوس کی بیچے دل سے مشکور رہتی مرنے کے بعد اوس کی اور بہی قدر و منزلت معلوم ہوگئی - اور جبتک سلطنت کپرلی خاندان کے ایک - اور لائق رکن کو مہام سلطنت سپرد نہ کی گئی - ذلت و ناکامی کا سلسلہ عارضی طور پر نہ رک سکا ✦

قرہ مصطفےٰ کی وزارت (سنہ ۱۶۷۷ء سے سنہ ۱۶۸۳ء) تک محاربۂ روس - محاصرۂ وائینا - ترکون کی پے در پے ہزیمتیں و انتزاع صوبجات

احمد کوپرلی کے بعد اوسکا خسر پورہ اور سلطان کا داماد قرہ مصطفےٰ اجو قایم مقام یعنی نایب وزیر اعظم تہا - خاندان حرم کے رسوخ اور سعی سپارش سے وزیر اعظم مقرر کیا گیا یہ ہر بات مین احمد کے متضاد تہا - اور نالائق ہونے کے علاوہ پرلے درجے کا بدمغز و متکبر تہا - اور اوسکا دماغ عرش کی خبرین لاتا تہا - اِس نالائق کی وزارت نے سلطنت کو ایسا صدمہ پونچایا جو اُس سے پہلے یا بعد کوئی شخص یا سلطنت اوسے نہین پہنچا سکی - اس کے دقت سے سلطنت عثمانیہ کے صحیح انحطاط اور علانیہ کمزوری اور بے رعبی کا دور شروع ہو گیا - نالیاقتی اور بیہودگی کے ساتہ ہی احمد کوپرلی کا جانشین نخوت و غرور سے بہی پورا تہا - اور اپنے تمول و عظمت کی نمائیش کا بڑا شایق تہا - اور اوس کے حرم مین ۱۵ سو سے زیادہ کنیزکین کم از کم اسی قدر خدمتگزار لونڈیان اور سات سو حبشی غلام کنیزان حرم کی خدمتگزاری کیلئے تہے - اوس کے گہوڑون شکاری کتون اور بازون کا شمار ہزارون سے متجاوز تہا - اِس مین کلام نہین کہ قسطنطنیہ - ایڈریانوپل اور بلغراد اس کی اِس عجب و نخوت اور خود نمائی سے کچھ کم مفید نہ ہوئے - اوس نے وہان اپنی بڑائی دکہانے کے لیے کئی عالیشان مسجدین فوارے حمام اور مدرسے تعمیر کئے - مگر ذاتی خرچون کے علاوہ ان عظیم الشان عمارات کی تعمیر کیلئے زر کثیر درکار تہا جسکو وہ نہایت ہی قابل شرم وسایل اور بے اندازہ جبر و ستم سے حاصل کرنے سے دریغ نہ کرتا - یورپین سفراء سے امتیازات کی تجدید بلکہ سلطان کے حضور مین اونکو شرف باریابی کیلئے بہی وہ نالائق دوکانداران کی طرح سودے کرتا - اور فوجی و ملکی مناصب کی فروخت اور معدلت فروشی کے رواج قبیح کو پہر تازہ کر دیا - اور اس طرح سے زر بیکران جمع کر لیا - اوس کی مدد سے وہ دریاء ڈنیوب اور رہاین کے درمیانی وسیع و زرخیز علاقہ پر برائے نام سلطان کا گورنر جنرل ہو کر اپنی علیحدہ حکومت قایم کرنے کا خبط رکہتا تہا - اور اسی لیئے اوس کی بڑی تمنا تہی کہ کسی طرح آسٹریا سے پہر جنگ چہڑ جائے - مگر محاربہ روس اور کاسکون کی بیوفائی نے اوس کی اپنی وزارت کے پہلے چند برسون مین اپنے مدعا کی تکمیل کی فرصت نہ دی -

قرہ مصطفےٰ انالائق منتظم ہی نہین - فوجی مہارت مین بہی کامل نالائق تہا - اور اُس نے اپنی نالیاقتی سے ترکون کی شجاعت اور سلطنت کی نیک نامی کو خاک مین ملا دیا - پہلے محاربہ پولنڈ مین ہموں

ڈُارس سنکو نے بابعالی کو پولون کے برخلاف مدد دینی چاہی مگر ترکون نے خدا معلوم یو لنڈ جیسی حقیر سلطنت
کے برخلاف مدد لینے مین کسرشان سمجھکر یا کسی اور وجہ سے اوسکی درخواست کو منظور نہ کیا۔ اِس سے ہٹمن
کو نہایت ملال گذرا۔ اور اوس نے خیال کیا کہ ترکون نے مجھے حقیر سمجھکر مجھسے مدد لینا قبول نہین کیا۔ بہرنوع
اس مفروضہ حقارت کا عوض لینے کے لیئے یا یون ہی چڑکر اوس نے اپنی قوم سمیت ترکون کی ماتحتی چھوڑکر
زار روس کی تابعداری قبول کرلی۔ اور چونکہ روسی صلح ذرونا اور معاہدہ داوُد پاشا مین فریق متعاہد
نہ تہے۔ اوس نے کاسکون کو بلاتامل اپنی حمایت مین لے لیا۔ یہ ماجرا سنکر محمد چہارم نے قید خانہ یدی قلو سے
کاسکون کے ایک سابقہ ہٹمن کے فرزند جارجیس کیمل نسکی کو رہا کر کے ڈُارس کی جگہ سنجق بے مقرر کر دیا۔ کاسکون نے
اوسے اپنا ہٹمن تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ اسپر بابعالی کو اپنا اقتدار قایم رکھنے کے لیئے تلوار سے کام
لینا پڑا۔ اور چالیس ہزار ترکی فوج مالڈیویا اور پوڈولیا کے رستہ کاسکون کے صدر مقام سہرین
سہرین کے محاصرہ کے لیئے بہیجدی گئی۔ اور دوسری طرف سے خان کریمیا تاتاری فوج لے کر اُس
طرف بڑھا۔ مقام مذکور کے قریب ساٹھ ہزار روسی اور کاسک خیمہ زن تہے۔ اون کے افسرِ اعلی نے دونون
مخالف فوجون کے اجتماع کو روکنے کے لیئے پیشقدمی کر کے تاتاری فوج کو راستہ ہی مین جالیا۔ اور
معرکہ جانگداز کے بعد اوسے تہ تیغ کر دیا۔ ترکی فوج اِس شکست کی خبر سنکر ایسی دہشت زدہ ہوگی۔ کہ
بلامقابلہ دریائے بگ یا بوگ سے پیچہے ہٹ آئی۔ یہ وقعات ١٦٧٧ء مین گذرے۔

دیوان یہ حالات دیکھکر روسیون سے بذریعہ نامہ وپیام تصفیہ کر لینے پر آمادہ ہوگیا۔ مگر قرہ
مصطفےٰ نے اس کی بڑے زور سے مخالفت کی۔ اور چونکہ ادہر روسی بہی اِس فتح سے دلیر ہوکر دریا نیسٹر
تک یوکرین کا علاقہ لینے کا مطالبہ کر رہے تہے۔ وزیر اعظم کی رائے غالب آگئی۔ اور لڑائی کا جاری رکہنا
منظور کیا گیا۔ قرہ مصطفےٰ نے اِس دفعہ[1] خود فوج کی کمان لی۔ خان کریمیا نے تیس ہزار فوج سے مدد
دی۔ اور کیمیل نسکی بہی چار ہزار کاسک لے کر عثمانیہ فوج سے آملا۔ وزیر نے اِس جرّار فوج کے ساتہ
سہرین پر حملہ کیا۔ اور طویل محاصرہ کے بعد جس مین کئی دفعہ ترکون کو سخت زکین اُٹھانی پڑین مقام
مذکور آخر اگست ١٦٧٨ء کو فتح کر لیا گیا۔ مگر یہ اونکی اِس محاربہ مین پہلی و آخری فتح تہی۔ ترکون کو
روسیون کی تلوار اور روسی سرما کی شدت سے اِسقدر نقصان پونچا کہ قرہ مصطفےٰ کو فوج کا حصہ

[1] کریسی صاحب کا بیان ہے کہ پہلی مہم بہی وزیر کے ماتحت گئی تہی۔ اور اوس نے سہرین کا محاصرہ کر لیا تہا۔ مگر روس و کاسک
فوج نے اوسکو شکست فاش دیکر پسپا کر دیا۔ دیگر مصنفین نے اِس کے متعلق جو بیان کیا ہے وہ اوپر لکہا جا چکا ہے۔ کیونکہ
میری رائے مین وہی درست تہا۔ مؤلف ١٢

کٹیرے کر واپس آجانا پڑا۔ جس کی یہ پسپائی فراری سے کچھ کم نہ تھی۔ روسی ایکدفعہ شکست کھا کر پھر میدان میں تو بالمقابل نہ ہوئے۔ مگر ہمارے سرحدی آفریدیون اور دیگر قبایل کی طرح اندھیرے اوجالے متفرق دستون پر حملہ آور ہو کر سخت نقصان پہونچاتے رہے تھے۔ واپسی کے وقت بھی اونکا یہی وطیرہ رہا۔ وہ دشوار گذار دروں (کمین گاہون) مین چھپے رہتے۔ اور جب فوج کا اکثر حصہ گذر جاتا تو فوج عقب اور بار برداری کے قافلہ پر حملہ آور ہو کر اکثر سپاہیون کو قتل کر جاتے اور بہت کچھ مال و اسباب لوٹ لے جاتے اور اسطرح ترکون کا اکثر اسباب اور توپین لوٹ لی گئین۔ لیکن روس کی طاقت ابھی تک ایسی نہ تھی کہ ترکون کی شکستہ دلی اور کمزوری سے کچھ معتدبہ فایدہ حاصل کر سکتا۔ یا قطعی حملہ کرکے اونکو ایکدم علاقہ متنازعہ سے باہر نکال دیتا۔ فریقین مین ۱۶۸۱ء تک کم و بیش محاربہ جاری رہا۔ آخر سن مذکور مین خان کریمیا نے بیچ بچاؤ کرکے دونون مین بمقام راوزین صلح کرادی۔ اوس کے روسے باب عالی نے متنازعہ علاقہ روس کو دیدیا۔ اور دونون سلطنتون نے وعدہ کیا کہ دریاء نیسٹر اور دریاء بوگ کے درمیان کوئی سلطنت قلعے تعمیر نہ کرے گی۔ اس معاہدہ سے پانچ برس بعد پولنڈ نے بھی روس کے ساتھہ سرحدات ملحقہ کی درستی کرکے کل علاقہ یوکرین پر روس کی حکومت تسلیم کرلی۔

بعض مؤرخین کا بیان ہے کہ اس ابتدائی جنگ مین ہی جس سے محاربات روس و روم کے سلسلہ نا متناہی کا باقاعدہ آغاز ہوا۔ ترکون کے دل مین روسیون کی ایکطرح ہیبت بیٹھ گئی تھی۔ انگریز مؤرخ تہلرنٹن اپنی کتاب مین یورپین سیاح ”سپاین“ کے سفرنامہ سے جو ۱۶۷۵ء مین شائع ہوا تھا۔ مندرجہ ذیل الفاظ نقل کرتے ہین:۔

”تمام عیسائی بادشاہون مین سے کسی سے ترک اتنا نہین ڈرتے جتنا کہ زار ماسکو سے“۔ منزیز صاحب اپنی رائے لکھتے ہین کہ ”۱۶۷۷ء سے بعد تھوڑے تھوڑے وقفون سے روس اور ٹرکی کے درمیان جو لڑائیان ہوتی رہی ہین محض اونکے حالات معلوم کرنا اس قدر مفید اور آگاہی بخش نہین ہے۔ جس قدر کہ اون معاہدات پے در پے کے سلسلہ پر غور کرنا جو سلاطین اور زارون مین ہوتے رہے ہین۔ صرف انھی دستاویزون کو پڑھنے سے ہم روس کے اصلی مدعاؤن اور روسیون کے اون چالون کو جن سے وہ اپنے ان مدعاؤن کے حصول مین کام لیتے رہے ہین۔ اور نیز اونکی ثابت قدمی و ہمت کو بخوبی معلوم کر سکتے ہین۔ اور انھی معاہدات سے ہمکو یہ معلوم ہو سکتا ہے کہ روسیون کو اپنے مدعا کے حصول مین بتدریج کس قدر کامیابی ہوئی اور وقتاً فوقتاً اونکو ضروریات موجودالوقت سے مجبور ہو کر اوس مدعا کے حصول سے عارضی طور پر کسقدر بعید ہونا پڑا۔ جیسے ستر ہوین صدی کے آخری نصف مین روسی اور ترک پہلی دفعہ ایک دوسرے کے مقابل

ہوئے۔ اونکی اوسوقت کی حالت کو مدنظر رکھکر یہ کہنا کچھ غلط نہ ہوگا کہ وہ متوحشیون کی دو عظیم جماعتین تھین۔ البتہ اونکی نسبتی حالت مین یہ فرق تھا کہ ترک ایسے متوحشی تھے جو بر سر انحطاط تھے۔ اونکی ہمت و مستعدی استدادِ زمانہ سے صرف یا ختم ہو چکی تھی۔ اونکی سابقہ فتوحات کا بڑا راز یہ تھا کہ اونکے اسلحے مخالفون سے عمدہ قسم کے تھے۔ اب اونکو اپنے اعدا پر یہ فوقیت حاصل نہین رہگئی تھی۔ اونکا پولیٹکل و سیاسی نظام اندرونی خرابیون اور عمال کی بد دیانتیون سے بوسیدہ ہوگیا تھا۔ اور اس بوسیدگی نے نظام مذکور کے عناصر طاقت اور وسایل قوت کو اب منبع انحطاط اور کمزوری بنا دیا تھا۔ برعکس کے روسی اوس جوش و تمدن سے ابھی اب متاثر ہونے لگے تھے جس کی بطفیل صدیون پہلے ترکون نے مغربی ایشیا اور مشرقی یورپ کو فتح کیا تھا۔ یہ درست ہے کہ وہ وحشت و غلاظت اور جہالت کے قعر تاریک مین غرق تھے۔ اور گو بظاہر عیسائی تھے۔ مگر اونکی عیسویت توہم پرستی سے کچھ برتر تھی۔ تاہم حسن اتفاق یا مشیت ایزدی سے اونپر چند ایسے بے نظیر لیاقت خداداد رکھنے والے مرد اور عورتین حکمران ہوگئے جنہون نے اوسے ترقی کے معراج پر پہونچا دیا۔ اور اپنی مسیحیت کے طفیل جو گو اون کے اخلاق کو درست کرنے مین بالکل ناکامیاب اور ناکارہ ثابت ہوئی دیتے ہم مذہبی کیوجہ سے اونکی مغربی یورپ سے راہ و رسم پیدا ہوگئی۔ اور یہ ارتباط اون کے حق مین نہایت ہی مفید اور کارآمد ثابت ہوا۔"

محاصرہ وائینا روس کے ساتھ ایسی شرائط پر صلح کر لینے کی ایک اور بھی وجہ تھی۔ چند اسباب ایسے پیدا ہوگئے تھے جن سے قرہ مصطفےٰ کو اپنے مدعا کے حصول یعنی آسٹریا کی جنگ چھڑ جانے اور پھر اوسے مغلوب کرکے اپنی علیحدہ حکومت علاقہ مفتوحہ مین قایم کرنے کی آرزو کے پورا ہوجانے کی توقع ہوگئی تھی۔ یہ معاملہ ایسا اہم تھا جسپر اوسے اپنی پوری ہمت و توجہ لگانے کی ضرورت تھی۔ اسی یکسوئی کو حاصل کرنے کے لیے اوس نے روس سے مضر شرائط پر صلح کرلی۔ بدستور سابق اسدفعہ بھی ہنگری ہی سے آسٹریا اور ترکی کے نئے محاربہ کی بنا و پڑی۔ اکثر باشندگان ہنگری[۵۱] پروٹسٹنٹ مذہب کے تھے۔

۵۱ ہنگری ہر وقت آسٹریا کے ساتھ شامل ہے۔ اور قیصر آسٹریا شاہ ہنگری بھی کہلاتا ہے۔ اس کے مغرب مین جرمنی کا کچھ حصہ شمال مین صوبہ گلیسیا۔ مشرق مین مالڈیویا اور والیشیا اور جنوب مین سرویا اور بوسینیا ہین۔ رقبہ ایک لاکھ سترہ ہزار چھ سو میل مربع اور آبادی دو کروڑ کے قریب ہے۔ جس مین سے ۴۰ فیصدی باشندے مگیر مجر ۱۸ فیصدی جرمن اور ۱۶ فیصدی سلیو۔ دنیز مذہب کے لحاظ سے اسوقت ۴۸ فیصدی رومن کیتھولک ۔ ۱۰ فیصدی کلیسائی یونانی ۔ ۲۰ فیصدی پروٹسٹنٹ اور ۱۰ فی صدی بازنطین گریک چرچ کے معتقد ہین۔ ریاست ہنگری مین اسوقت ٹرنسلوینیا۔ کروشیا۔ سلیوونیا۔ اور جنگی سرحد بھی شامل ہیں۔ بلحاظ رعایات ۱۷۶۰ء سے مستقل ۔ ہو دو ۱۸۹۰ آئی ہے ۔ بازر حکومت وہ ہوکر ایک آخری یعنی بادشاہ با مراد امراء سلطنت

اور آسٹروی اور اون کے قیصر رومن کیتھولک تھے۔ جو اختلاف مذہب کیوجہ سے ہنگری کے اوس حصہ کے باشندون کو جو سلیمان اعظم کے بعد ۱۵۲۶ء مین اون کے ماتحت ہو گیا تھا بہت اذیتین پہونچاتے رہتے تھے آسٹرویون کا اقتدار آخر ایسا سخت اور متعصبانہ ہو گیا کہ اہالی ہنگری اوسے برداشت نہ کر سکے۔ قیصر لیوپولڈ نے جو کٹر رومن کیتھولک اور نہایت ہی متعصب و تنگ خیال تھا۔ پراٹسٹنٹ عقیدہ کی اشاعت و ترقی روکنے کے لیئے تعداد پراٹسٹنٹ پادریون۔ واعظون اور منادون کو سولی پر چڑھا دیا۔ بادشاہ سلامت تو یہ رعیت پروری کر رہے تھے۔ اور اوس کے جرنیل اور جرمن عمال نے تمام علاقہ مین قیامت برپا کر رکھی تھی۔ اونکو یہ یاد نہین رہگیا تھا۔ کہ ہنگریون نے بطوع و رغبت آسٹریا کے اقتدار کو تسلیم کیا ہے۔ برخلاف اس کے وہ ہنگری کو مفتوحہ علاقہ سمجھکر رعیت کے جان و مال اور ننگ و ناموس کو برباد

حکومت کرے۔ یہ طرز ۱۲۲۲ء مین شاہ اندریو ثانی نے بروئے "فرمان مطلق" قایم کی تھی ۱۸۴۹ء مین رعایا کے باغی ہو جانے پر سلطنت آسٹریا نے یہ طرز ۱۸۶۰ء مین منسوخ کر دی۔ مگر موجودہ قیصر آسٹریا جوسف فرانسس نے ۸ رجون ۱۸۶۷ء کو بحیثیت شاہ ہنگری وہان کا تاج پہنکر اس طرز کو بحال کر دیا۔ اور آیندہ برابر قایم رکھنے کا وعدہ کیا۔ رومن لوگون کے وقت مین یہ علاقہ جو اب ہنگری کے نام سے موسوم ہے۔ ریاست ڈیسیا (صوبہ ٹرنسلونیا کا پرانا نام) کا مغربی اور ریاست پینونیا کا جنوبی حصہ تھا۔ تیسری صدی عیسوی مین زمانہ قدیم کی وحشی قوم گوتھ نے جو ایشیا سے آئی تھی۔ یورپ کے اس تمام نواح پر قبضہ کر لیا۔ ۳۷۶ء انکو ہون قوم نے نکالدیا۔ ہنگری کا نام اس ہون قوم اور ایک دوسری قوم موسومہ آواری سے ملکر پڑا تھا۔ آخر الذکر قوم کو ۷۹۹ء مین شارلمین قیصر فرانس نے مغلوب کیا۔ اور ۸۹۶ء مین قوم مگیر جو آٹھوین صدی مین ایشیا سے آکر دریاء ڈان اور نیپر کے درمیانی علاقہ مین آباد ہو گئی تھی۔ ہنگری مین داخل ہو گئی۔ اونکا رئیس اعلے ارپد پسر المس تھا۔ اونھنے قیصر جرمنی کے ساتھ ملکر اکثر قبایل کو جو ہنگری پر قابض تھے۔ شکست دی۔ مجر تاتاری النسل ہین۔ اور ترکون کے ہم قوم ہین۔ اوس وقت تک اونکا مذہب بُت پرستی تھا۔ ارپد کے جانشینون نے عیسویت اختیار کر لی۔ اور مگیر قوم کے رئیس سٹیفن اول کو جو ولی کے خطاب سے مشہور ہے۔ اور ۹۹۷ء سے قوم کا رئیس تھا ۱۰۰۰ء مین باقاعدہ طور پر بادشاہی کا لقب اختیار کیا۔ یہ خاندان ۱۳۰۲ء مین ختم ہو گیا۔ اور ترکون کے حملہ آور ہو کر ہنگری کو فتح کرنے تک متعدد خاندان حکمران رہے۔ ۱۵۲۶ء مین ہنگریون نے میکسملین قیصر آسٹریا کے اقتدار کو تسلیم کیا اور ۱۶۸۷ء مین آسٹریا کے حکمران خاندان کو ہنگری کا بھی موروثی حکمران مان لیا گیا۔ اوس کے بعد گو ترکون نے کئی دفعہ حملہ کر کے کچھ علاقہ پر قبضہ کر لیا۔ اور ہنگریون نے بھی جو عیسائی ہم مذہب آسٹریون کی نسبت مسلمان ترک ہم قومون کی حکومت کو ترجیح دیکر کئے متعدد فساد کئے ہین۔ اور اب ۱۸۹۹ء تک سلطنت آسٹریا اندرونی تنازعون اور فسادون سے پریشان ہو رہی ہے۔ جو غالباً اوسے ایکدن برباد کر کے رہین گے۔ تاہم آسٹریا کا قبضہ ہنگری پر بدستور قایم رہا۔ اور گو ہنگری دل سے کیسے ہی ناراض کیون نہ ہون۔ اونکے ملک کے الحاق اور اونکے سپاہیون کی مدد سے آسٹریا کو بے اندازہ مدد پہونچتی رہی۔ اور پہونچ رہی ہے۔ مولف ۱۲

کرنا اپنے لیئے مباح سمجھتے تھے - اہالی ہنگری نے حاکمان وقت کو بے فایدہ پر اپنے معاہدون اور سندون کے حوالہ دیکر جن کے رُو سے اونکی قومی و مذہبی آزادی کے قیاک وعدے کیئے گئے تھے - حاکمان وقت کو جور و ستم سے ہٹانے کی کوششین کین - اونکی جایز سے جایز درخوست کا لیوپولڈ یہ جواب دیتا کہ سایلون کو خوفناک سزائین دی جائین - اِس جابرنے تعصب سے اندہا ہو کر غربا و عوالناس ہی نہین امراء اور بڑے بڑے آدمیون کو بہی خالی نہ چھوڑا - اور کئی ہنگرین امرا جلاد کے ہاتھ سے دوسرے جہان کو بھیجے گئے - ایسے ظلم و ستم کا لازمی نتیجہ تہا کہ بغاوت ہو چنانچہ ۱۶۶۶ء مین چند اعلے امراء نے لیوپولڈ کے خلاف سازش شروع کردی - لیکن ہکا راز فاش ہوگیا - اور وہ بڑی سختی سے دبائی گئی - کئی امرا قتل اور کئی قید کیئے گئے - اس سختی سے ظاہر ہے ہنگریون کی نارضامندی اور تیز ہوگئی حتے اکہ ۱۶۷۸ء مین ایک ہنگرین امیر کونٹ ایمرک ٹکلی نے زندان سے بہاگ کر اپنے ہمقوم نارضامندون کو جمع کرلیا - اور بغاوت مہیب صورت مین ظاہر ہوگئی - ہنگریون نے اپنے اِس جوانمرد سردار کے خاندانی موٹو دا امتیاز، یعنی خدا کے لیئے اور اپنے ملک کے لیئے جان قربان کرنا جوانمردون کا کام ہے" کو اپنا موٹو بنایا - ٹکلی نرا محب قوم و ملک ہی نتہا بلکہ فنون حرب و ضرب اور تدبر مین بہی ید طولیٰ رکہتا تہا - اوسکا دل اپنے ہم قومون کی بے بسی اور مظلومیت دیکہہ کر کباب ہو رہا تہا - اور اُس نے خاندان آسٹریا کی بربادی کی حلف اوٹہائی تہی - اُس نے بارہ ہزار آدمی لیکر ہنگری کے بالائی حصہ پر حملہ کیا - اور آسٹرین فوج کو پے درپے شکستین دیکر کئی قلعون کو فتح اور کوہسار کارپی تہین کے تمام ضلع کو اپنے تصرف مین کرلیا - اور آسٹرین جرنیلون کونٹ دہب اور بسلی نے اوس کی من مانتی شرائط پر عارضی التوا جنگ کرکے اپنی مخلصی کرائی - اِن شکستون کی خبر ملنے پر لیوپولڈ کو کچھ ہوش آگیا - اوسے اصلاحات مطلوبہ کے عطا کرنے کی ضرورت محسوس ہوگئی اور اس نے ۱۶۸۱ء کے آخری حصہ مین مقام اولڈن برگ کے اجلاس ڈائٹ (پارلیمنٹ) مین اہالی ہنگری کی چند شکایتون کی تلافی کردی - مگر اس جزوی تلافی سے فقط چند امراء ہی خوش ہوئے آزادی کی خواہاں جماعت خوشنود نہ ہوئی - لیکن محولہ بالا امراء کی علیحدگی سے اوس کی طاقت کمزور ہوگئی تہی - اور مزید ان معاہدہ نمگن سے جو حال ہی مین فرانس سے ہوا تہا - لیوپولڈ اپنی کل فوجی طاقت سے باغیون کی سرکوبی کرنے کے قابل ہوگیا تہا - اسپر ٹکلی نے بابعالی نے کیطرف رجوع کرکے محمد چہارم سے امداد کی التجا کی - قرہ مصطفےٰ آسٹریا سے لڑائی کرنے کا کوئی بہانہ ڈہونڈہ رہا تہا - اوس نے جیسا کہ اوپر لکہا جا چکا ہے - روسیون کے ساتھہ بہت ذلیل و مضر شرائط پر ۱۶۸۱ء مین صلح کرلی - اور ہنگریون کی سلطانیہ اعانت کے معاوضہ مین بابعالی کی شہنشاہت قبول کرنیکا اقرار کیا - بہادر ہنگرین نے فرانس سے بہی مدد کی استدعا

کی۔ لوئی چہاردہم نے اوسے نقد امداد بہیجکر سلطان سے ہنگری مین فوج بہیجدینے کی درخوست کی۔ سلطانی افواج کے لیئے فرانسیسی انجنیئر اور فوجی افسر بہیجدیئے۔ اور ساتھہ ہی ۱۶۸۲ء مین آسٹریا کے برخلاف ٹرانسلوینیا اور ہنگری مین اتحاد کرا دیا۔ مگر خود اوسے مہلک پالیسی پر کاربند رہکر جسکی توضیح اوپر ہو چکی ہے لڑائی سے علیحدہ رہا۔ اگر خدا اوسے عقل دیدیتا۔ اور ان خفیہ کارروائیون کی بجائے خود ہی ایک طرف سے حملہ کر دیتا تو فرانس اور ٹرکی کو وہ مصیبتین نہ اوٹہانی پڑتین۔ جن کے ذکر سے لگلے صفحے بہرے ہوئے ہونگے جب کے وہ آسٹریا کی بربادی پر تلا ہوا تہا۔ اور دیکہہ رہا تہا کہ ٹکلی نے بغاوت کر دی ہے۔ اور ممکن ہے کہ ٹرکی بہی اوس کے ساتہہ شامل ہو جائے۔ تو اوس نے نمگن مین آسٹریا سے صلح کیون کر لی۔ اور اگر کر لی تہی تو کیا وہ پہلے یا بعد مین اکثر معاہدہ شکنی کا مرتکب نہین ہوا تہا۔ کہ علانیہ تجدید حرب سے باز رہا۔ اور کیا یہ در پردہ کارروائیان نقض عہد سے کچہہ کم تہین۔ مگر افسوس وہی مذہبی تعصب جہالت اور تنگ دلی مین موقعہ پر اوس کی کامیابی مین حارج ہوتی رہی۔

قرہ مصطفےٰ نے ٹکلی سے بحث دیپز تو کر لیا۔ مگر ۱۶۶۵ء کے معاہدہ دسور کی بیس سالہ میعاد صلح ابہی ختم نہین ہوئی تہی۔ اور شیخ الاسلام واکثر نیک نیت اراکین نقض عہد کے سخت مخالف تہے۔ اسپر دیوان مین کچھہ عرصہ بحث ہوتی رہی کہ میعاد سے پہلے آسٹریا کے ساتہہ جنگ کیا جائے۔ یا نہین۔ خواہان حرب جماعت نے دلیل پیش کی۔ کہ اس موقعہ پر ہنگرین کے طرفدار ہونے کی وجہ سے ہم دشمن اسلام و سلطنت کو بالکل تباہ کر سکینگے۔ اور صرف معاہدہ کے لحاظ سے ایسے موقعہ کو ہاتہہ سے کہونا واجب نہین۔ یہ رائے غالب آگئی اور سلطان نے نقض معاہدہ کا حکم دیدیا۔ خلیفۃ المسلمین ہو کر اسلام کے پاک احکام کی ایسی صریح مخالفت کرنا اپنا خمیازہ دکہائے بغیر نہ رہا۔ ترکون کو عوض معاوضہ مین ایسی ہی بدعہدی سے سابقہ پڑنے کے علاوہ مزید سزا کے طور پر ایسی زک پہونچی جس کی نظیر تاریخ عالم مین بمشکل ملے گی۔ ورنہ بظاہر احوال اونکی تیاری ایسی مکمل اور جمعیت ایسی مضبوط تہی کہ کسی کو ناکامیابی کا وہم و گمان بہی نہین ہو سکتا تہا۔ دنیاوی اسباب پر بہروسہ کرکے خدا کی امداد سے لاپروا ہو جانے اور اوس کے احکام کی تعمیل سے پہلوتہی کرنے کا یہی نتیجہ ہوا کرتا ہے۔

وزیر نے مندرجہ بالا تصفیہ ہوتے پر ابراہیم پاشا گورنر بودا کو ٹکلی کی مدد کرنے کا جس نے شاہ ہنگری کا لقب اختیار کر لیا تہا۔ حکم بہیجدیا۔ آسٹریا مین اس سے سخت تشویش پہیل گئی۔ اور تہوڑے ہی دن بعد لیوپولڈ کا خاص ایلچی کونٹ البرٹ معاہدہ صلح کے قیام کا مطالبہ کرنے کے لیئے قسطنطنیہ پہونچگیا۔ قرہ مصطفےٰ نے بحالی صلح کے لیئے یہ شرائط پیش کین۔ آسٹریا بابعالی کو ۵ لاکہہ فلورن سالانہ خراج دے۔ قلعجات لیوپولڈ شٹاٹ اور گٹہ منہدم کر دیئے جائین۔ جزیرہ شط قلعہ موران اور بعض دیگر مقامات ٹکلی کے حوالہ کر دیئے جائین۔ تمام اہلی

ہنگریا کو اون کے سابقہ مقبوضات واپس دیئے جائین- اور اونکی کل حقوق قایم رکہے جائین- تمام خطاکارون کو جو پچہلے ہنگامون مین ملوث ہوئے ہون- عام معافی دیجائے- سفیر یہ شرطین اپنے آقا کو سُنانے کے لیئے اگست ۱۶۸۲ء مین وائینا کو واپس آگیا- اور وزیر نے سفیر کی واپسی کا انتظار نہ کرتے یا محض رفع الوقتی اور آبلہ فریبی کے لیئے اوس سے نامہ و پیام کرتے رہنے کی مزید بے ایمانی کا مرتکب ہو کر چند ہی دنون بعد اعلان جنگ کے نشان بین محلرا کے مقابل کے میدان مین سلطانی خیمہ نصب کر دیا- اور بڑے زور شور سے جنگی تیاریان شروع کر دین- ۱۶۸۲ء کے موسم خزان اور ۱۶۸۳ء کے موسم بہار مین باقاعدہ و بیقاعدہ افواج پیدل و سوار- توپخانہ اور ہر ایک قسم کا سامان حرب اس عظیم پیمانہ پر ایڈریانوپل مین جمع ہوتا رہا کہ اوس نے فقط ٹرکی کے وسائل کی زرخیزی اور اوس کی خوشحالی جو کوپریلیون کے حسن انتظام سے پیدا ہوگئی تہی دُنیا پر واضح ہوگئی- بلکہ اس تموّل افراط اور خوشحالی کو اچھی طرح سے چوس لیا گیا- لیئوپولڈ قیصر جرمن نے ان تیاریون سے متوحش ہو کر قسطنطنیہ کو پہر ایک عالیشان سفارت بہیجکر معاہدہ وسور کی تجدید کی التجا کی- مگر بے فایدہ- وزیر نے اپنے مطالبات کو اور زیادہ بڑہا دیا- کریسی صاحب لکہتے ہین کہ یہ فوجین ایڈریانوپل مین جمع کی گئی تہین- اور سلطان نے وہین سے اونکی کمان وزیر کو دیکر آسٹریا کیطرف بہیجدیا تہا- مگر منسز یز صاحب تحریر کرتے ہین کہ یہ تیاریان قسطنطنیہ مین کی گئی تہین- اور ۱۶۸۳ء کے موسم بہار مین خود سلطان اس فوج کو لیکر قسطنطنیہ سے روانہ ہوا تہا- اور بلگریڈ پہونچکر اوس کی کمان قرہ مصطفےٰ کو تفویض کی تہی- بہرحال ان مین سے خواہ کوئی روایت درست ہو- اس مین کسی کو اختلاف نہین کہ اس کروفر اور جمعیت کے ساتہہ سلیمان کے بعد یہ پہلی مہم تہی- اور اس کے بعد پہر آجتک اس قدر فوج کسی مہم پر نہین گئی- قرہ مصطفےٰ کے خیمہ سے جو فوج کے رجسٹر فاتحین کے ہاتہہ آئے تہے- اس مین باقاعدہ فوج کی تعداد ۲ لاکہہ ۷۰ ہزار درج تہی- تاتاری اور ہنگرین والیشی وغیرہ کمکی فوجین ملکر کل جمعیت سات لاکہہ پیدل- ایک لاکہہ سوار اور بارہ سو توپین ہوگئی تہی- شاگرد پیشہ وغیرہ علیحدہ رہے- آگلی فوج لیکر بمقام اسک ترکون سے اطا- بوداکے تجربہ کار پاشا نے وزیر کو مشورہ دیا کہ وائینا پر حملہ سال آیندہ پر ملتوی کر کے اِس سال ملحقہ علاقجات کو فتح کرنا زیادہ مناسب ہوگا- اس نے اپنے مشورہ کی دُرستی اِس مثال سے واضح کرنے کی کوشش کی کہ فرش کے درمیان اگر کوئی گیند پڑا ہوا ہو تو اوسے پکڑنے کے لیئے سب سے عمدہ اور متحقق طریقہ یہ ہوگا- کہ اُچک کر اوسے پکڑنے کی سعی کی جائے- بلکہ فرش کو ایک سرے سے لپیٹتے ہوئے وہان تک پہونچا جائے- فرش سے اوسکی مراد آسٹریا کا ملک اور گیند سے وائینا تہا- وزیر نے اوس کے مشورہ کو بڑی حقارت سے مسترد کر دیا- اور ایسا کرنے مین وہ کسیقدر معذور بہی سمجہا

جا سکتا ہے۔ غنیم نے اب تک ایسی خفیف مزاحمت کی تھی۔ کہ زیادہ احتیاط سے کاربند ہونے کی بظاہر کوئی احتیاج نہین معلوم ہوتی تھی۔ چنانچہ قرہ مصطفےٰ نے ٹکلی ابراہیم پاشا اور کئی دیگر آزمودہ کار جرنیلون کے مشورہ کے برخلاف دریاے ڈنیوب کے مغربی ساحل کے کنارہ کنارہ وائینا پر پیشقدمی کر دی اور رستہ مین چند مقامات کو تہوڑے تہوڑے عرصہ مین فتح کر کے ۱۴ر جولائی کو وائینا کی دیوارون کے سامنے خیمہ زن ہوگیا۔

لیوپولڈ اس جرار فوج کے مقابلہ کی مطلقاً طاقت نہ رکہتا تہا۔ اوس کے عزیز ڈیوک آف لارین کے ماتحت جو موجودہ قیصر آسٹریا کا مورث اعلےٰ ہے۔ صرف ۳۳ ہزار فوج تہی۔ جسکا کثیر حصہ مختلف قلعون کی محافظت پر مامور کیا گیا تہا۔ مطیع ہنگری امرا نے قیصر کی مدد کے لئے تین ہزار فوج جمع کی۔ لیکن ترکی افواج کے بحر متلاطم کے مقابلہ پر یہ ناچیز قطرے کیا کر سکتے تہے۔ ترکون کی فوجی تیاریون کے ساتہ ہی دوسری طرف لوئی چہاردہم نے قصبہ سٹراسبرگ[1] پر قبضہ کر لیا تہا۔ اور اس کی فوجین دریاے رہائین کو عبور کرنے پر امادہ نظر آتی تہین۔ تمام یورپ مین اس سے عام تہلکہ برپا ہوگیا۔ اور لوگون کو یقین ہوگیا کہ فرانس اور بابعالی نے آسٹریا و جرمنی کی فتح اور باہمی تقسیم کا آپس مین اقرار کر لیا ہے۔ مگر اونکا یہ خیال غلط تہا۔ لوئی ترکون کی فتح سے بیشک خوش تہا۔ مگر ساتہ ہی اوس ایماندار نے یہ ارادہ کر رکہا تہا کہ اگر وہ بہت ہی آگے بڑہ آئے تو اونکا مقابلہ کر کے اونکو پیچہے ہٹا دے۔ اور کل دُنیا کی نظرون مین عالم مسیحی کا محافظ و خلاصی کنندہ بن جائے۔ لیوپولڈ نے چارونطرف سے مایوس ہو کر آخر جان سوبی اس کیطرف جس کی وہ کئی دفعہ تذلیل و تحقیر کر چکا تہا۔ رجوع کیا۔ پولنڈ اور بادشاہ کے معاہدہ کے مطابق اسوقت بابعالی سے صلح رکہتا تہا۔ اور ترکون نے معاہدہ مذکورہ سے کوئی انحراف نہین کیا تہا۔ کہ اوسے معاہدہ شکنی کا بہانہ مل سکے۔ مگر جان سوبی اس کی بابت ترکون کے دیگر عیسائی اعداء ایسے معاہدون کی کیا پرواہ کرتے تہے۔ شاہ پولنڈ نے ۴۰ ہزار فوج سے قیصر کی مدد کرنے کا وعدہ کر دیا۔ اور آسٹریا و پولنڈ مین معاہدہ اتحاد لکہا گیا۔ لیکن یہ عیسائی سلطنتین مسلمانون سے ہی نہین۔ ایس مین

---

[1] یہ شہر جرمنی کے صوبہ السس مین بورین کا صدر مقام ہے۔ اور دریاے رہائین سے ایک میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ دریاء السے وسط مین سے گذرتا ہے۔ اس شہر کے برابر روئے زمین پر کوئی اور مقام محفوظ اور قلعہ بند نہین سمجہا جاتا۔ لوئی چہاردہم نے اس پر ۱۶۸۱ء مین قبضہ کر کے صوبہ مذکور کو فرانس کے ساتہ ملا لیا۔ اس سے پہلے صدیون سے وہ جرمنی کے ماتحت چلا آتا تہا۔ مگر اب شہر کو اندرونی آزادی حاصل تہی۔ یہ شہر اور صوبہ دو صدیون کے بعد ۱۸۷۰ء کی جنگ مین پہر جرمنی کو واپس ملا جسکا رنج فرانس کو اب تک فراموش نہین ہوا۔ شہر کی آبادی ایک لاکہ سے متجاوز ہے۔ اوسکا ایک گرجا کا مینار ۴۶۲ فیٹ بلند

بہی اپنے اقرارون کی ایسی ایمانداری سے مجہد شت کرتی تہین کرالعیاذ باللہ - جبں فریق کو معاہدہ شکنی کی احتیاج معلوم ہوئی - اوس نے جہٹ پوپ صاحب کو کچہہ نذر کرکے معاہدہ کی پابندی سے برئت حاصل کرلی - اس بات سے ڈرکر قیصر نے جبکا سہارا ہی اوسوقت اس اتحاد پر تہا - معاہدہ مین فریقین کی طرف سے آخر مین یہ حلفیہ اقرار ایک کارڈنیل کے روبرو درج کرالیا کہ یہ معاہدہ پوپ کی منسوخی سے بہی کالعدم نہ ہوسکیگا - بعض یورپین مورّخ اپنے بزرگون کی اس ایمانداری پر بہت افسوس ظاہر کرتے ہین - مگر یوروپین پالٹیکس سے اب بدعہدی کا وجود خارج ہوگیا ہے ؟ اور کیا وہ اب بہی پرانا روپ بدلکر زمانہ کے مطابق مہذبانہ پیرایہ بدستور موجود نہین ہے ؟ -

قیصر کی خوش قسمتی اس اتحاد ہی سے واضح نہین ہورہی - اس اڑے وقت پر خلاف دستور جرمن ریاستین وفاداری پر ثابت قدم رہین - اور اونہون نے فی الفور حسب حیثیت کمک بہیجدی - اور سب سے بڑی خوش قسمتی یہ تہی کہ اوس کے پاس ڈیوک آف لارین ایسا قابل جرنیل تہا - اور ترکون کا نیک و بد مصطفیٰ ایسے نالائق کے ہاتہہ مین تہا - مگر ترک بڑہے چلے آرہے تہے - اور شاہ پولنڈ و جرمن کی کمکی فوجین ابہی اپنے اپنے ملک ہی مین تہین - اور شہر کی فصیلین ایسی خستہ احوال تہین کہ ترکون ایسے ماہر انجنیرون سے بچاؤ ہونا ... تو درکنار وہ معمولی محاصرہ کو بہی برداشت کرنے کے قابل نہ تہین بے سروسامانی کی یہ حالت تہی کہ اونکو درست کرنے کے لیئے اوزار تک شہر مین موجود نہ تہے - ایک مورّخ کا بیان ہے کہ اگر وزیر راستہ مین سہل انگاری سے توقف کرکے اہالیان شہر کو سنبہلنے کی مہلت نہ دیدیتا - تو ظن غالب ہے کہ وائینا بلا مزاحمت ترکون کے قبضہ مین چلا جاتا - دارالخلافہ کا یہ رنگ اور رفقاء کا درنگ دیجہ مجبوری سے تہا نہ کہ عمداً) دیکہہ کر لیوپولڈ کے ہاتہہ پاؤن بہول گئے - وہ شہر کو کونٹ سٹہر نبرگ کے حوالہ کرکے خود بڑی نامردی کے ساتہہ مع متعلقین بوریا کے شہر لنز کو بہاگ گیا - اور شہر کے نصف باشندے (۶۰ ہزار آدمی) بہی اوس کے ساتہہ شہر سے فرار ہوگئے - باقیماندہ شہر کی فصیلون کی درستی مین مصروف ہوگئے - طلباء اور کاریگرون نے پلٹنین بناکر دن رات قواعد سیکہنی شروع کردی - ۱۲ ہزار باقاعدہ فوج ڈیوک آف لارین نے جو خود شاہ پولنڈ کے انتظار مین باہر رہا - ترکون کے آنے سے پہلے شہر مین داخل کردی تہی - الغرض جسوقت ترکی فوج نے ۱۵ جولائی کو شہر کا محاصرہ شروع کیا اسوقت تقریباً بیس ہزار سلحدار آدمی شہر کے محافظ تہے -

لیوپولڈ نے وائینا سے بہاگنے کے بعد چارون طرف امداد کی التجا کی - جبر پوپ نے لوئی کو مذہبی اخوت و یگانگت کا واسطہ دلاکر اعانت کرنے کے لیئے لکہا - مگر حامیٔ دین لوئی اس کے برعکس کل یورپ

مین یہ کوشش کر رہا تھا۔ کہ کوئی عیسائی شاہزادہ آسٹریا کی مدد نہ کرے۔ پوپ کے اصرار پر اوس نے
ان شرائط پر آسٹریا کی مدد کرنا منظور کیا۔ جرمن پارلیمنٹ (جو سترہوین واٹھارہوین صدی مین ریٹس بان
کے شہر رٹیسبان مین اجلاس کرتا تھا) صوبہ السس لورین کا الحاق فرانس سے باضابطہ منظور کرے۔ اور
میرے فرزند کو (جرمنی کی ماتحت ریاست) الطالیہ کا بادشاہ منتخب کرے۔ اوسکا خیال تھا کہ اگر یہ شرطین
منظور ہو گئین تو مین ترکون کو سمجھا کر پیچھے ہٹا دون گا۔ اور جرمنی سے ان شرائط کی بنا پر باضابطہ
پر صلح کر لون گا۔ جو خاندان آسٹریا کے لیئے پیغام اجل ہوگا۔ کیونکہ اگر پارلیمنٹ اوس کے بیٹے کو شاہ
الطالیہ[1] یعنی ولیعہد تسلیم کر لیتا تو تاج قیصری لیوپولڈ کے بعد اوس کے خاندان مین منتقل ہو جاتا
مگر یورپ نے آسٹریا کی بروقت امداد کرکے اوس کی توقع کو پورا نہ ہونے دیا۔ لوئی کو یہی اندیشہ تھا
کہ شاہ پولنڈ آسٹریا کا معاون ہو کر میرے مدعا مین حارج ہوگا۔ چنانچہ اس نے سوبی اس کی کو آسٹریا
کی اعانت سے باز رکھنے کی بڑی کوشش کی۔ اوس نے اوسے سلطان کا بجنسہ خط بھیجکر اطمینان
کرا دیا کہ ترک فتح آسٹریا کے بعد پولنڈ پر حملہ آور ہونیکا مطلقاً ارادہ نہین رکھتے تم اس خوف سے آسٹریا
کی رفاقت پر آمادہ ہو جاؤ۔ تمہارے اصل دشمن ترک نہین۔ بلکہ یہی آسٹریا جرمن ریاست برنیڈن برگ[2]
اور شمالی ہمسایہ روس تمہارے حقیقی اعدا ہین۔ اور پولنڈ کو جب نقصان پہونچے انہی سے پہونچے گا۔
کیا تم کو یاد نہین کہ سنیٹ گوتھرڈ کی لڑائی مین آسٹریا کو فرانسیسی فوج ہی نے تباہی سے بچایا تھا۔ مگر اس
نے اس خدمت کا صلہ یہ دیا کہ فاتحین کو رسد نہ دی۔ جن مین سے سینکڑون بھوک سے مر گئے۔ اور بایجائی
کو ہمیشہ فرانس کے برخلاف اکساتا رہا۔ یہی صلہ تمکو ملیگا۔ لیکن لوئی کی تمام نصیحتین بیکار تھین۔ تعصب
مذہبی نے سوبی اس کی کو نیک و بد کے سوچنے اور مآل اندیشی سے معذور کر رکھا تھا۔ وہ تو کافرون کے
تباہ کرنے پر تلا تھا۔ اور اوس کی فوجین وائینا کی امداد کے لیئے ڈیل کوچ کرتی جا رہی تھین۔ کاش کہ
آج سوبی اسکی ایک ساعت کے لیئے زندہ ہو جائے۔ اور اوس جور و ستم کو جو پولون پر ہو رہا ہے۔ اپنی آنکھ
سے دیکھنے کے لیئے بلے کرنے مین بہت کم ہو گئی تھی۔

[1] جرمنی قیصر ولیعہد کو اپنی حین حیات ہنگری یا الطالیہ کا بادشاہ بنا دیا کرتے تھے۔ چنانچہ شاہ الطالیہ ہونا ولیعہدی کے مترادف
تھا۔ مولف ۱۲ [2] برنیڈن برگ پرشیا کا ایک صوبہ ہے۔ مگر یہان مراد کل پرشیا سے ہے۔ شاہ پولنڈ نے لوئی کی نصیحت نہ مانی
اور آخر بعینہ ویسا ہی ہوا جیسے کہ اوس نے پیشگوئی کی تھی۔ ریاست پولنڈ کو ان تینون ریاستون ہی نے دو دفعہ آپس
مین تقسیم کرکے اوسکا نام صفحۂ ہستی سے مٹا دیا۔ اور پول کی آزادی کا خاتمہ کر دیا۔ غدارون عہد شکنون اور بے ایمانون کا آخر
یہی انجام ہوتا ہے۔ مگر نشہ طاقت و خمار قوت مین ایمانداری کی کوئی پرواہ کرتا۔ اور آخر اوسکا خمیازہ اٹھاتا ہے۔ مؤلف ۱۲

چالیس دن کے اندر محاصرین نے چالیس اور محصورین نے اون کے روکنے کے لئے دس سرنگین اڑائین ترکون نے اٹھارہ دہاوے اور محصورین نے ۲۴ حملے کئے۔ ایک ایک انچ زمین پر دونون فریق کٹے مرتے تھے۔ سب سے خونریز مقابلہ برج بیبل پر ہوا جس کی مٹی غنیم و دوست کے خون سے تر ہو گئی۔ اگست کے آخیر مین ترک آخر شہر کی خندقون تک پہونچ گئے۔ اور ۴ ستمبر کو برج پور گ کے نیچے سرنگ اڑائی گئی جس سے آدہا شہر لرز گیا۔ اور فصیل مین بہت بڑا شگاف پڑ گیا۔ ۱۰ ستمبر کو اسی موقعہ پر اور سرنگ اڑائی گئی۔ جس سے فصیل مین اتنا بڑا شگاف ہو گیا کہ سالم پلٹن ایک قطار مین ہو کر اوس مین داخل ہو سکتی تہی۔ اور شہر کو عام حملہ کر کے فتح کر لینے کا اب موقعہ تہا۔ بلکہ اگر مصطفےٰ وہی طریقہ اختیار کرتا جو مراد چہارم نے فتح بغداد مین کیا تہا۔ یعنی فصیل شہر مین ۴ ستمبر کو شگاف ہو جانے پر کل فوج کو عام حملہ کا حکم دیکر ہر روز اوسے جاری رکہتا تو شہر یقیناً دو چار روز مین فتح ہو جاتا۔ مگر اوس نمک حرام غدار نے طمع سے فوجکو آگے نہ بڑہنے دیا۔ وہ چاہتا تہا کہ محصورین تنگ و مایوس ہو کر خود ہی شہر اوس کے حوالہ کر دین تاکہ وہ وہان کی کل دولت و حشمت پر قابض ہو جائے۔ کیونکہ اگر سپاہی حملہ کر کے شہر کو فتح کرتے تو غنیمت اونکا حق ہوتا بیت المال یعنے وزیر کو صرف پانچوان حصہ ملتا۔ ۱۰ ستمبر کو محصورین کی حالت ایسی مخدوش ہو گئی تہی۔ کہ کونٹ سٹہر نبرگ نے مدد کے لئے قاصد پر قاصد ڈیوک لورین کو بہیجنے شروع کر دیئے۔ اوس کے سب خطوط کا مضمون یہی تہا کہ صاحب من۔ ایک منٹ کا توقف نہ کرو۔ ایک منٹ کا توقف نہ کرو"۔ مگر مصطفےٰ نے محصورین کے کامل انحطاط حتیٰ کہ ۱۰ ستمبر کے شگاف سے بہی فایدہ اوٹہانے کی کوشش نہ کی۔ ترکی فوج وزیر کی نالیاقتی۔ خود غرضی اور سستی سے تنگ آ کر چلا اوٹہی۔ وہ دیکہہ رہے تہے کہ محصورین کی کمک کے لیئے فوج چلی آ رہی ہے۔ مگر وزیر اپنی بیوقوفی سے فتح کا ایسا کامل یقین رکہتا ہے کہ اوس فوج کو روکنے کا کوئی انتظام نہین کرتا۔ حالانکہ اگر وہ اپنی بے انتہا فوج مین سے صرف چند دستے دریاء ڈنیوب پر بہیجدیتا تو جان سوبی اس کی کمکی فوج لیکر ادہر سے کبہی عبور نہ کر سکتا۔

سوبی سکی اگست سے پہلے وطن سے روانہ نہ ہو سکا تہا۔ اور اسقدر توقف کے باوجود ۲۰ ہزار سے زیادہ فوج ہمراہ نہ لا سکا۔ مگر رستہ مین اوسے ڈیوک لورین اور فرمان روایان بویریا و سکسنی و دیگر جرمن شہزادگان تقریباً ۵۰ ہزار تازہ دم فوج لیکر مل گئے۔ اور سوبی اس کی ستر ہزار فوج سے وائینا کے اوپر مقام تلم سے ڈنیوب کو عبور کر آیا۔ یہان سے وہ کلمبرگ پہاڑیون کے عقب کیطرف جو وائینا سے شمال مغرب مین واقع ہو گیا۔ تاکہ ترکون کو پیچہے سے آلے۔ وزیر نے سوبی سکی کوئی پروا نہ کی۔ اور نہ اس دشوار گذار

ملک مین سے جس مین سے اوسے لازمی طور پر گذرنا پڑتا تہا۔ اوس کی پیش قدمی کو روکنے کا کوئی بندو بست کیا۔ اور وہ ۱۱ ستمبر کو کوہ کلمبرگ کی چوٹی پر پہونچگیا۔ اوس کی حالات قلمبند کرنے والا مورخ سمی کو یہ لکھتاہے کہ "اس پہاڑی کی چوٹی سے عیسائیون کو انسانی طاقت کی عظمت کا نہایت ہی خوبصورت اور ساتھ ہی نہایت ہی مہیب منظر دکھائی دیا۔ ڈنیوب کے تمام جزیرے اور وائینا کا متصلہ وسیع میدان خیمون اور شامیانون سے ڈہنپا ہوا تہا۔ جنکی عالیشانی اور زرق و برق کو دیکھہ کر یہ گمان ہوتا تہا۔ کہ یہ تفریح کنندگان کی فرودگاہ ہے۔ نہ کہ نبرد آزماؤن کی بے تعداد گھوڑے اونٹ اور بیل تاتاریون کے دل بادل اور کلہم تقریبًا بیس لاکھہ انسان پہاڑ کے دامن مین ادہر ادہر چل پھر رہے تہے۔ محاصرین کی گولہ باری مسلسل اور نہایت سخت تہی۔ اور محصورین بہی تا بمقدور جواب دے رہے تہے۔ الغرض وائینا کا خوبصورت شہر صرف منارون کی چوٹیون اور آگ و دہوئین سے پہچانا جاتا تہا"

سوبی اس کی ترکی کیمپون کے بظاہر مہیب منظر سے ناواقف نہ تہا۔ مگر اوسکی عقابی نظر نے کیمپ کی ترتیب کو دیکھتے ہی فورًا تاڑ لیا تہا کہ وزیر نالایق محض ہے۔ جس نے اپنے کیمپ کو اچانک اور مہلک حملہ سے بچانیکے لیئے خندقین وغیرہ تیار کرنے سے مطلقًا کوئی انتظام نہین کر رکہا تہا۔ اوس نے باواز بلند پکار کر کہا کہ "یہ شخص بہت بُری طرح سے مقیم ہے۔ وہ فن حرب مین ذرہ درک نہین رکہتا۔ ہم اوسے یقینًا شکست دینگے" چنانچہ حملہ سے پہلی رات اپنی پیاری ملکہ کو جو اوس نے خط لکھا اوسکے چند الفاظ یہ تہے "یہ باسانی سمجھہ مین آسکتا ہے کہ جس جرنیل نے اپنی فوج کی محافظت کے لیئے کوئی خندقین و مورچے تیار نہین کر رکہے۔ نہ اپنی فوج کو مجتمع کرنے کی پرواکی ہے۔ بلکہ اسطرح سے خیمہ زن ہے کہ گویا مین ابہی مین سو میل کے فاصلہ پر ہون۔ اوسکی قسمت مین شکست مقدر ہو چکی ہے" +

سوبی اسکی نے دوسرے دن ۱۲ ستمبر کو، حملہ کے لیئے پہاڑی سے نیچے اوترنے سے پہلے گلبرگ کے گرجہ مین تائید ربانی کی استدعا کے واسطے نماز ادا کی۔ پیش امام پادری مارکو داڈیا تو تہا جو قیصر کا خاص پادری تہا۔ نماز سے فارغ ہو کر شاہ پولنڈ نے اسواقعہ کی یادگار مین اپنے بیٹے جیمز کو نائٹ کا مرتبہ دیا۔ اور پہر اپنی فوج کے افسرون کو مخاطب کرکے باواز بلند دل بڑہانے والی تقریر کی۔ اونکو خوزیم کی فتح یاد دلائی گئی اور کہا گیا کہ یہ نہ سمجھنا کہ تم وائینا کو بچانے کے لیئے لڑ رہے ہو۔ بلکہ خود اپنے دار الخلافہ وارسا و کراکو اور کل عیسائی دنیا کو کافرون سے محفوظ رکہنے کے لیئے ہم اپنے دنیاوی بادشاہ کے لیئے نہین بلکہ احکم الحاکمین کے راہ مین تلوار مار رہے ہو۔ اب بہادری دکہانیکا وقت پہونچ گیا ہے۔ تقریر ختم ہوتے

پر اس امر کے نقصان مین کہ پیش قدمی شروع کیجائے - پانچ توپون کی شلک کی گئی - سوبی اس کے سے معبری فوج کی میمین کی - ڈیوک آف لورین نے یسار کی او شاہ بویریا نے قلب کی کمان لی - ہونہار او نیس سالہ شاہزادہ یوجین - لورین کے ماتحت تہا - پہاڑی سے اترتے جس زمین سے سوبی اس کی نے گذرنا تہا - وہ نالون اور مغاکون کی وجہ سے بہت ہی ناہموار تہی - اور فوج کے گذرنے کے لئے ایسے مشکل اور دشوار تہی کہ اگر وزیر اپنی فوج کے کچھہ حصہ کو لیاقت و سلیقہ کے ساتہہ مختلف ناکون اور ضروری موقعون پر مامور کر دیتا تو وہ بہت عرصہ تک پولون کو آگے بڑہنے سے روک سکتا تہا - کیونکہ یہ امر ایک اور او نکے حق مین تہا - کہ سوبی اس کی جلدی کی وجہ سے صرف ہلکی توپین ساتہہ لا سکا تہا - مگر وزیر نے اس موقعہ پر بہی بدستور سابق کمزوری اور سستی ظاہر کی - اوسے پہلے تو یہی یقین نہ آیا تہا - کہ غنیم گلبرگ پر پہونچ گیا ہے اور جب آخر اس امر کا اوسے اپنی آنکہون سے دیکہنے پر یقین ہوا - اور جان گیا کہ عیسائی حملہ ہوا چاہتا ہے تو اوسنے اون درون پر قابض ہو جانے کا حکم دینے مین جن مین سے ہو کر پولون کو پہاڑی پر سے میدان مین اترنا تہا بہت دیر لگا دی - جس سے حملہ آورون کو بہت آگے بڑہ آنے کا موقعہ ملگیا - آخر مصطفے او اینا کے مقابل ہنگری فوج کا حصہ کثیر خندقون اور مورچون مین چہوڑا اور تیس ہزار عیسائی اتر رہے تہے - بڑہا - عیسائیون کی فوج یسار نے بسخت مقابلہ کے بعد موضع نسدرف کو فتح کر لیا - اور دوپہر کے وقت سوبی اس کی نے میدان مین داخل ہو کر پولش فوج سواران کے ساتہہ ترکی سوارون کے مختلف دستون اور عثمانیہ فوج کے قلب پر حملہ کیا - ترک اون اون موقعون پر جہان انہون نے سڑکون کے کچھہ حصے مورچہ بند کر لئے تہے - اب تک حملہ آورون کا مردانہ مقابلہ کرتے رہے تہے - مگر جب تک سوبی اس کی بجلی کیطرح قلب لشکر مین دہس آیا تو سلیم عوزی اوسے پہچانتے چلا اوٹہا - "شاہ پولنڈ سچ مچ ہمارے سر پر آ پہونچا ہے" یہ کہکر اوس نے گہوڑے کو مہمیز لگا راہ فرار اختیار کی - اور اسے دیکہہ کر دوسری فوج کا بہی حوصلہ پست ہو گیا - اور وہ میدان چہوڑ کر بہاگ گئی - الغرض عیسائیون کی فوج میمین کے ایک ہی ہلہ مین شام کے سات بجے تک میدان صاف ہو گیا - اور وائینا کی خلاصی ہو گئی - دس ہزار سے زیادہ ترک اس معرکہ مین کام آئے - مگر یہ ابہی اصل فتح کی تمہید[1] تہی - ہزارہا ترکی خیام ابہی سامنے کے میدان مین حد نظر تک پہیلے ہوئے تہے - اور ترکی باترپان شہر پہ ابہی برابر گولہ باری کر رہی تہین - فاتح سپہ سالار نے پہلی فتح کے بعد تمام افسرون کو اس مشورہ کے لئے طلب کیا - کہ سپاہیون کو آرام دینے کے لئے

[1] کریسی صاحب نے اس لڑائی کا حال بہت ہی مجمل لکہا ہے - اور وہ اس پہلی شکست کو قطعی شکست سمجہتے ہین - حالانکہ یہ کسی قدر درست نہین جیسا کہ ناظرین کو مندرجہ بالا تحریر سے معلوم ہو جائے گا - مولف ۱۲

لڑائی کو صبح آیندہ پر ملتوی کر دیا جائے۔ یا وہ جاری بھی جائے۔ کہ اتنے مین ایک قاصد خبر لایا کہ ترک کمپ چھوڑ کر سراسیمہ وار بھاگے چلے جا رہے ہین۔ اُسپر فی الفور آگے بڑھنے کا حکم دیا گیا۔ اور یہ خبر درست پائی گئی۔ البتہ وہ ینگچری جن کو مصطفےٰ نے شہر کے مقابل چھوڑا تھا۔ ثابت قدم رہے۔ اونپر اب ایک طرف سے سوبی اِس کی نے اور دوسری طرف سے محصورین نے حملہ آور ہو کر سب کو تہ تیغ کر دیا۔ اور کل کمپ مع سامان حرب وضرب فاتحین کے ہاتھ آیا +

ایک عیسائی مورخ اِس لڑائی کے متعلق یہ عجیب روایت لکھتا ہے کہ پہلی لڑائی کے بعد جب سوبی اسکی اپنے افسرون سے مندرجہ بالا مشورہ لے رہا تھا۔ تو وہ قرہ مصطفےٰ کو اپنے خیمہ مین بڑے استغنا سے بیٹھا ہوا قہوہ چاء پیتا دیکھکر بگڑ گیا۔ اوس نے خیال کیا کہ وزیر مجھے چڑا رہا ہے۔ اِس سے غصہ مین آکر اوس نے اوسیوقت کمپ پر حملہ کر دیا۔ اور کل فوج کو بھگا دیا۔ مگر تحقیق یہی ہے کہ دوسرے حلہ مین لڑائی تک نوبت نہ پہونچنے پائی۔ ترک پہلی شکست ہی سے حوصلہ ہار گئے تھے۔ اور اوسی بیحواسی مین خود بخود کمپ کو چھوڑ گئے۔ فاتحین کو تین سو وزنی توپین پچیس ہزار خیمے۔ بیشمار مرصع اسلحہ۔ کل جنگی خزانہ جس مین ۲۰ لاکھ فلورن نقد تھے۔ صرف وزیر کے شامیانہ سے چار لاکھ فلورن نقد نو ہزار بارود کی گاڑیان۔ ایک لاکھ بیل۔ بارہ تیرہ ہزار من بارود۔ اور کل نقدی ڈیڑہ کروڑ فلورن دستیاب ہوئی۔ مفرورین بھاگتے وقت اپنی اسلحہ اور جھنڈون کو بھی پھینک گئے۔ مصطفےٰ صرف علم محمدی کو بچا کر لے گیا۔ شاہ پولنڈ کو غنیمت مین سے چار لاکھ فلورن ملے۔ فتح کے بعد اوس نے اپنی انیس ومحرم ملکہ میری اٹے کو بڑی خوشی سے کل حالات تحریر کرکے غنیمت کی مقدار عظیم پر بڑا فخر ظاہر کیا۔ دوسرے دن جان سوبی اِس کی نے بکر و فر شاہانہ شہر مین داخل ہو کر نماز شکرانہ ادا کی۔ سر کونٹ سٹہر نبرگ نے وزیر کے عالیشان خیمہ مین شاہ سے ملاقات کی۔ اور اوسے شہر کا نجات دہندہ کہکر مخاطب کیا۔ اس شکست سے نہ فقط مصطفےٰ کے تمام ہوائی قلعے جو بقول مورخ کانتی مردہ جرمن پولنڈ و آسٹریا کو فتح کرکے وہان اپنی شاہنشاہی قایم کرنے اور ابراہیم پاشا حاکم بودا کا جسے فوج پر اقتدار حاصل تھا۔ موہنہ بند کرنے کے لیئے ہنگریا کا بادشاہ بنا دینے کے متعلق اپنے دماغ مین تیار کر رہا تھا۔ خاک مین مل گئے بلکہ کل یورپ مین گھر گھر گھی کے چراغ جلائے گئے۔ اور کل عیسائیون کو یقین ہو گیا کہ سلطنت عثمانیہ اب چند دنون کی مہمان ہے۔ قیصر لیوپولڈ ۱۶ ستمبر کو وائینا مین داخل ہوا۔ مگر بہادر کمانڈرون کا شکریہ ادا کرنے کی بجائے وہ اون سے دربار آسٹریا کے آداب وقواعد کے مطابق کمال سردمہری اور بڑی بے اعتنائی سے پیش آیا۔ تاہم شاہ پولنڈ خدمت گذاری پر ثابت قدم رہکر مفرور ترکون کا تعاقب کرتا چلا گیا۔ وزیر نے خود پرستی کے نشہ سے بیدار ہو کر بزر کی کا رستہ لیا۔ اور راب جا کر اپنی بقیۃ السیف

فوج کو درست کیا۔ وہان سے اوس نے بودا کا رخ کیا۔ اور ستمبر مین صوبہ سیٹیریا کے قصبہ ملن فلطر پر حملہ کیا۔ اور جب اُسے فتح نہ کرسکا۔ تو اس کا غصہ جنوبی سٹیریا کے علاقہ کو برباد کرکے نکالا۔ دریائے ڈینیوب کو اُس نے بمقام پارکن کشتیون کا پل بناکر عبور کیا۔ سوبی اُس کی بھی برابر تعاقب کئے چلا آرہا تھا اس مقام پر فریقین مین سخت لڑائی ہوئی جس میں گو ترکوں کے آٹھ ہزار آدمی ہلاک و غرق ہوئے مگر شاہ پولنڈ بھی جواب ترکوں کو بالکل بے حقیقت سمجھنے لگ گیا تھا۔ ایسا سبق ملا کہ آئندہ کے لئے اُسے ترکوں کو پھر ذلیل سمجھنے کی جرات نہ رہگئی۔ اور اُس نے حزم احتیاط سے کام لینا شروع کردیا۔ پارکن کے بعد سوبی اسکی نے مشہور قبضہ گراں کا محاصرہ کیا۔ اور وہان کی فوج نے قلعہ مذکور کا خود بخود قبضہ دیدیا۔ وزیر نے اون تمام افسرون کو جنہون نے معاہدہ حوالگی قلعہ پر دستخط کئے تھے قتل کرادیا۔ اور اپنی نکبتوں کا الزام ماتحت جرنیلون پر تھوپ کر انہین اور نیز الزام دینے والون کو قتل کرادینے کا ارادہ کرلیا۔ فوج اس سراسیمگی او بے ترتیبی سے پیچھے ہٹ رہی تھی کہ گویا وُہ اپنے سایہ سے بھی کانپ رہی ہے۔ ترکون کی بے رعبی کا یہ عالم ہو رہا تھا۔ کہ قرہ مصطفٰے نے جب ایک یہودی قاصد کے ہمراہ حفاظت کے لئے چند سوار بلگریڈ کو بھیجنے چاہے تو اُس نے جواب دیا۔ "مجھے پہرہ کی کچھہ ضرورت نہین۔ مین ٹوپی کو جرمنون کی طرح پہن لونگا۔ اور کوئی ترک مجھے چھونے کی جراوت نہ کرے گا۔"

شکست وائینا کی خبر جب قسطنطنیہ پہونچی تو وزیر کے مخالفون کو اُس کے برخلاف سازش کرنیکا موقعہ ملگیا۔ اور خواہان صلح جماعت کی چڑھ مچ گئی۔ مصطفٰے بلگریڈ پہونچکر اپنے ماتحتوں کو قتل کرنے کی فکر میں تھا۔ کہ سلطان محمد نے شکستون سے برافروختہ ہوکر اپنے گرینڈ چیمبرلین کو وزیر کا سر قلم کرلانیکا حکم دیکر بلگریڈ روانہ کردیا۔ اور منحوس ۱۶۸۳ء کے ختم ہونے سے پہلے چیمبرلین نے حکم کی تعمیل کرکے وزیر کا سر نقرئی قاب مین سُلطان کے سامنے پیش کردیا۔

مقتول وزیر کی جگہ قائم مقام ابراہیم پاشاہ مقرر کیا گیا جس نے اس عہدہ کو ایسے خطرہ کے وقت جبکہ کل یورپ ترکون کا دشمن ہورہا تھا۔ بڑے زور سے منظور کیا۔ اور گو اوس نے میگزینوں کو پھر معمور اور تازہ فوج تیار کرنے مین بڑے سرگرمی سے کوشش کی۔ مگر مخالفین کے سلسلہ فتوحات مین کوئی رکاوٹ نہ پیدا ہوسکی۔ وائینا کے محاصرہ ثانی سے کل عیسائی طاقتون کو اپنی اپنی جگہ ترکون سے خطرہ پیدا ہوگیا تھا۔ اور لیوپولڈ نے اس مشترکہ اندیشہ سے اون سب کو "اتحاد مقدس" مین شامل کرکے ترکون کے برخلاف متفق کردینے کا فائدہ اٹھایا۔ پولنڈ پہلے ہی تھا

اب وینیس اور روس بھی اس غرض کے لئے آسٹریا کے ساتھ شامل ہو گئے - اور اونھون نے ٹرکی کے برخلاف جنگ کا اعلان کر دیا - لیوپولڈ نے روسیون کو خود ہتھیار بہیجکر بحیرہ اسود کے رستے قسطنطنیہ پر حملہ آور ہونے کی پٹی پڑہائی - اور کہلا بہیجا کہ یونان اور ایشیا تمہارے منتظر بیٹھے ہین - بابعالی کو اسوقت بالکل یکہ و تنہا تھا - فرانسیسیون سے کچھ امید ہو سکتی تھی - مگر بحری قزاقون کی طفیل پھر اون سے کھٹ پٹ ہو گئی ہوئی تھی -

سینٹ ونسنٹ کی بحری جنگ - نابیٹان ماٹنا و ریاست ہائے اٹلی سے اتحاد ہو جانے سے موبلی گو سٹا و بلرمو کے قریب ڈچ بیڑہ پر فتوحات پانے اور بالخصوص بابعالی سے مجدداً امتیازات حاصل ہونے کی وقت سے بحیرہ روم پر فرانسیسی اقتدار غالب آگیا تھا - مگر ایک خلش (بحری قزاقی) بدستور باقی تھی - بربری قزاقون نے ۱۶۸۲ء کی لڑائی سے فائدہ اوٹھاکر معاہدون کی پھر خلاف ورزی شروع کر دی - سلطان نے اونکو بہتیرا سمجھایا کہ ٹرکی کے دوست فرانس کے جہازون کی حرمت کرو - لوئی نے بیفائدہ اونکو بالکل برباد کر دینے کی دہمکیان دین - وہ اپنی کرتوتون سے باز نہ آئے - بلکہ پراونس کے ساحل پر سے بھی فرنچون کو اوٹھائے جاتے - اوسپر اونکی کامل تباہی کا فیصلہ کر کے فرانسیسی بیڑون کو اس کام پر ماموُر کیا گیا اور فرانسیسی امیر البحر کی ایک کارروائی سے ٹرکی اور فرانس مین پھر بگاڑ کا احتمال ہو گیا - اوسے طرابلس والون کے آٹھہ جہازون کا تعاقب کرتے ہوئے معلوم ہوا کہ وہ جزیرہ ساؤ[1] کے بندرگاہ مین پناہ گزین ہوئے ہین - اونپر حملہ کرنے کے لیئے وہ ۱۶۸۱ء مین بندرگاہ مذکور مین داخل ہو گیا - ترکی کمانڈر نے اوسے سلطانی علاقہ کی حرمت کرنیکا حکم دیا - اور جب اوس نے انکار کیا تو فرانسیسی جہازون پر گولہ باری کی - امیر البحر نے اسپر گولہ باری کر کے قلعہ کو منہدم کر دیا - اور خود شہر کا بھی کچھ حصہ اور دو مسجدین گولیون سے گر گئین - جب نوبت یہان تک پہونچ گئی تو خود باشندگان شہر نے اوس سے گولہ باری بند کرنے کی التجا کی - اور کہا کہ اس معاملہ پر سلطان سے استصواب کر لو - امیر البحر نے اونکی درخواست قبول کر لی - سلطان نے قپودان پاشاہ کو مع اگیلی دیگر موقعہ پر بہیجدیا - فرنچ امیر البحر نے اوسے کہا کہ اگر تم قزاقون کو فرانس کی متابعت قبول کرنے - معاہدات کی تعمیل کرنے اور فرانسیسی اسیرون کے واپس کر دینے پر مجبور نہ کرو گے - تو مین اونکے آٹھون جہازون کو مع سپاہ اور عثمانیہ بیڑہ سمیت جلا دونگا - قپودان پاشا نے اس معاملہ صلح و آشتی سے طے کرنا چاہا - مگر سلطان مساجد کے انہدام سے نہایت برافروختہ ہو رہا تھا - اوس نے اسے کہدیا کہ اگر فرانس نے اوس کی تلافی نہ کی تو مین اوسکا عوض لیکر چھوڑونگا - فرنچ سفیر اسوقت ملک کو

[1] جزائر عرب الہند کا ایک جزیرہ جو انگریزون کے ہاتھ سے ہے -

کلرگس تہا جو ۱۸۲۷ء مین نوبیل کے بعد مقرر ہوا تہا۔ اوس تاریخ تقرر سے اوس وقت تک وزیر سے سفراء کے طریقہ تعظیم پر جھگڑتا رہا تہا۔ وزیر اعظم نے اوسے بلا کر کہا کہ تمہاری اور کل فرنگیون کی جان صرف اسی طرح بچ سکتی ہے۔ کہ مساجد کے ہرجانہ مین کثیر رقم ادا کر دو۔ سفیر نے جوابدیا۔ کہ سلطان منصف مزاج بادشاہ ہے۔ اور امیر آغاز بردست فرمانروا ہے۔ اس لیئے مجہے اپنی اور اپنے ساتہیون کی سلامتی کا کوئی اندیشہ نہین۔ مین ایسی دستاویز پر کبہی دستخط نہین کر سکتا۔ جس مین میرے آقا کی طرف سے معذرت اور نقد ہرجانہ کی ادائگی کا اقرار ہو۔ اسپر وزیر نے اوسے یدی قلہ مین قید کرنے کی دہمکی دی تو اوس نے جوابدیا کہ اگر مین ایکدفعہ وہان داخل ہو گیا تو جبتک میرا بادشاہ خود آکر دروازہ کہولے مین باہر نہین نکلونگا۔ اس دہمکی سے ڈر کر وزیر نے اوسے اپنے ہی ایک کرہ مین نظر بند کر دیا۔ مگر تہوڑا ہی عرصہ بعد فرینچ امیر البحر دس جنگی جہاز لیکر ڈاردنیلز پر پہونچگیا۔ اور بابعالی کو اطلاعدی کہ اگر سفیر کو کچہہ ایذا پہونچائی گئی۔ یا مسئلہ تعظیم کا تصفیہ فرانس کے حسب مرادنہ کیا گیا۔ تو مین جبرًا داخل ہو کر سفیر کو قسطنطنیہ سے لیجاؤنگا۔ یہ پیغام ملنے پر وزیر نے کلرگس کو صلاح دی کہ وہ محض اپنی طرف سے سلطان کو نذرانہ دیکر تنازعہ مساجد کا تصفیہ کر دے۔ اوس نے اوسکو قبول کر لیا۔ کیونکہ گورنمنٹ فرانس نے جسے ان معاملات کی خبر نہ تہی۔ امیر البحر کو فورًا بحیرہ مجمع الجزائر سے دوسری جگہہ جانے کا حکم بہیجدیا تہا۔ کئی مہینون تک نذرانہ کی مالیت پر جھگڑا ہوتا رہا۔ آخر اوس نے پندرہ ہزار لیور[1] مالیت کے جواہرات و دیگر سامان ساؤ کے معاملہ کا ذکر درمیان لائے بغیر محض اپنی طرف سے کرکے پیش کیئے۔ اور اوس کے معاوضہ مین مسئلہ تعظیم کا تصفیہ حسب خواہش کرالیا اور فرنچ تجار اور پادریون کے متعلق بہی اپنے مطالبات کے مطابق فرمان حاصل کر لیئے۔ بابعالی نے اس حقیر سی تلافی کو خوب نون مرچ لگاکر مشتہر کیا۔ سرکاری اعلان کے الفاظ یہ تہے "یہ ایک نہایت شاندار کارروائی ہوئی ہے۔ جس کا ذکر لوگ کمال انبساط سے کرتے ہین۔ اس کی خبرین ایران۔ آرمینیا اور ہند مین مشتہر ہو گئی ہین۔ اور ہمارے دوستون۔ باجگزارون۔ اور کل مسیحی طاقتون کو اس کے متعلق اطلاع دی گئی ہے۔ دیگر سفراء نے جیسی اس دفعہ فرنچ سفیر کی مخالفت کی ہے پہلے کبہی نہین کی تہی۔ وینس۔ ہالینڈ اور کل دیگر یوروپین ریاستون نے سلطان المعظم کو فرانس کے مخالف بنانے مین بڑی کوشش کی۔ مگر دانا و مدبر وزیر نے سفیر کے تلافی کر دینے کو کافی تصور کیا ہے"

فرنچ امیر البحر اہالی الجیریا کی سرکوبی کے لیئے فرانس کو واپس بلایا گیا تہا۔ وہ سولہ جنگی جہاز۔ پندرہ گیلی اور پانچ بمب کے گولے جلانے والے جہاز لیکر الجیرز پہونچا۔ اور کئی دن تک اوسپر گولہ باری کرتا رہا۔ مگر موسم

---

[1] فرانس کا پرانا سکہ جو دیا[?] ۱۸ سینٹ یعنی تقریبًا ایک شلنگ کے برابر ہوتا تہا۔ مولف ۱۲ -

کی خرابی کیوجہ سے واپس چلا آیا۔ دوسرے برس وہ پھر حملہ آور ہوا۔ اور کامل دو ماہ گولہ باری کرکے
شہر کو تقریباً منہدم کر دیا۔ باشندگان شہر نے گھبرا کر صلح کی التجا کی۔ فرنچ امیر البحر ڈوکسنی نے یہ شرائط پیش
کین۔ وہ کل عیسائی قیدیون اور توپون کو جو فرنچ جہری مین چھوڑ رہئے تھے۔ واپس کر دین۔ اور بارہ لاکھ
پیاستر بطور تاوان جنگ ادا کرین۔ اوسپر سوزدین شہر کی نیابت پیرس کے مضافاتی قصبہ ورسیلز جاکر جو شاہان
فرانس کا مسکن تہا ۱۲۔ اپریل سنہ ۱۶۸۴ء کو لوئی چہاردہم کی خدمت مین حاضر ہوئی۔ اور معافی مانگ آیندہ
کے لیئے تمام معاہدون اور امتیازات کی جو فرانس اور ٹرکی مین ہو چکے تھے۔ تعمیل کرنے کی حلف اوٹھائی اوڈ
ڈوکسنی الجیریا سے طرابلس کو روانہ ہو گیا جبکہ سنہ ۱۶۸۶ء مین اوس نے پانچہزار گولے برسائے۔ طیونس نے ہمسایون
کے حال سے عبرت حاصل کرکے پہلے ہی صلح کی درخوست کر دی اور اوس کی ایمانداری سے نگہداشت کی۔ اس
اثنا مین ایک دوسرے فرانسیسی بیڑہ نے مراکو کے تمام بنادر کی ناکہ بندی کرکے اوس کے بیڑہ کو ایسا نقصان
پہونچایا کہ سلطان مراکو نے تجارتی و دوستانہ معاہدہ کرنے کے لیئے لوئی کے پاس سفارت بہیجکر اپنی غلامی
کرائی۔ شمالی افریقہ سے فارغ ہوکر فرانس اونکے معاونون کی طرف متوجہ ہوا جنمین سب سے بڑے اہالی جینوا تھے
وہ قزاقون کے پاس جہاز مکمل کرکے بیچا کرتے تھے۔ فرانسیسی بیڑون نے جینوا کو گولہ باری سے برباد
کرکے بحیرہ روم مین فرانسیسی اقتدار کو بخوبی قایم کر دیا +

کفار کی فتوحات اور سلطان محمد کی معزولی

الغرض ٹرکی کے اپنے واحد دوست فرانس سے بھی ایسی عمدہ صفائی نہ تھی۔ کہ آسٹریا و پولنڈ کے علاوہ روس اور وینس نے بھی اعلان
جنگ کر دیا۔ عیسائی طاقتون کا یہ "مقدس اتحاد" یا "مقدس
جنگ" پوپ کے زیر حمایت سنہ ۱۶۹۹ء تک جاری رہا۔ اور اس مین ریاست وینس نے ایسی جوانمردی کہائی
جس کی اوس سے مطلقاً امید نہ تہی۔ اوس نے کئی ہزار جرمن فوج مین بہرتی کرکے موروسنی اور ایک
سویڈش افسر کونٹ کونس مارک کو فوج کا افسر مقرر کیا۔ چو طرفہ نرغہ مین مبتلا ہو جانے پر بابعالی فرانس
سے گھٹنے کی کوشش کی۔ فرانسیسی سفیر کی بڑی خاطرین ہونے لگین۔ اور تجارت۔ مقامات متبرک اور مشنون
کے متعلق اس کی جتنی فرمایشین تہین اون سب کو پورا کیا گیا۔ مگر وضعداری ایسے بادشاہ سے جس نے
حال ہی مین الجیرز اور طرابلس پر گولہ باری کی تہی۔ کہلم کہلا اتحاد کی درخوست کرنے سے مانع تہی اسلیئے
بابعالی نے صرف اوسے بیچ بچاؤ کرا دینے کے لیئے کہنے پر کفایت کی۔ دوسری طرف لوئی کو بہی یہ امید تہی
کہ نیوپولڈ نرمی و آشتی سے راٹسیان کے عارضی معاہدہ کو دیرپا عہدنامہ بنا دے گا۔ اور اسلیئے وہ ٹرکون
کی علانیہ امداد کرنے کی جرأت نہین کر سکتا تہا۔ کہ لیوپولڈ ہاتھ سے نہ نکل جائے۔ اس لیئے اوسنے صرف پولو

کو مخالفت سے باز آجائے اور اہالی ہنگری کو بغاوت پر قائم رہنے کی نصیحت کرنے پر کفایت کی ان غلط چالون کا یہ پہلے تو یہ نتیجہ ہوا کہ ترکون پر سے چو طرفہ حملے ہو گئے - اور اونکو جابجا شکستین اوٹھانی پڑین - اور پھر لوئی کو بھی مندرجہ بالا توقعہ سے مایوسی ہو جانے پر آخر کار خود ہتھیار اوٹھانے پڑے - مگر اوسوقت جبکہ اوس کے رفیق نے متواتر زکین اوٹھانے کے بعد سے صلح کی التجا کر دی تھی -

مقدس اتحاد کے ہوتے ہی ڈیوک لورین نے ہنگری پر وینس نے موریا اور ڈلمیشیا پر اور پولنڈ نے مالڈیویا پر حملہ کر دیا - اور باب عالی کو اس تہرے حملے کے روکنے کے لیے تین علیحدہ علیحدہ فوجین جن مین بصد المشرقین تھا میدان جنگ مین بھیجنی پڑین - ڈیوک نے ہنگری کے قصبہ روسی گراد کو لیکر چند دنون کے بعد جانگداز معرکے سے ویزن کو فتح کر لیا - اور تھوڑا عرصہ بعد سیتھ کی فوج نے حملہ آورون کے سامنے ہتھیار رکھدیئے - مقام سینٹ اینڈری کے قریب ترکون کو دوبارا شکست ملی - اور وہ بودا کو ہٹ گئے - جہان ابراہیم پاشا نے آسٹریون کا بہادرانہ مقابلہ کر کے اونکی پیشقدمی مین رکاوٹ پیدا کر دی - اور آخر محاصرین کو بے نیل مرام محاصرہ سے ہاتھہ اوٹھانا پڑا - ترکی محصور فوج نے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی تائید غیبی کو اپنی مخلصی کا باعث قرار دیا - کیونکہ اونھون نے بزعم خود دو دفعہ حضرت سرور کائنات صلعم کو شہر کی فصیلون پر نماز فجر کے وقت ٹہلتے ہوئے دیکھا تھا - ایک طرف ہی بودہ کا محاصرہ قائم تھا - کہ ڈیوک لورین نے سرعسکر سلیمان پاشا کو سخت شکست دی - اور اوسی کے قریب جرنیلان ٹرامس ڈورف اور سلی فاتحان گوبزان بوسنیا دگروسکا نے صوبہ کروشیا مین ویرو وزا اور کئی دیگر قلعجات ترکون سے فتح کر لیئے - یہ کل واقعات سنہ ۱۶۸۳ع مین ہی گذرے -

دوسرے برس ترکون نے ویزن کو پھر فتح کر لیا - لیکن ہاپ اور دجی گراد کو نہ لے سکے - روحیلیا کا بیگلر بیگی اسمٰعیل پاشا اس سال کی مہم کا سرعسکر تھا - اوس کی استروی جرنیل ہالسر کے سامنے کوئی پیش نہ گئی - اور اوسے پیچھے ہٹ آنا پڑا - سنہ ۱۶۱۵ع مین ڈیوک آف لورین نے پہلے قلعہ گران کے گرد سے ترکون کا محاصرہ اوٹھا کر ہنگری کے مشہور و مضبوط مقام نوحل کو ہلہ کر کے بزور شمشیر فتح کر لیا - دوسری طرف کونٹ ہربرسٹین علاقجات لکا - کاربیوی - اور وادی اڈورنا کو تاخت و تاراج کیا - اور جرنل سلی نے اسک کو جلا کر خاکستر کر دیا - آخر کار اسی سال کے محاربہ مین ترکون کو مقامات ویزن اور نوڈی گراد چھوڑ کر پیچھے ہٹ آنا پڑا - اور ٹکلی بھی جرنل شولز سے شکست کھاتا ہوا پیچھے ہٹ آیا - جسپر وزیر نے خفا ہو کر اوسے یدی قلہ مین قید کئے جانے کے لیے قسطنطنیہ بھجوا دیا -

آسٹریا کی طرح وینس کی حقیر و کمزور جمہوری ریاست کو بھی اپنے قابل جرنیلون کی طفیل ڈلمیشیا اور

موریا وغیرہ میں کچھ کم کامیابی نہ ہوئی۔ ریاست مذکور کے ایک کمانڈر کو مقام سنین[۱] کے محاصرہ سے دست بردار ہونا پڑا۔ لیکن تاہم ڈلمیشیا۔ البانیا اور موریا کے کوہستانوں کے عیسائی باغی ہوکر وینیشنوں کے ساتھ مل گئے۔ اور اونھوں نے اپنے علاقوں کے ترکی گورنروں کے سر کاٹ کر وینیس کو بھیجدیے۔ اور جزیرہ سنتامورا اور رنیدر پر وینیسیا عیسائیوں کے قبضہ میں آگئے۔ ۱۶۸۵ء میں اوسی موروسنی نے جسکی احمد نے کینڈیا میں جان بخشی کی تھی۔ موریا کے مشہور قصبہ کرون کا محاصرہ کیا۔ اور جو فوج اوس کی کمک کے لیے آئی تھی۔ اوسے پسپا کرکے مقام مذکور کو فتح کرلیا۔ وہان کی غنیمت سے اوس نے ایک علم اور دو دم دار جھنڈے سینٹ کو بھیجے۔ جو بطور نشان فتح وینس کے بڑے گرجہ میں لٹکائے گئے۔ اوس کے بعد اوس نے صوبہ مذکور کے عیسائی باغیوں کی امداد سے زرناطا۔ کالاماٹا۔ اور دیگر قلعوں کو فتح کرکے موریا سے براہ سمندر روانہ ہوکر البانیا پر حملہ کیا۔ دوسرے برس جرنیل کونگزمارک بھی موروسنی کو آملا۔ اور ان دونون نے قصبات نوارینو۔ مودون۔ ناپولی ڈی رومینیا۔ آرگیڈیا۔ پطراس۔ لیپانٹو۔ کارنتھ۔ میسٹرا۔ اتھنز وغیرہ کو فتح کرکے یونان کے حصہ کثیر پر تصرف کرلیا۔ اتھنز کے بندرگاہ پائیرس کے بڑے دروازہ پر جو دو شیر ببر سنگ مرمر کے نصب تھے۔ وہ وہان سے اوکھیڑ کر وینس کو بھیجدیے گئے۔ اور وہان سلحہ خانے کے دروازہ پر کھڑے کردیے گئے۔ اور اس فتح کے صلہ میں موروسنی کا مجسمہ بھی دارالوکلاء کے ایوان میں رکھا گیا۔ اور اسپر یہ عبارت کندہ کی گئی "سینٹ کیطرف سے موروسنی کی خدمات کے اعتراف میں اس مجسمہ کو ۱۶۸۷ء میں پیلوپونیسیا رکنے اصل سے تیار کیا"

پولنڈ کی سرحد پر البتہ ترکون کو ایسے نقصانات اوٹھانے پڑے۔ سوبی اسکی نے قسطنطین کانٹی مر حاکم مالڈیویا کو اپنے ساتھ ملانے کی بہت کوشش کی۔ اور جب اوس کے انکار سے برافروختہ ہوکر سوبی اسکی نے اوسپر چڑھائی کی تو بایوجے کے مقام پر اوس سے شکست فاحش کھائی۔ اوس کے بعد سرعسکر سلیمان پاشا نے شاہ پولنڈ کو پے در پے چند ہزیمتیں دین۔ اس کارگذاری سے خوش ہوکر محمد چہارم نے اوسے ابراہیم کی جگہ وزیر اعظم بنادیا۔ مگر جس امید سے اوسکو وزیر اعظم بنایا گیا تھا وہ پوری نہ ہوئی اوس نے مستعدی اور سرگرمی تو بہت دکھائی لیکن عیسائی سپہ سالار ڈیوک لورین کی قابلیت اور مہارت جنگی کو نہیں پہونچتا تھا۔ اس عیسائی ڈیوک کے ماتحت ۹ ہزار مرد آر فوج تھی۔ اور یورپ کے کل ممالک کے فوجی افسر اوس کی ماتحت جنگی فن کی تکمیل اور اوس سے اکتساب فیض کے لیے اوس کے پاس جمع تھے اونکی شاخت میں جرمن۔ فرنچ۔ انگریز ہسپانوی اور اطالین امراء موجود تھے۔ اور وہ ایسے نامور کے زیر

[۱] یہ شہر صوبہ ڈلمیشیا کے شمالی حصہ میں واقع ہے صوبہ مذکور بحیرہ ایڈریاٹک کے شرقی ساحل پر واقع اور اب آسٹریا کے ماتحت ہے

کمان لڑائی کرنے کو اپنے لیئے بڑا فخر سمجھتے تھے - ۱۰ جون ۱۶۸۶ء کو ڈیوک کے ماتحت اسٹریون نے دوسری دفعہ بودا کا جو ہنگری مین ترکون کا مضبوط ترین حصین تھا - اور اب اوسکا دارالخلافہ ہے - محاصرہ شروع کیا - وہان کے ترکی گورنر عبدی پاشا نے اطاعت قبول کرنے سے انکار کرکے عیسائیون کے دوزبردست حملون کو نہایت مردانگی کے ساتھ پسپا کیا - مگر ۲ ستمبر کو تیسرے حملہ مین شگاف فصیل پر چار ہزار جان نثارون کے ساتھ شہید ہو گیا - اور عیسائیون نے شہر مین داخل ہو کر وہان کے ایک ایک مکان کو برباد اور ایک مسلمان کو زندہ نہ رہنے نہ دیا - بودا جو اسلامی ممالک سکندری اور عثمانیہ سلطنت کی کلید تھا - ۱۴۵ برس سے ترکون کے قبضہ مین رہا تھا - اس کے فتح ہوتے ہی بیشمار دیگر مقام عیسائیون کے تصرف مین آگئے - اور سلیمان پاشا نے موسم زمستان بسر کرنے کے لئے بلگریڈ کو ہٹکر صلح کے لیئے سلسلہ جنبانی کی - مگر اوسے جلد معلوم ہو گیا کہ سخت ذلت بخش شرایط مانے بغیر صلح نہین ہو سکتی - اوسپر اوس نے عیسائیون کے برخلاف پھر غزا کرنے کے لیئے دگنی سرگرمی سے تیاریان شروع کردین - سلطان نے جنگی مصارف کے لیئے سلطنت کے باشندون پر چندہ لگایا - اور مثال نیک قایم کرنیکے لیئے سب سے اول اپنے ذاتی خزانہ سے پانسو کیسہ زر چندہ مین دیئے - آخر وزیر نے ماہ مئی مین ۶۰ ہزار فوج جمع کرکے بلگریڈ سے پیشقدمی کی - موہاش کے قریب وہ عیسائی لشکر سے دوچار ہوا - اس مقام پر جہان ۱۵۲۶ء مین سلیمان نے عیسائی لشکر کو پامال کرکے ترکی شجاعت کا سکہ تمام عالم مین بٹھا دیا تھا - فریقین مین سخت خونخوار لڑائی ہوئی - مگر اس دفعہ نتیجہ بالکل برعکس ہوا - ترکون کو کامل شکست ملی - اونکے بیس ہزار آدمی قتل ہوئے - اور کل توپین اور سامان عیسائیون کو غنیمت مین ملا - یہ مہیب معرکہ باختلاف روایت ۱۲ یا ۱۴/۹ اگست ۱۶۸۷ء کو وقوع مین آیا - اس ہزیمت سے ترکون کی کمرہمت بالکل ٹوٹ گئی - اونہون نے اسک والپو - اور جنوبی ہنگری و صوبجات سلیوونیا و الونیا کے ۱؎ دیگر مضبوط قلعے اور صوبہ کروشیا کے کئی مقام خود بخود ترک کر دیئے - اور کل ہنگری اور ٹرانسیلوانیا پر آسٹریا کا کامل تصرف ہو گیا - اوسیوقت دوسری طرف روس نے تاتاریون پر حملہ کر دیا - اور شاہ پولنڈ نے مالڈیویا پر حملہ آور ہو کر اوسے تاخت و تاراج کر دیا - اور جب تک قحط نے مجبور نہ کیا اوسے خالی نہ کیا - دوسرے برس (۱۶۸۸ء) اوس نے کامی نیک کا محاصرہ کیا - مگر جب تک ترک اور تاتاری بیگران بیکر کمک کو آپہونچے تو اوسے محاصرہ چھوڑ کر واپس ہٹ جانا پڑا +

فرانسیسی سفیر گلرگس ۱۶۸۵ء مین مرگیا تھا - اور جب اوسکا جانشین جراڈن بہی ۱۶۸۶ء مین فوت ہو گیا تو اوسکی جگہ شاٹو نو مقرر کیا گیا - جسے اپنی گورنمنٹ کیطرف سے یہ ہدایتین ملی تہین کہ وہ

۱؎ اکثر مؤرخین نے ۱۲ ... لکھا ہے - ۱۲ مؤلف

بابعالی کو آسٹریا کے ساتھ لڑائی جاری رکھنے اور پولنڈ سے صلح کر لینے کی تاکید کرتا رہے۔ شاہ فرانس کے کہنے سننے سے اس مین کلام نہین کہ شاہ پولنڈ نے پہلا زور شور اور مستعدی چھوڑ دی تہی مگر لوئی کی زبانی و اخلاقی امداد آسٹریون کی پیش قدمی کو روکنے کے لیے کافی نہ تہی۔ اون کو روکنے کے لیے عثمانیون کو عملی اور حقیقی امداد کی ضرورت تہی۔ لوئی کو خود ہی آسٹریا کی جدید طاقت کا اندیشہ اور اوسکو آسٹریا سے لڑائی کرنا اٹل ہو گیا تہا لیکن اوس نے مناسب موقعہ کو نہ پہچانا۔ اور قیصر آسٹریا کو ترکون کے کامل طور پر مغلوب کرنیکا وقفہ دیدیا۔ اگر وہ اس وقت جیسا کہ اوس نے بعد مین کیا تہا۔ رہاین کیطرف پیشقدمی کر دیتا تو آسٹریا کو اپنی فوج کا ایک حصہ مجبوراً ادہر اوس کے مقابلہ پر روانہ کرنا پڑتا جس سے لازمی طور پر ترکون کے مقابلہ مین اوس کی فوج کم رہجاتی۔ اور ترک مغلوب ہونے کی بجائے فاتح ہوجاتے افسوس اس نے ایسا نہ کیا۔ اور سلطان کو تن تنہا مقابلہ پر رہنے سے شکستون کے سوا اور کچھ نصیب ہوا اور ان شکستون نے قحط کے ساتھ بلکہ جو اسوقت مہیب صورت مین تمام قلمرو مین پہیلا ہوا تہا۔ بغاوت و سرکشی کے مادہ کو پہر تازہ کر دیا۔ ترکی کو کوپریلی وزراء کے حسن انتظام سے کچھ عرصہ کے لیے جو ہوش آگئی تہی اور وہ نکبت و افلاس سے بہت کچھ سنبھل گئی تہی۔ ان متواتر شکستون نے جن کے ساتھ ہی فوج کی خود سری پہر شروع ہو گئی۔ کل کی کرائی پر پانی پہیر دیا۔

مہاکس کی شکست کے بعد سپاہیون اور ینگچریون نے سلیمان پاشا کے برخلاف شورش برپا کر دی۔ اوس نے اونکو زر و دولت اور تحایف سے خوش کرنے کی کوشش کی۔ مگر اس کی اس کمزوری سے باغیون کو اور جرأت ہو گئی۔ اونکی اذیت سے محفوظ رہنے کے لیے وہ چوری بہاگ کر مقام پیٹر وار ڈن اور وہان سے بلگریڈ کے راستہ قسطنطنیہ چلا آیا۔ اوس کی فراری کے بعد سپاہ نے خود ایک پاشا کو وزیر اعظم بنا کر سلیمان کے برخلاف سلطان کے پاس باضابطہ عرضی ارسال کی۔ محمد نے اونکی شورہ پشتی سے ڈر کر اونکی مطالبات کو قبول کر لیا۔ اور سلیمان کا سر اونکے پاس بہجوا دیا۔ مگر سرکشی کا جن ایک دفعہ جب فوج کے سر پر سوار ہو گیا تو وہ آسانی سے کب دور ہو سکتا تہا۔ اب فوج نے سلطان کو متہم کرنا شروع کیا۔ کہ وہ دن رات شکار مین غرق رہتا ہے۔ اور سلطنت کے معاملات سے کوئی سروکار نہین رکہتا۔ وہ حکومت کے قابل نہین ہے چنانچہ وہ سرحد کو بالکل خالی چہوڑ کر سلطان کو تخت سے اوتارنے کے ارادہ سے قسطنطنیہ کیطرف روانہ ہو گئی۔ اور احمد کوپریلی کے چہوٹے بہائی مصطفےٰ کوپریلی نے جو اوسوقت قایم مقام نائب وزیر اعظم تہا۔ سلطنت اور دار الخلافہ کو ان جنون کی دست برد سے محفوظ رکہنے کے لیے سلطان کو اطلاع دی کہ قوم اور فوج آپ کی معزولی کی خواہان ہین۔ مناسب ہے کہ آپ اونکے مطالبہ کو منظور کر لین۔ سلطان نے یہ سن کر

آواز بلند کہا کہ تقدیر کا حکم کبھی ٹل نہیں سکتا - اور ۳۹ برس کی حکومت کے بعد ۴۶ برس کی عمر مین تخت کو بلا حجت چھوڑ دیا - فوج نے اوس کی جان سے کوئی تعرض نہ کیا - اوسے باسائیش باقی عمر محلسرا مین بسر کرنے کی اجازت دیدی - جہان وہ پانچ برس کے بعد فوت ہو گیا - اور اوس کے عزل پر اوسکا بھائی سلیمان ثانی ۸ ر نومبر ۱۶۸۷ء کو تخت قیصری پر بٹھایا گیا +

محمد چہارم کا کیرکٹر اور علم دوستی

محمد چہارم کی خوش قسمتی تھی کہ اوسے اپنے عہد کے حصہ کثیر مین قابل وزرا ملتے رہے - مگر جیسا کہ کمبخت قرہ مصطفےٰ کی تقرری سے بخوبی ثابت ہو رہا ہے اوسے خود دوسرون کی قابلیت وجوہر کے شناخت کرنے کی قابلیت نہ تھی - بلکہ جو مقرر ہوتا تھا بیگمات حرم کے رسوخ سے یا سلطان کی ذاتی مہربانی سے چنانچہ کوپریلیون کا انتخاب بھی اسی ذریعہ سے ہوا - ایک موٴرخ کا یہ قول بالکل درست ہے کہ محمد چہارم بادشاہ تو تھا - مگر حاکم نہین تھا - اوسے صید و شکار کے سواء اور کوئی کام نہ تھا حتی کے خود دار الخلافہ مین اوسکی رہائیش بہت کم رہتی تھی کبھی اوسکا ڈیرہ کوہ المبس کے دامن مین بمقام جامبولی جو اڈریا نوپل سے پچاس میل بجانب شمال ہے اور کبھی تھسلی کے صوبہ مین لاریسا اور ٹرنووا اس کے میدانون مین - مگر جامبولی اور لاریسا کے پر فضا میدان اور فرحت بخش سبزی سے اوسے خاص اُنس ہو گیا تھا - اور وہان سال کا زیادہ حصہ جنگل مین منگل بنا رہتا تھا - فوجین سرحد پر مصروف کارزار ہین - اور بادشاہ سلامت سیر و شکار مین مشغول ہین - اور کل عملہ فعلہ اور سفراء و امراء تھسلی کے جنگلون اور بلقان کے کوہسار کو ظل سبحانی کی سلامی کے لیئے دوڑے جا رہے ہین جب وہ دار الخلافہ سے بروصہ - جامبولی یا لاریسا پہونچتا - یا وہان سے روانہ ہوتا تو پندرہ متصلہ اضلاع کے باشندون کا فرض ہوتا تھا کہ حاضر ہو کر اوسے شکار کھلائین - ان کے علاوہ لاکھون تماش بینون اور اہل الغرض کے اجتماع سے بادشاہی قیام کے دوران مین وہان ایک عظیم الشان شہر خیام و خرگاہ کا موجود ہو جاتا تھا - بادشاہ کا یہ شوق اور وارفتگی دیکھہ کر عوام الناس کو اعتقاد ہو گیا تھا کہ وہ پھٹکار مین آیا ہوا ہے - اوس کی تخت نشینی پر جب اوس کے باپ ابراہیم کو قتل کیا گیا تھا - تو اوس نے بد دعا دی تھی کہ اس ناخلف کی عمر جنگلی جانورون کی طرح کوہ و دشت مین آوارہ پھرتے رہنے مین کٹے گی - محمد طبعًا ظالم نہ تھا مگر جب اسکی اپنی اولاد پیدا ہو گئی - تو اوس نے اپنی بادشاہی کے بقا کے لیئے دونون بھائیون[1] کو مروا دینے کا ارادہ ظاہر کیا اور اگر سلطان کی والدہ اور وزراء نہ روک دیتے - تو ضرور اپنے ارادہ کو فورًا پورا کر دیتا - تاہم اوس کے دل سے

[1] ابراہیم کے محمد کے علاوہ حسب ذیل چھ بیٹے تھے - سلیم - عثمان - احمد - سلیمان - مراد - جہانگیر - اورخان - بایزید - ان مین سے چار صغر سنی مین فوت ہو گئے - محمد کی تخت نشینی پر سلیمان اور احمد صرف دو زندہ تھے - جو محمد کے بعد نوبت بنوبت فرمانروا ہوئے

یہ خیال دور نہ ہوا جبپر سلطانہ ترخانہ نے اپنے دونون چہوٹے فرزندون کو مزید احتیاط و حفاظت کے لیے محل کے
اندرونی حصہ مین رکہنا شروع کر دیا۔ جہان سلطانہ کے کمرون مین سے گذر کر پہونچا جاسکتا تہا۔ اس احتیاط کے
باوجود وہ ایک رات خنجر ہاتہہ مین لیکر اون کمرون کیطرف چلدیا۔ سلطانہ کے کمرہ مین جو اسوقت سو رہی تہی
دو غلام موجود تہے۔ وہ بادشاہ کو اوس کمرہ مین سے دبے پاؤن شاہزادون کیطرف جاتا دیکہہ کر بولنے کی تو جرات
نہ کرسکے۔ مگر ایک نے حوصلہ کرکے سلطانہ کو ہلا کر جگا دیا۔ وہ نیند سے فوراً چونک اوٹہی۔ اور بہاگ کر بادشاہ کو لپٹ
گئی۔ اور کہا کہ پہلے میرا سر کاٹ لو پہر بہائیون کو قتل کرنیکے لیے بڑہو۔ محمد نے ابتک والدہ کے سامنے گستاخی نہین
کی تہی۔ اسوقت بہی وہ عدول حکمی کرسکا۔ اور اپنے کمرون کو واپس لوٹ گیا۔ اسکے بعد اوسے پہر برادر کشی کے
اقدام کی ہمت نہ پڑی۔ مگر دونون غلامون کو جو مزاحم ہوئے تہے صبح ہوتے ہی قتل کرا دیا۔ وہ کینہ ور تو تہا مگر
بزدل۔ اور گو خود غرض تہا مگر ظلم کا عادی نہ تہا۔ اوسکا دل تو ہمیشہ قتل برادران پر تلا رہا۔ لیکن کر گذرنے کا حوصلہ
نہ پڑا۔ اسی سلطان کے عہد مین سلطنت کا ایک قدیم دستور منسوخ ہوا جسکا باعث کسی قدر کمزوری اور
کسیقدر رحمدلی تہی۔ ناظرین کو یاد ہوگا کہ سلطان ارخان نے ینگچری فوج کو قایم کرتے وقت ہر سال عیسائی بچون کا
پانچوان حصہ فوجی خدمت کے لیے لینے کا قاعدہ مقرر کیا تہا جو صدیون تک برابر قایم رہا۔ اس قاعدہ کی تعمیل
مین مراد چہارم کے بعد انتظام کی خرابی اور اندرونی انحطاط کی وجہ سے بتدریج تساہل واقع ہونے لگ گیا
حتی کہ احمد کوپرلی کے وزارت کے آخری برس یعنی ١٦٧۵ء مین تین ہزار عیسائی بچون کی جو فوج مین بہرتی ہوئی
وہ آخری تہی۔ اس قاعدہ کا صریح منشا اور حکم یہ تہا کہ ینگچری فوج مین عیسائی بچون کے سوا اور کوئی بہرتی
نہ کیا جائے۔ مگر جب اس فوج کو رفتہ رفتہ بیشمار ملکی و فوجی رعایتین اور حقوق مل گئے۔ تو وہ لوگ بہی جو قوم
سے ترک اور آبا عن جد مسلمان چلے آتے تہے۔ فوج مذکور مین بہرتی کیے جانے درپے ہوگئے۔ چنانچہ اس قاعدہ مین جو
پہلی نرمی کی گئی۔ وہ یہ تہی کہ ینگچریون کی اولاد کو بہی بہرتی ہونے کی اجازت دیدی گئی۔ پہر کیا تہا۔ دوسرے مسلمانون کے لیے
بہی راستہ صاف ہوگیا۔ اور وہ بتعداد کثیر داخل ہونے شروع ہوگئے۔ اور جب خالی شدہ جگہین اسطرح پر ہونے لگ
گئین۔ تو عیسائی بچون کی طرف سے لازمی طور پر لاپروائی ظہور مین آنی تہی۔ کہان ہر سال معینہ عمر کے عیسائی بچون
کا پانچوان حصہ لیا جاتا تہا۔ پہر گورنمنٹ گاہ گاہ اپنا حق لینے پر کفایت کرنے لگ گئی۔ اور وہ بہی صرف اس غرض
سے ان لڑکون کو محلسرائے شاہی کے خدمتگذار اور محافظ غلامون کے زمرہ مین جنکی تعداد ہزارون مین تہی داخل
کیا جائے۔ اور جب کبہی مزید فوج کے لیے اتفاقیہ ضرورت آپڑتی تو انہی غلامون مین سے حسب ضرورت فوج مین
بہیجدیئے جاتے۔ اور آخر ١٦٧۵ء کی بہرتی آخری ہوگئی۔ اس دست برداری سے سلطنت کو دوہرا ضعف
پہونچا۔ ایک تو مسلمان آبادی پر حفاظت ملک کا سارا بوجہ پڑگیا جس سے اوس کی تعداد مین مسلسل کمی ہونے

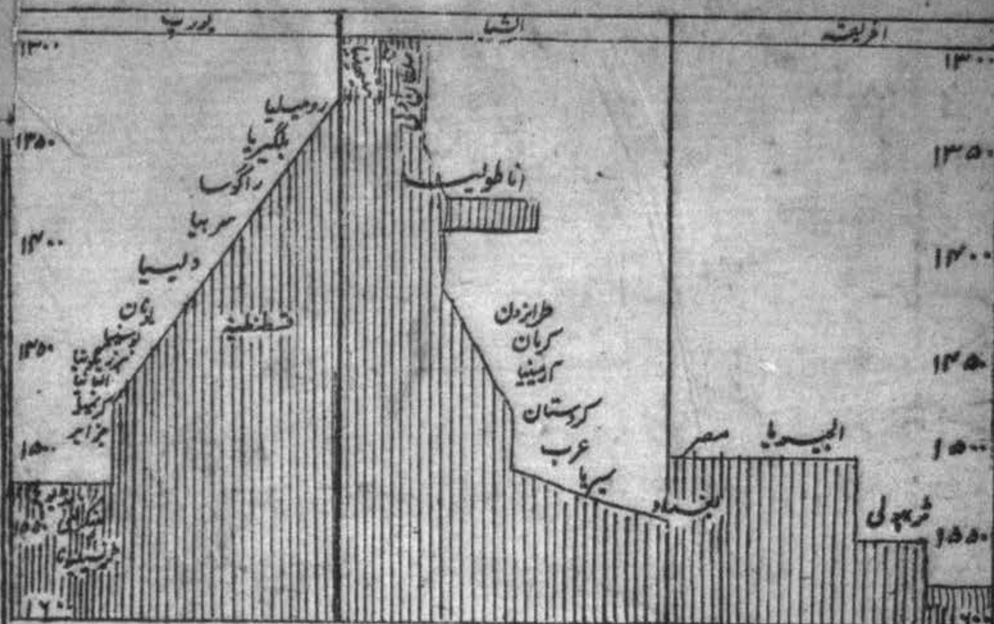
لگ گئی۔ اور دوسریطرف عیسائی رعایا کی آبادی اور طاقت مین اوسی نسبت سے اضافہ ہونا شروع ہوگیا۔ جسکا نتیجہ آخر یہ ہوا۔ کہ اس احسان فراموش قوم نے سلطنت کے مقابلہ پر کمر چست کرلی۔ اور بتدریج مختلف صوبون کو ترکون کی حکومی سے آزاد کرانا شروع کردیا۔ جو سلسلہ ۱۸۲۱ء تک بلکہ تا این دم برابر جاری ہے

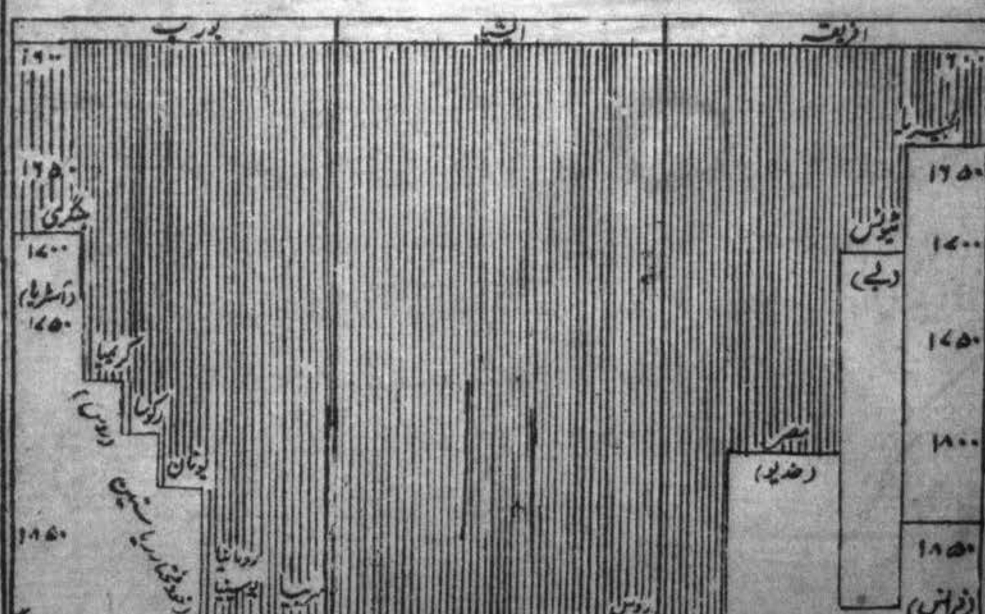
محمد کو شوق شکار نے گو امور سلطنت کیطرف سے غافل کردیا تھا۔ مگر وہ عثمانیہ خاندان کے موروثی خاصہ علم دوستی پر غالب آسکا۔ وہ علماء و فضلاء کا بڑا قدردان تھا۔ اور کل مؤرخین کی بالعموم اور اونکی بالخصوص جو اوس کے زمانہ کی تاریخ لکھہ رہے ہون بہت پرورش کرتا تھا۔ وہ ایسے وقایع نگارون کو اپنے دربار مین دیکھہ کر بہت خوش ہوتا تھا۔ اور بسا اوقات اپنی قلم سے اونکی تصانیف کی اصلاح کرتا تھا۔ مگر ہر درستی کے تہ مین بھی ایک غرض بھی لگی ہوتی تھی۔ کہ سلطان اپنے ہر ایک شکار کی مفصل کیفیت قلم بند کیے جانے پر مصر رہتا تھا۔ ترکی مؤرخ ابدی پر اوس کی خاص نظر عنایت تھی جس کو وہ ہر وقت اپنے ساتھہ رکھتا تھا۔ سلطان کے عہد کے کل واقعات کو احاطہ تحریر مین لاتا اوسکا خاص فرض تھا۔ ایک دفعہ شام کو سلطان نے اوس سے پوچھا "آج تو نے کیا لکھا ہے؟" اوسنے جواب دیا "آج کوئی واقعہ لکھنے کے قابل نہین گذرا" اوسپر سلطان نے بے تحاشا ایک مصاحب پر جو اپنے دہیان مین تھا۔ برچھی پھینک کر اوسے سخت زخمی کردیا۔ اور کہا "لے اب تو تجھے لکھنے کے لئے کچھہ مصالح مل گیا" سلطان ابراہیم اور محمد چہارم کے زمانہ مین نابی مشہور شاعر گذرا ہے جس نے اپنے ہمعصر ایراقی شاعر صائب کی فلسفیانہ طرز غزل نویسی کی ترکی مین نہایت عمدہ نقل اوتاری اوس کے شاگردون مین احمد پاشا اور رسالی نہایت قابل شاعر گذرے ہین۔ چارلس ثانی شاہ انگلستان نے سلطان محمد کے دربار مین ارل آف ونچل سی کو سفیر مقرر کیا تھا۔ اس امیر کا سکرٹری مسٹر پال ریکاٹ جو بعد مین سر ہوگیا۔ نہایت لائق آدمی تھا۔ اوس نے سلطنت عثمانیہ کی اقامت سے فایدہ اوٹھاکر۔ "سلطنت عثمانیہ کی موجودہ حالت کی تاریخ" کے نام سے ایک نہایت قابل قدر کتاب تالیف کی جس کے تین اڈیشن چند برسون مین فروخت ہوکر چھٹا ۱۶۷۵ء مین لکھا گیا۔ اوسکا بیان ہے کہ ترک پولنڈ کے اصل خیرخواہ ہین۔ اور روس سے اونکو اسی وقت ہی مین اندیشہ پیدا ہوگیا تھا۔ وہ اسلام کی بے تعصبی کو تسلیم کرکے آخر مین ترکون پر متعصب ہونیکا الزام لگاتا ہے۔ مگر اوس کی تردید خود کئی عیسائی مؤرخوں نے کردی ہے۔ اور مین بھی **رسالہ مفروضہ مظالم آرمینیا** مین اوسپر کافی بحث کرچکا ہون اور حسب ضرورت اس کتاب کی دوسری جلد مین مناسب موقعون پر اور بھی توضیح کرونگا۔ واللہ المستعان علی ما تصفون ؁

جلد اول تاریخ عثمانیہ ختم شد

سلطنت عثمانیہ کا عروج و انحطاط دکھانے کے لیئے یہ نقشہ مسٹر لین پول کی کتاب مذکور سے لیا گیا ہے۔ عمودی طور پر اس مین فی انچ ایک صدی کے حساب سے زمانہ کی مقدار دکھائی گئی ہے۔ اور شرقاً غرباً اسے تین بڑے حصون مین تقسیم کرکے اُن مین ایشیا یوروپ اور افریقہ کے بڑے بڑے عثمانی صوبجات جس ترتیب سے وہ ملحق ہوئے۔ اور پھر نکل گئے۔ دکھائے گئے ہین۔ خط دار حصہ سے وہ علاقے مراد ہین جو ترکون کے براہ راست اقتدار مین یا اونکی ماتحت (جیسا کہ اب سے پہلے شاہان سردیا تھے) رہے یا ہین۔ اس نقشہ کے دیکھنے سے معلوم ہو جائیگا۔ کہ پہلے ایشیا مین عثمانیہ طاقت کی ابتدا بہت چھوٹے سے پیمانہ پر قایم ہوئی۔ چودھوین صدی کے پہلے نصف مین صوبہ بتھنیا مین۔ اسی صدی کے دوسرے نصف مین رومیلیا اور بلغاریا سے گذر کر والیشیا اور سردیا تک یوروپ مین۔ اور صدی مذکورہ کے آخر پر یکبارگی کل اناطولیا مین پھیل گئی۔ اور پھر ویسے ہی اچانک تیمور کے ہاتھون سے تقریباً ملیامیٹ ہو گئی۔ بعد ازان۔ وہ یوروپ مین یونان قسطنطنیہ۔ البانیا۔ بالڈیویا۔ ہنگری وغیرہ کے الحاق سے اور ایشیا و افریقہ مین صوبجات قرمان آرمینیا۔ عرب۔ شام۔ مصر۔ الجزایر۔ طرابلس و ٹیونس کی فتوحات کر بتدریج بڑھتی گئی۔ حتی کہ سولھوین صدی کے آخری ربع مین اوس کے مقبوضات کی وسعت مین کمال کو پہونچ گئی۔ اس کے بعد انحطاط کا دورہ شروع ہوا۔ یہ نقشہ کی دوسری جزو مین دکھایا گیا ہے۔ اولاً سترھوین صدی کے پہلے نصف کے گذرنے سے پہلے الجزایر نیم آزاد ہوا۔ اور پھر ٹیونس کی باری آئی۔ سنہ [illegible]ء سے پہلے ہنگری نکل گئی۔ اس سے پیچھے روس نے کریمیا کو بحالی سے غصب کیا۔ محمد علی ایک طرح سے مصر مین بالکل آزاد ہو گیا۔ جزیرہ نما بلقان مین یونان۔ بوسنیا۔ سرویا۔ اور روانیا وغیرہ ریاستون نے علم بغاوت بلند کرکے آزادی حاصل کر لی۔ فرانس نے الجزایر اور ٹیونس کو ہضم کر لیا۔ اور سنہ [illegible]ء کے محاربہ روس کے بعد اناطولیا مین بھی روس کی دستبرد کا آغاز ہو گیا۔ اس جزو مین خطوط جدائی دیکر بتا دیا گیا ہے۔ کہ یہ صوبہ عثمانیہ قبضہ سے نکلکر خود مختار ریاست ہو گیا ہے۔ اور یہ فلان سلطنت کے قبضہ مین چلا گیا ہے۔ الجیریا اور ٹیونس جب نیم مختار ہوکے اسوقت خط وجدائی مین ڈے اور بے جو وہانکے نیم آزاد فرمانروا کے لقب تھے۔ لکھدیئے گئے ہین۔ اور جب فرانس کے قبضہ مین چلے گئے۔ تو اوسوقت خط وجدائی مین فرانس لکھدیا گیا ہے (مؤلف)

نقشۂ عروج سلطنت عثمانیہ





نقشۂ انحطاط سلطنت عثمانیہ



مطبوعہ حمیدیہ سٹیم پریس لاہور

تِلْکَ الْاَیَّامُ نُدَاوِلُھَا بَیْنَ النَّاسِ

تاریخ خاندان آل عثمان

(جلد دوم)

جس میں سلطان سلیمان ثانی کی تخت نشینی یعنی ۱۰۹۹ھ سے لیکر سلطان عبدالعزیز شہید اور مراد
خامس کے عزل تک خلافت عظمی و سلطنت عثمانیہ کی تاریخ کے مفصل حالات و واقعات معہ نتائج و اسباب و
فرمانروائے حال خلیفۃ المسلمین سلطان عبدالحمید خان ثانی الغازی ایداللہ الی یوم الدین کے عہد سعادت مہد کے
واقعات و یورپین پولیٹکس وہ اسرار جنکا ذکر بیست سالہ عہد حکومت و دیگر کتب متعلقہ میں نہیں ہوا۔ بالاجمال
درج کیے گئے ہیں ÷

(مؤلفہ و مرتبہ)

مولوی محمد انشاء اللہ صاحب پنشنداد انعام آباد و جہار ضلع گوجرانوالہ
وطن لاہور

مطبوعہ حمید سٹیم پریس لاہور

فہرست مضامین

ترکی زبان سیکھنے کی کتاب

اس سے جامع اور بسیط کتاب

اب تک ترکی مین اور کوئی تیار نہین ہوئی۔ جو صاحب
عربی زبان سے واقف ہون وہ ترکی زبان کے قواعد
اس تھوڑے عرصہ مین کامل طور پر سیکھ سکتے ہین مقام
استنبول مین ٹایپ کے واضح حروف مین نہایت نفیس
اور دبیز ڈمی کاغذ پر چھپی ہوئی ہے۔ حجم ۵۰۰ صفحون سے
زیادہ ہے۔ اسکے ساتھ علم ادب کی چند ابتدائی کتابین لغات
کی مدد سے پڑھتے پڑھتے رہنے سے ذہین شائقین تین چار
مہینون مین ترکی زبان مین نوشت خواند کے قابل
ہو سکتے ہین۔ اس غرض کے لیے لغات اور ادب کی کتابون
کے بھی چند نسخے منگوائے گئے ہین جنکے نام و قیمت کتابون
کے موصول ہونے پر مشتہر کیے جائین گے۔ غایۃ الامانی
کی قیمت فی جلد چھ روپے ہے۔ جو اوسکے فوائد اور حجم
کے لحاظ سے اون ترکی گرامرون سے جو انگریزی مین
تیار کی گئی ہین۔ بہت ہی کم ہے۔ جن مین سے معمولی
سی گرامر بھی اس قیمت پر دستیاب نہین ہوتی +

فیوچر آف اسلام یعنی اسلام کی حالت مستقبلہ پر تما:

مسٹر ولفرڈ بلنٹ صاحب جو اکثر بلاد اسلامی اور ہندوستان کی
سیاحت کر چکے ہین۔ بظاہر مسلمانونکی بہتری کے خیالات سے تحریکی
تھی۔ مگر در اصل انکا مدعا عثمانیہ خلافت کو ضعف پہونچانیکا تھا۔
لیکن ہمارے خلیفۃ المسلمین کے اوصاف حمیدہ ایسے ہین کہ اس قسم
کی بری نیت رکھنیوالا شخص بھی انکا اعتراف کئے بغیر نہین رہ سکتا
اس کتاب کا ترجمہ کر دینا جب تک کہ مصنف کے خیالات اور آرائے
فاسدہ کی ساتھ ساتھ تردید نہ کیجائے صرف نامناسب ہی نہین ہے
بلکہ سخت مضر ہے۔ اسلیئے مولوی محمد انشاء اللہ صاحب [illegible] انعام آباد
نے اس کمی کو پورا کرنیکے لیئے کتاب ہذا کا اردو ترجمہ کرکے مسٹر بلنٹ
کی ظاہری ہمدردی کی بخوبی قلعی کھولدی ہے۔ اور جہان کہین ضرورت
تھی حواشی مین اسکی تحریر کی تردید بھی کر دی ہے۔ انگریزی مین
کتاب کی قیمت پانچ روپیہ ہے۔ اور یہ طبع ہو کر قیمت [illegible]

مضمون مفروضہ مظالم آرمینیا و مسیحی بے رحمی و شرائط عہدنامجات

در زبان انگریزی جسمین عہدنامونکی شرائط اور مفروضہ
مظالم آرمینیا پر مدلل بحث کرکے عیسائی [illegible] کی رحمدلی خوش
سلوکی اور پابندی عہود کی بخوبی قلعی کھولی گئی ہے قیمت فی جلد ۸/

تاریخ خاندان عثمانیہ حصۂ دوم

باب ششم

سلیمان ثانی کی تخت نشینی۔ مسلسل بغاوتیں اور ترکی فوج کی متواتر شکستیں روس کا غلبہ۔ کوبرلی زادہ مصطفےٰ کی وزارت۔ اس کے وصاف وتدابیر حسنا ور عیسائی رعایا سے خوش سلوکی۔ کامیاب محاربہ۔ سلیمان ثانی کی وفات۔ احمد ثانی کی تخت نشینی۔ کوبرلی کی شکست اور شہادت بمقام سلان کیمان۔ احمد ثانی کا بدقسمت عہد حکومت اور اس کی وفات مصطفےٰ ثانی تخت پر رونق افروز ہوکر خود فوج کی کمان لیتا ہے۔ ابتداء میں وہ کامیاب رہا۔ مگر آخر یوجین سے بمقام زنطا شکست فاش اٹھائی حسین کوبرلی کی وزارت۔ زار پطر اعظم کی فتوحات۔ آذاف مفتوح ہوگیا۔ صلح کیلئے نامہ وپیام۔ عہد نامہ کارلووتز۔

سلیمان ثانی کی تخت نشینی

محمد چہارم کے معزول ہونے کے بعد وزرا اور اعیان سلطنت نے چھوٹے بھائی سلیمان کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ وہ ۴۵ برس سے گوشہ تنہائی میں زندگی کے دن بسر کر رہا تھا۔ اور ہر وقت ہلاکت کا اندیشہ اوس کے پیش نظر رہتا تھا۔ یہ تنہائی کا وقت اوس نے بدمعاشی اور عیاشی میں بسر نہیں کیا تھا۔ اوسکو دینیات اور دیگر علوم کا بہت شوق تھا۔ اور یہی اوس کے مونس وغمگسار رہے تھے۔ اوس نے پہلے تو کتابوں کو چھوڑ کر تخت شاہی کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ لیکن جب علماء نے اوس کے ذہن نشین کر دیا کہ محمد کو تخت پر رہنے دینا اپنے ہاتھوں سلطنت کی بیخ کنی کرنے کے برابر ہوگا۔ اور نیز اوسے یہ بھی بتا دیا کہ رعایا۔ فوج۔ اور ارکان سلطنت کا عزم اب کبھی ٹل نہیں سکتا۔ تو اوس نے مجبوراً تخت قیصری پر مصداق الضرورة بیٹھنا منظور کر لیا۔ گو عسل وطہرہ کر کے تخت پر بیٹھنے کے وقت اوسے اپنے معزول بھائی کی طرف سے برابر خدشہ رہا۔ اس سعادت مند کو بھائی بزرگ کا اس قدر ادب اور پاس ملحوظ تھا۔ اور اوس کی بزرگی اوس کے دل میں ایسی متمکن ہو رہی تھی۔ کہ اوس نے عہدہ داران سلطنت اور متوسلین دربار کو صاف کہہ دیا تھا۔ کہ محمد رابع میرے سامنے

آگیا تو اوس کی موجودگی مین مین کبھی تخت پر نہین بیٹھون گا۔ برابری کرنا تو کجا اوسکی غضبناک نگاہ ہی میرا کام تمام کرنے کے لیے کافی ہے۔ بعض عیسائی مؤرخین نے سلیمان کے انکار کا باعث بزدلی بتایا ہے۔ لیکن اوس کے حالات مابعد اس قیاس کی تردید کر کے صاف بتا رہے ہین کہ محض سعادت مندی اور پاس بزرگی اوسے مانع ہوا تھا۔ بادشاہ ہو کر اس نے بھائی سے بدرجہا زیادہ اُولوالعزمی۔ شجاعت اور قابلیت خداداد ظاہر کی۔ اسی سے بعض مؤرخ بتاسف لکھتے ہین۔ کہ اگر وہ پہلے سلطان بنایا گیا ہوتا تو غالباً سلطنت عثمانیہ اوس تباہی عظیم سے جو اوس پر احمد کوپریلی کی وفات کے بعد سلطان محمد چہارم کی کمزوری اور اوس کے بدچلن اور بدنیت منظور نظر وزیر قرہ مصطفےٰ کی بداعمالی سے جس نے محض ذاتی اغراض کو پورا کرنے کے لیئے وائینا پر چڑھائی کرنے کی تحریک کی تہی۔ وارد ہوئی بچی رہتی۔ لیکن یہ فرض فضول ہے۔ اول تو منشاء ایزدی کے بغیر کچھ نہین ہوسکتا۔ دوم سلیمان کے اوصاف رعایا کو اوس کے بادشاہ ہونے کے بعد معلوم ہوئے۔ اس سے پہلے اوس کے اچھے یا بُرے ہونیکا کسی کو علم نہین تہا کہ جون ہی محمد چہارم کی کمزوریون نے اپنا رنگ دکہانا شروع کر دیا تھا۔ فوراً اوسکو فی الفور معزول کر کے سلیمان کو سلطان بنا دیتے۔ اس بڑی خرابی کی جڑ قفس شاہزادون کی محبوسی تہی۔ یہ رسم منحوس اب تک برابر چلی آتی ہے۔ یہ رسم فوائد سے خالی نہین۔ ایک بڑا فایدہ یہی ہے۔ کہ ملک اندرونی بغاوتون اور شاہزادون کی سرکشی سے محفوظ رہتا ہے۔ لیکن ایک یہی نقص سب فایدون پر پانی پہیر رہا ہے۔ کہ سلاطین کے عیب و ثواب تخت نشینی سے پہلے نہین کہل سکتے۔ اور جب معلوم ہوتے ہین تو اون کا تدارک مشکل ہو گیا ہوتا ہے۔ سلطنت اور قوم کی قسمت اچھی ہوئی تو نیک طبیعت شاہزادہ وارث تاج و تخت ہو گیا۔ اور اوس نے کچھ عرصہ محنت کر کے اسرار ملکداری سے واقفیت اور آئین جہانبانی مین مہارت پیدا کر لی۔ برے دن ہوئے تو کسی کم ور یا عیش پسند کے ہاتھ مین ملک کی قسمت کی عنان چلی گئی۔ اور سلطنت مین خرابیان اور زیادہ بڑھ گئین۔

مسلسل بغاوتین

سلیمان کو بیہودہ لہو و لعب اور عیاشیون سے کمال نفرت تہی۔ اوس نے تخت پر قدم رکھتے ہی فوج کی اصلاح اور بشرط امکان مسلسل ہزیمت اور تباہی کے سیلاب بلاخیز کی پیش قدمی کو روکنے کے لئے صدق دل سے کوشش شروع کر دی۔ مگر کچھ عرصہ تک وہ ینگچریون کی شورہ پشتی اور وحشیانہ سرکشی کو روکنے سے بالکل عاجز رہا۔ پیچھلے باب مین بیان ہو چکا ہے کہ ینگچری فوج ابھی دارالخلافہ مین نہین پہونچی تہی کہ سلطان محمد کا عزل اور سلیمان کی تخت نشینی وقوع مین آگئی تہی۔ اس انقلاب سے تہوڑا عرصہ بعد وزیر اعظم سیاوش پاشا مفسد فوج کو لیے ہوئے قسطنطنیہ مین پہونچ گیا۔ اوس کی سرکشی مین کمی ہونیکی بجائے اپنی خواہشون کے پورا ہوتے جانے سے اور اضافہ ہو گیا تہا۔ ینگچریون اور سپاہیون نے اب مطالبہ کیا۔ کہ تخت نشینی کے موقعہ پر سپاہ کو جو انعام ملتا ہے۔ اوس کی مقدار بڑہا دیجائے اور فلان فلان وزیر اور درباری گ

جلاوطن کر دیا جائے۔ سلیمان نے اونکو منہ مانگی رقم دیئے جانے کا حکم دیکر دو سرغنہ باغیون کو روسیلیا اور جدہ کی گورنریون پر مامور کر دیا۔ سلطان کی اس نرمی سے فوج اور دلیر ہوگئی۔ اُدھر چند وزراء نے اوس کے مطالبات کی مخالفت کی۔ اس پر خوفناک فساد شروع ہوگیا۔ سپاہیون اور ینگچریون نے اپنے آقاؤن کو قتل کرکے تمام وزراء کے محلون کو لوٹ لیا۔ اور خود وزیر اعظم کے محل پر حملہ کر دیا۔ شہر کے تمام بدمعاش جن مین بلا تمیز مذہب یہودی عیسائی مسلمان سب شامل تھے۔ مفسدون کے ساتھ شامل ہوگئے ہوئے تھے۔ سیاوُش پاشا نے کمال دلاوری سے مقابلہ کیا۔ مگر دوسرے دن باغی محل کے پھاٹک کو توڑ کر اندر داخل ہوگئے۔ اور جو ملا اوسے تہ تیغ کر دیا۔ سیاوُش پاشا اپنے معدودے چند باقی ماندہ ملازمون کو ہمراہ لیکر حرم سراء کے دروازہ پر کھڑا ہوگیا۔ سرکشون نے مذہب و شریعت اور ناموس قومی و شخصی سب کی پابندیون کو بالائے طاق رکھکر حرم سرا یعنی اوس حصہ پر جو عورتون کی رہائش کے لیئے مخصوص تھا۔ حملہ کر دیا۔ مالک مکان نے آخری دم تک مردانہ وار مقابلہ کیا۔ اور سوا شقیاء کو تلوار کی گھاٹ اوتار دینے کے بعد جام شہادت نوش کرکے حرم کی دہلیز پر بے جان گر گیا۔ رستہ صاف ہوتے ہی بدبخت بے تحاشا حرم مین گھس گئے۔ اور وہان ایسی حرکات قبیحہ کے مرتکب ہوئے کہ الامان۔ مقتول وزیر کی ہمشیرہ اور اوس کی بیوی کی جو محمد کوپریلی کی لڑکی تھی سخت بیحرمتی کرنے کے بعد اون کے ہاتھ پاؤن۔ اور ناک کان کاٹ دیئے گئے۔ اور پھر انہین برہنہ تن بازارون مین گھسیٹا گیا۔ کنیزکون کے ساتھ بھی یہی سلوک کیا گیا۔

ان سیاہ کاریون کو دیکھکر باشندون کے رونگٹے کھڑے ہوگئے۔ اونکا نائرہ غضب مشتعل ہوگیا۔ اور ساتھ ہی ہر ایک کو یہ خیال آگیا۔ کہ اگر ان بدذاتون کو اسی طرح شتر بے مہار رہنے دیا تو کل ہمارا بھی یہی حال ہوگا۔ ادھر باغیون نے دیگر محلات اور بازارون و دوکانون کو لوٹنا شروع کر دینے سے اون کے اس خیال کو اور مضبوط کر دیا۔ جامع سلیمان اعظم کے بڑے امام اور دیگر علماء نے کمر ہمت چست باندھ لی۔ اون کے وعظ و نصیحت سے ایک طرف تو نیک نہاد باشندے ان خرابیون کے دفعیہ پر تیار ہوگئے اور دوسری طرف اکثر ینگچری جو شہر کے بدترین شہدون اور بدمعاشون کی دیکھا دیکھی اور محض عارضی جوش سے مغلوب النفس ہوکر باغیون کے ساتھ شریک ہوگئے تھے فی الفور اپنی حرکات سے نادم ہوگئے۔ حضرت سرور کائنات کا علم سلطانی محل کے درمیانی پھاٹک پر نصب کیا گیا۔ اور مسلمان جوق در جوق اپنے رسول کے نائب اور خلیفہ کے ارشاد کی تعمیل مین اوس مقدس نشان کے گرد جمع ہونے لگ گئے۔ سرغنہ باغی اور قاتل گرفتار ہوکر قتل کر دیئے گئے۔ باقی فوج بارکون مین بند کر دی گئی۔ مفتی اعظم اور تین دیگر بڑے علماء جنہون نے باغی ینگچریون کی طرفداری کا میلان ظاہر کیا تھا۔ برطرف کر دیئے گئے اور اونکی جگہ سلامت رو اور مستقل مزاج آدمی مقرر کیئے گئے۔ اس طرح دارالخلافہ مین فروری ۱۶۸۸ء مین کسی قدر امن قایم ہوگیا۔ مگر اوس کی قطعی بیخکنی نہ ہوئی۔ سرکشی اور شورہ پشتی کے پھر پھوٹ پڑنے کا ہر وقت اندیشہ رہا =

موہجات مین بیار بر بدمنی اور بدنسقی موجود تھی۔ آخر کار رفتہ رفتہ اِن خرابیون کا انتظام کرکے سلطان نے جون ۱۶۸۸ء کے اخیر مین جرار فوج تیار کرلی۔ اور اوسے سرحد ہنگریا پر بھیجدیا گیا۔ اہالی آسٹریا اور اون کے رفقاء نے سلطنت عثمانیہ کی ان اندرونی خرابیون سے خوب سیر ہوکر فایدہ اوٹھایا۔ صدر اعظم کا عہدہ سیاوش کے بعد مصطفیٰ اسمٰعیل پاشا کی تحویل مین کردیا گیا تھا۔ اوس بیچارہ سے بھی کچھہ نہ ہوسکا۔ دشمن سب طرف سے کامیابی پر کامیابی حاصل کرتے چلے آتے تھے۔ آسٹرین فوج اب زمانہ کے تین قابل ترین جنگی ماہرون کے زیر کمان تھی۔ یہ نامور جرنیل چارلس حاکم لورین۔ لوئیس والی بیڈن اور شاہزادہ یوجین تھے۔ ترکی فوج لائق سپہ سالار کی عدم موجودگی کے علاوہ باہمی نااتفاقی اور شکستہ دلی کا شکار ہو رہی تھی۔ ۱۴ دسمبر ۱۶۸۶ء کو ہنگری کے مشہور قصبہ ارلاؤ نے جو سو سال سے مسلمانون کے زیر فرمان رہا تھا۔ آسٹریا کی اطاعت قبول کرلی۔ ۱۶۸۸ء کے محاربہ کا نتیجہ سال ماقبل سے بھی بدتر رہا۔ اِس کے بعد مقامات لیپا اور من کاکس بھی جن کے بچانے کے لیے تکلی کی بیوی نے مردانہ مقابلہ کیا آسٹرین جرنیل کرفا نے فتح کرلیے۔ یہ دونون شہر بھی ہنگری مین واقع ہین۔ بوسینا کا سرحدی قصبہ گردسکا بیڈن کے شاہزادہ لوئیس کے قبضہ مین آگیا۔ وہان کی ترکی فوج غنیم کے آنے سے پہلے ہی اوسے خالی کرکے بھاگ گئی۔ مقامات ایلوک اور پیٹر وارڈن کی ترکی فوجون نے بھی یہی کیا۔ اور قلعہ شاہ وسن برگ کا آسٹرین فوج نے محاصرہ کرلیا۔ جس سے بلغراد کا رستہ مخالف کے لیے بالکل کشادہ ہوگیا۔ اس مقام کی حفاظت پر یگن عثمان نام ایک جرنیل کو مقرر کیا گیا۔ مگر جونہی آسٹرین فوج آگے بڑھی۔ وہ بزدلی یا غداری سے شہر کو آگ لگاکر پیچھے ہٹ گیا۔ اوس کی فراری کے بعد آسٹرین فوراً ہی پہونچ گئے۔ جنہون نے آگ کو بجھاکر بلغراد کے قلعہ کا محاصرہ کرلیا۔ وہان کی ترکی فوج نے کمال دلاوری سے مقابلہ کیا۔ مگر آخر کار بیرونی کمک سے مایوس ہوکر اکیس دن کی مسلسل گولہ باری سے عاجز آکر اوسے مجبوراً ۲۰ اگست اور بقول بعض ۱۸ اگست ۱۶۸۹ء کو دشمن کی اطاعت کرلینی پڑی۔ سٹاہ ولین برگ کو اہالی آسٹرین نے بتاریخ ۱۱ ستمبر حملہ کرکے بنوک سنگین فتح کرلیا۔ اور اِن فتوحات کے بعد جب عیسائی اور آگے بڑھے تو یگن عثمان مقام سمندرا کو بھی آگ لگاکر بھاگ گیا۔ ڈلمیشیا مین وینیشی جرنیل کورونارو نے مقام کنن کو لے لیا۔ ادھر بوسینا مین شاہزادہ لوئیس نے ایک ترکی جیش کا بالکل خاتمہ کردیا۔ الغرض آسٹرین اور وینیشی سپہ سالارون نے جو صوبجات ٹرینسلوینیا۔ بوسینا ہنگری اور ڈلمیشیا کے مختلف حصص اور اطراف وجوانب مین مامور تھے۔ یکے بعد دیگرے تقریباً تمام شہر ترکون سے چھین لیے۔ ۱۶۸۹ء کے محاربہ مین بھی ترکون پر اسی طرح تباہی وارد ہوتی رہی۔ آخر ش سلطان نے بذات خود فوج کی کمان کا ارادہ کرکے دار الخلافہ سے قدم باہر نکالا۔ اور صوفیا تک بڑھا چلا گیا۔ ترکی عساکر کا کچھہ حصہ [illegible] قصبہ [illegible] مقیم تھا۔ شاہزادہ لوئیس نے حملہ کرکے اس فوج کو ہزیمت فاش دی۔ جس پر

ترکون نے نِسا کو خالی کر دیا۔ اور آسٹرین اوس پر قابض ہو گئے۔ جب اس ہزیمت کی خبر ترکی فوج کے ہیڈ کوارٹر مین پہونچی تو سلطان گھبرا کر کوہ بلقان کو عبور کر کے قصبہ فلپ پولی کو ہٹ گیا۔ قیصریہ افواج نے نِسا کے بعد ویڈن۔ فلورنٹین اور زیح ہسلام کو فتح کر لیا۔ حتےٰ کہ ۱۶۸۹ء کے ختم ہونے سے پہلے اون وسیع و فراخ صوبون مین جو دریاء ڈنیوب کے شمال مین ترکون کے ماتحت تھے صرف دو مقام تیمسوار اور دارا ڈین کلان اون کے تصرف مین رہ گئے۔ اور دریاء مذکور کے جنوب مین بھی بوسینا اور سرویا کے بہترین حصص پر فاتح آسٹرین کا قبضہ ہو گیا۔

سلطان نے اِن ہزیمتون سے تنگ آکر اب پہلی مرتبہ مصالحت کے لیئے ذوالفقار آفندی اور یونانی اور وکورڈاٹو کو قیصر آسٹریا کے پاس بھیجا۔ اور دس ماہ تک نامہ و پیام ہوتا رہا۔ مگر پولنڈ و آسٹریا اور وینس نے ایسی کڑی شرطین پیش کین جو کبھی تسلیم نہین کی جا سکتی تہین۔ قیصر فتح سے سرمست دور کے خواب دیکھ رہا تہا۔ اور ٹرکی کو بالکل معدوم کر دینا اوسے نہایت سہل نظر آ رہا تہا۔ ادہر لوئیس چہاردہم نے جرمن سے اعلان جنگ کر کے سلطان کو لڑائی کرتے رہنے کے لیئے کہلا بھیجا۔ چنانچہ لڑائی پھر شروع ہو گئی۔ مگر سلطنت کے یوروپین حصّہ ...... کے جنوبی علاقہ مین بھی لڑائی کا پانسہ زیادہ تر سلطان سلیمان کے مخالف پڑتا رہا۔ وینشی جرنیل مورسینی نے جسکی تعریف پہلے کی جا چکی ہے۔ صوبہ موریا کو تمام و کمال فتح کر کے اوسے چار ضلعون مین تقسیم کر دیا۔ اور اون پر وینشی حکومت قائم کر دی۔ البتہ نیگرو پانٹ اور سالونیکا کے مقابل اوسے ترکی فوج سے شکست کہا کر بے نیل مرام پیچھے ہٹنا پڑا۔ نیگرو پانٹ کے محاصرہ مین اوس کی فوج کا تیسرا حصّہ ضایع ہوا۔ ان شکستون کے علاوہ ترکون کی خوش قسمتی سے وینشی افواج مین وبا پھیل گئی۔ جس سے نہ صرف اونکی پیش قدمی ہی رک گئی۔ بلکہ اونکا دوسرا نامور جرنیل کونٹ کونگز مارک بھی اوسکا شکار ہو گیا۔ مگر اس ترکی فوج مین جو اوس نواح مین مامور تہی۔ اِس قدر ہمت اور طاقت نہ تہی۔ کہ وہ اعدا کے اِن نقصانات اور ناکامیون سے فائدہ اوٹہا کر مدافعانہ پہلو سے جارحانہ کارروائی پر آمادہ ہو سکے۔

روس پر غلبہ

اس تاریک و مکدر مطلع مین جو اوس وقت ٹرکی پر چھایا ہوا تہا۔ صرف ایک طرف کچھ روشنی کی چمک نظر آ رہی تہی۔ یعنی پولون اور روسیون کے مقابلہ پر ترکون اور اور اُن کے رفقا تاتاریون کو بھی نہین کم ہزیمتین نہ اوٹہانی پڑین۔ بلکہ کسی قدر چیرہ دستی بھی نصیب ہوئی۔ عظمت غوری خان کریمیا اپنے ملک سے تاتاریون کی جرار فوج لیکر پولنڈ پر حملہ آور ہوا۔ اور ۱۶۸۸ء مین اوس کے ایک حصّہ کو پامال کر ڈالا۔ کامی نیاک کی تاتاری فوج کو کمک جا پہونچائی۔ اور دریاء دنیپر کے کنارے پر پولون کو شکست دی۔ روسی جرنیل گالٹ زن نے کریمیا پر حملہ کرنے کی کوشش کی۔ اور روسی تاتاری فوج کے چند چھوٹے چھوٹے دستون پر اوسے کچھ فتوحات بھی حاصل ہوئین۔ مگر جب ۱۶۸۹ء کے موسم خزان مین وہ ناکام واپس کریمیا کی طرف

بڑہا تو اوسے معلوم ہوا کہ تاتاری فوج واپسی کیوقت میدانون کے خشک گھاس کو آگ سے جلا کر اونہین بالکل بے آب وگیاہ صحرا بنا گئی ہے۔ جس پر جنرل مذکور کو مجبورًا واپس لوٹ جانا پڑا ۱۶۸۹ء مین روسی فوج نے جب پھر پرکاپ پر پیش قدمی کی تو عثمانیہ فوج نے جواب کریمیا کی حفاظت کے لیئے وہان متعین تھی۔ اوسے کامل ہزیمت دیکر منتشر کر دیا۔ مگر ان فتوحات کی کمزور کرنون سے وہ سخت تاریکی جو ہنگری اور یونان مین پے درپے شکستین اوٹھانے سے ٹرکی پر چھارہی تھی۔ ہرگز دور نہین ہو سکتی تھی۔ نہ یہ کامیابیان اون ہزیمتون کی تلافی کر سکتی تہین۔ اس بات کو ابھی صرف سات برس ہوئے تھے کہ ترکون کی عالیشان فوج قرہ مصطفےٰ کے زیر کمان کسی نحس ترین ساعت مین وائینا کو غارت اور آسٹریا کو صفحہ ہستی سے معدوم کرنے کا بیڑہ اوٹھاکر شمال مغربی سرحد سے جو اوسوقت دور دراز مسافت مین پہیلی ہوئی تھی۔ آگے بڑہی تھی۔ اور اب آسٹریا اور اونکو معاون وینشی جنہین تھوڑاہی عرصہ پہلے کمال حقیر سمجھا جاتا تھا۔ اور جنسے کینڈیا (کریٹ) بزور شمشیر فتح کیا گیا تھا۔ خاندان عثمان کی یورپین سلطنت کے نصف حصہ پر فاتحانہ حیثیت سے متصرف تھے۔ جان ہنیاڈ اس کے محاربون کے بعد اب پہلی مرتبہ پھر اسبات کا اندیشہ ہوا تھا کہ غالبًا عیسائی حملہ آور سلسلہ کوہ بلقان کو عبور کرآئین گے۔ اور اس ترکی علم کا جسے خیرالدین بیالی۔ اور قلیچ علی کے زمانہ مین دیکھکر دشمنون کا زہرہ آب ہوتا تھا۔ اب بحیرہ روم پر نام ونشان نہین رہ گیا تھا۔ قابل فردی افسرون کی موجودگی یا عدم موجودگی سے قومون کی قسمت پر جو اثر پڑتا ہے۔ اوس کی وضاحت جیسی اس محاربہ مین ہوئی ویسی اور بہت کم محاربون مین ہوئی ہے۔ عیسائیون کی طرف سوبی اسکی۔ یوجین۔ لوئیس۔ چارلس۔ موروسنی قسمت کے لاڈلے نہین بلکہ اوسکی مالک تھے۔ مگر ترکون کی طرف ایک بھی ممتاز شخص فوج کی سپہ سالاری پر مامور یا مجلس شوری مین شریک نہ تہا۔ لیکن ترکی قوم بہادرون اور عقلمندون سے خالی نہین ہوگئی تھی۔ اوس مین ابھی ایسے اشخاص موجود تھے۔ اور آخر مصیبتون کے تواتر سے قوم کو ہوش آگیا۔ اور رعایتی وسفارشی منظوران نظر کی بجائے واقعی قابل اور لائق شخصون کے لیئے اعلےٰ مدارج کا رستہ صاف ہوگیا۔

مصطفےٰ اکوبرلی

وزیر اسمٰعیل تین مہینون کے بعد برطرف ہو کر اوس کی جگہ تکفور مصطفےٰ اسکن رودڈوسٹو وزیر عظم بنایا گیا تہا۔ مگر وہ بھی نا قابل ثابت ہوا۔ نومبر ۱۶۸۹ء مین سلیمان نے ایڈریانوپل مین دیوان کا غیر معمولی اجلاس منعقد کر کے اپنے مشیرون سے صلاح پوچھی کہ سلطنت کا انتظام کس شخص کے سپرد کیا جائے۔ اوس خطرہ عظیم کے وقت خود غرضی رشک وحسد اور سازش کا کسی کو خیال نہین رہ گیا ہوا تہا۔ سب نے یک زبان ہو کر عرض کیا۔ احمد کوپرلی کے بہائی مصطفےٰ اکوپرلی کو دار الخلافہ سے بلاکر وزارت عظمیٰ کی خاتم ونگین اوس کے سپرد کی جائے۔

کوپرلی زادہ نے جب وزارت کا اہتمام لیا۔ اوسوقت اوس کی عمر باون سال کی تھی۔ اپنے باپ اور بہائی

محمد و احمد کوپریلی کے از منہ وزارت مین اوس نے فن تدابیر امور سلطنت مین کامل ملکہ حاصل کرلیا ہوا تہا۔ چنانچہ ۱۶۷۶ء مین احمد کوپریلی کی وفات پا جانے پر ہر ایک کو امید اور توقع تہی کہ سلطان محمد چہارم اسی کو وزیر بنائیگا مگر عثمانیہ قوم کی بدقسمتی سے سلطان نے قوم و سلطنت کے مفاد پر خویش پروری کو غالب آ جانے دیا اور اپنے داماد قرہ مصطفیٰ کو اس عہدہ پر مامور کر دیا۔ اور قوم کو بہی کوپریلی خاندان کی طرف توجہ نہ ہوئی۔ آخر جب تیرہ برس کی مسلسل بدنظمی اور تباہیون نے سلطنت کا تقریباً کام تمام کر دیا تو اوسوقت پہر اس نامور خاندان کیطرف رجوع کیا گیا۔ اور اوس کے تیسرے رکن کو اوس کے باپ اور بہائی کے عہدہ یعنی سپہ سالاری افواج سلطنت عثمانیہ اور مجلس شوریٰ کی صدارت پر مقرر کیا گیا۔

مصطفیٰ کے اوصاف اور اس کی تدابیر حسنہ

مصطفیٰ شریعت غرائے محمدیہ کا سخت پابند اور عیاشی و بدچلنی کا جانی دشمن تہا۔ اوس کے یہ اوصاف کل ملک مین مشہور تہے۔ اس شہرت اور نیک نامی نے اوس کے اقتدار کے بڑہانے مین بڑی مدد دی۔ عہدہ کا اہتمام لینے پر سلطان کی قدمبوسی کرنیکے بعد اوس نے سلطنت کے تمام اعلیٰ عہدہ دارون کو دیوان مین طلب کیا۔ اور ملک کی ابتر حالت پر اون سب کو طویل تقریر مین سخت ملامت کی۔ اوس نے اونکو بڑی سختی کے ساتہہ وہ فرائض جو بحیثیت مسلمان اون پر عاید تہے۔ اور نیز اون کے گناہ اور بداعمالیان یاد دلا کر کہا "یہ کہ خداوند کریم کی طرف سے تم کو جو سزا مل رہی ہے۔ تم بیشک اوسی کے مستحق ہو" بعد ازان اوس خطرہ عظیم کی جس مین سلطنت مبتلا ہو رہی تہی۔ وضاحت کر کے بیان کیا کہ اگر ہم اسی طرح کاربند ہوتے رہے تو دوسرے محاربہ مین اعدا قسطنطنیہ کی فصیل کے نیچے پہونچ جائینگے۔ لیکن اگر اب بہی تم سچے مسلمانون کی طرح عمل کرو تو کچہہ نہین بگڑا دشمن گو چوطرفہ تم کو نرغہ مین گہیرے ہوئے ہین۔ مگر ملک کی حفاظت کے لیے کمر ہمت چست باندہ لو۔ اور دلون کو مضبوط کرو۔ خداوند سبحانہٗ و تعالیٰ اپنا فضل و کرم کریگا" سلطنت کی حالت جیساکہ ناظرین کو حالات مندرجہ بالا سے معلوم ہو گیا ہوگا۔ فی الواقع سخت ابتر ہو رہی تہی۔ اوسان مجتمع مسیحی افواج کے مقابلہ پر بابعالی کے پاس صرف اوسان خطا کردہ اور ہزیمت خوردہ فوج موجود تہی۔ عالی ہمت وزیر نے عام اصلاح کا اہم کام شروع کر دیا۔ اور اپنی نیک نیتی اور خلوص کی بدولت اون عجیب وسائل کو کام مین لانے کے بغیر جو اوس کے مرحوم باپ نے اسی غرض کے لئے استعمال کئے تہے۔ تہوڑے عرصہ مین اپنے مدعا مین کامیاب ہو گیا۔

اعیان و ارکان سلطنت کو نصیحت کرنے کے بعد سب سے اول اوس نے مالی درستی کی طرف توجہ کی۔ تاکہ خزانہ کو معمور کر کے فوج کو مطیع فرمان بنا اور لوازمات حرب بہم پہونچا سکے۔ مگر اس کے ساتہہ ہی اوس نے یہ بہی پختہ عزم کر لیا تہا کہ ناجائز طور پر ایک کوڑی بہی خزانہ مین داخل نہین کریگا۔ مالی صیغہ میں سلطنت کے دیگر شعبون سے

کچھہ کم ابتری نہین پڑی ہوئی تہی - بجالت امن وزرا اور درباری خزانہ کو کمال لاپروائی اور بے رحمی سے اڑا اوڑا دیا کرتے تہے - یا رشوتین لیکر اور منظوران نظر کو خراج معاف کر دیتے - اور اس کی کسر نکالنے کیلئے دوسرون پر اندازہ سے زیادہ محصول لگا دیتے - اور جب کوئی جنگ شروع ہو جاتا - تو دفتر دار اور محصل جبر و ستم اور ہزارون قسم کے حیلون بہانون سے رعیت کو لوٹ گھسوٹ کر خزانہ کو بھرنے کی کوشش کرتے - جس سے رعایا کے آہ و نالے ان جفاکارون کو اون کے مکافات کا عوض دلانے کے لیئے آسمان تک بلند ہو جاتے - وزیر نے ان خرابیون کا تدارک مقدم سمجہا - اوس نے اون تمام محالون پر جنہین اوس سے پہلے وزراء اور صوبون کے گورنرون بلکہ معمولی محصلون اور کار دارون نے باختیار خود مالگذاری سے مستثنیٰ کر دیا تھا پھر محصول لگا دیا - کئی ایسے محصول جو معزول وزیر عظم نے رائج کئے تہے - اور جن سے آمدنی تو خاک نہ ہوتی - مگر رعیت کو تکلیف بہت پہونچتی تھی یکقلم موقوف کر دیئے - لیکن ساتھہ ہی اوس نے اون عہدہ دارون سے جو سرکاری روپیہ تغلب کر کے اور رعیت کا خون چوس چوس کر موٹے ہو گئے تہے بہاری جرمانے وصول کئے - اور سب سے بڑھکر جوانمردی کا یہ کام کیا کہ مساجد اور خانقاہون کے لیئے جو جائیدادین یا نقد رقمین وقف تہین - نقدی خزانہ مین داخل کر کے املاک کی آمدنی کو سرکاری آمدنی کا جزو قرار دیدیا - مفتی نے اس کارروائی کو غصب اور شریعت کی بیحرمتی تصور کر کے اوس پر اعتراض کیا تو وزیر نے جواب دیا کہ جو دولت مذہبی کاموں کیلئے وقف ہو اوس کے لیئے مذہبی لڑائیوں سے بڑھکر موزون اور کوئی مصرف نہیں - اوسکو انہی پر خرچ کرنا لازم ہے اور مسلمانوں کی اغراض و بہبود متقاضی ہے کہ دشمنوں اور لوٹیروں (یعنی کاہل و ناپاک مجاورون اور متولیوں) کو موٹا کرنے کی بجائے اوس کو اون لوگوں پر خرچ کیا جائے جو متبرک مقامات کے واقعی محافظ ہیں یعنی فوج پر خرچ کیا جائے کاشکے اسلامی حکومتوں مین وہان کے اولیاء امور کو اور دیگر ممالک مین وہان کے علماء اور مقتدر مسلمانون کو خداوند کریم اب پھر اوس جوانمرد کی تقلید کرنے کی توفیق عطا کرے - اگر ایسا ہو جائے تو ابہی کروڑون روپیہ کا سرمایہ قومی ضرورتون کے لیئے بہم پہونچ جاتا ہے - اوس نے سلطانی محل کے تمام زائد طلائی و نقرئی ظروف جنگی خزانہ کے مصرف کے لیے ٹکسال مین بہجوا دیئے - اور تاکہ دوسرے عہدہ دارون اور امراء دولت کے لیئے نیک مثال قائم ہو - اور وہ بہی قومی کام مین اسی طرح امداد کرین - اوس نے اپنے تمام ویسے برتن دار الضرب کے حوالہ کر دیئے اور اون کے عوض آئندہ مٹی کے برتنون کا استعمال شروع کر دیا - ان تدابیر سے جنگی اخراجات اور فوج کے مشاہرہ کے لیئے کافی روپیہ بہم پہونچاکر اوس نے ان شکستہ دلون کے حوصلے اُبھارنے کی کوشش کی - یہ کوشش بہی اپنی نوعیت مین سابقہ کوششون سے بالکل متباین تہی - فوج کی فراہمی کے لیے کوئی سختی یا جبر نہ کیا گیا بلکہ صرف ایک فرمان صادر کرنے پر قناعت کی گئی - جسکا ترجمہ بجنسہٖ دیدیا جاتا ہے -

جو جلالت مآب پادشاہ سلامت نے از راہ نوازش خسروانہ مجھکو وزارت کا منصب جلیلہ عطا فرمایا ہے اور میں نے پختہ ارادہ کر لیا ہے۔ کہ اہالی جرمن کے مقابلہ پر جو فوج مامور کیجائیگی اس کی کمان اپنے سوائے اور کسی کی تحویل میں نہیں دونگا۔ میں اس فرمان کے ذریعہ سے سب کو اطلاع دیتا ہوں۔ کہ میں فوج مذکور میں کسی ایسے سپاہی کو ہرگز نہ لونگا۔ جو بجبر بھرتی کیا گیا ہو۔ مجھے فقط ایسے آدمی درکار ہیں جو برضا و رغبت خلوص نیت اور سچے دل سے خدمت کرنے کے مشتاق ہوں۔ خدا کے نزدیک صرف خلوص نیت ہی مقبول ہے۔ اور اس کا درجہ افعال سے کئی گنے زیادہ ہے۔ البتہ میں مسلمانوں کو خدا اور اس کے رسول کے اون احکام کے وجوب کی طرف توجہ دلادینا ضروری سمجھتا ہوں۔ جو یہ حکم دیتے ہیں۔ کہ جب شریعت محمدیہ کی حفاظت اور کفار کی سرکوبی کے لئے تلوار اٹھائی گئی ہو۔ تو غزا و شہادت سے ہرگز پہلو تہی نہ کرنا چاہیئے اور فتح سے مایوس نہ ہونا چاہیئے۔ پس ضرور ہے کہ ہر ایسا مسلمان جو ان احکام کو صدق دل سے واجب التعمیل سمجھتا ہے۔ بشرطیکہ وہ اپنے مذہب کے لئے ہر طرح کی مصیبت اٹھانے پر تیار ہو گھر سے نکل کر فوج میں بھرتی ہو جائیگا۔ برعکس اس کے وہ شخص جس کو ان احکام میں شبہ ہو۔ یا جو شہادت سے ڈرتا ہو۔ بلکہ وہ لوگ بھی جن کو ایسے ضروری معاملات درپیش ہوں جن کی وجہ سے وہ خدا کے نزدیک معذور سمجھے جاسکتے ہوں۔ تو میں سمائے عام دیتا ہوں کہ وہ بیشک اپنے گھر میں بیٹھا رہے۔ اوس سے کوئی تعرض نہیں کریگا۔ اگر وہ گھر میں با امن و امان رہکر افواج سلطانیہ کی فتح و نصرت کے لئے دعا کرتا رہیگا۔ تو خداوند کریم اس حال میں بھی اس سے خوشنود رہیگا۔ خواہ وہ شخص سپاہی پیشہ ہی کیوں نہ ہو یہی نہیں کہ اسے طلب نہیں کیا جائیگا۔ اور نہ اسے سزا دیجائیگی۔ بلکہ نوازش سلطانی اس کے حال پر برابر مبذول رہیگی۔ اور اس کو اسی طرح تنخواہ ملتی رہیگی کہ گویا وہ فوج میں شامل ہے''

اس فرمان کا وہی نتیجہ ہوا جس کی وزیر کو توقع تھی۔ اس نے کل سلطنت اور بالخصوص ایشیائی علاقہ کے سپاہیوں اور مسلمانوں کے جوش تازہ کر دیئے۔ مسلمانوں کو اون کی حمیت اور ناموس کا ہی نہیں بلکہ مذہب کا بھی واسطہ ڈالا گیا تھا۔ پھر ایسی صورت میں کون شخص ہمعصروں کی نگاہ میں بزدل یا کافر بننا گوارا کر سکتا تھا۔ علاوہ بریں ترکوں کو اپنے وزیر کے تقدس اور قابلیت پر بھی پورا اعتماد تھا۔ نئے رنگروٹ ہر طرف سے جوق در جوق آکر اوس فوج میں جو دار الخلافہ کے قریب جمع کیجا رہی تھی داخل ہو گئے اور تھوڑے ہی عرصہ میں کوپرلی کے پاس اس قدر فوج جمع ہو گئی کہ اوس کے پیشرو زجر و توبیخ اور دہمکیوں سے اوس سے آدھی بھی کبھی جمع نہ کر سکے تھے۔ نوجوانوں کی پرجوشی کا جب یہ عالم تھا۔ تو اون آزمودہ کار جانبازوں سے جو سالہائے دراز تک تلوار سے اسلام کی خدمت کرنیکے بعد پنشنیں لیکر گھروں کو چلے گئے تھے۔ کب صبر ہو سکتا تھا۔ وہ پھر دین متین کی حمایت کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے اور مدبر وزیر نے اون کو تازہ رنگروٹوں کی پلٹنوں میں حسب ضرورت تقسیم کر دیا۔ عدالتوں کی حالت بھی ہر جگہ ناگفتہ بہ تھی دیسے ایک حاکم بمشکل ایسا تھا جو رشوت کا عادی نہ ہو۔ اور اکثر جگہ جھوٹی گواہی کی ایک طرح سے خود حکام کی طرف سے

عام اجازت ملی ہوئی تھی کوبرلی زادہ نے ایسے بد طینت عہدہ داروں کو موقوف کر کے لائق و متدین اشخاص کو مقرر اور ہر جگہ اونکے لئے سب کے برخلاف قانون کا نفاذ یکساں ہونا شروع ہوگیا۔ اس تغیر و تبدل کے ساتھ ہی اوس نے اہم ترین صوبوں پر ایسے گورنر مقرر کئے۔ جن پر اوس کو کلی اعتماد تھا بحری × × × طاقت کی درستی کے لئے بھی قابل آدمیوں اور مناسب تدابیر سے کام لیا گیا میرلی زادہ ابراہیم جس نے نیگروپانٹ میں مردانہ مقابلہ کر کے اہالی وینس کو پسپا کیا تھا بحیرہ روم کے ترکی بیڑہ کا سپہ سالار بنایا گیا۔ اور ایک اور بہادر و لائق افسر مستی مترد مورتو کو دریاء ڈینوب پر چھوٹے جہازوں کا بیڑہ تیار کر کے اوس سے کام لینے پر مامور کیا گیا۔

عیسائی رعایا سے نیک سلوک

بقول سٹرڈیہ، زنکر یسی کوبرلی زادہ مصطفیٰ کی سب سے بڑی قابلیت یہ تھی کہ اوس نے معلوم کر لیا کہ باعیسائی کو اپنی تقویت کے لئے عیسائی رعایا کے دلوں کو نرمی اور محبت سے مسخر کرنے کی سخت ضرورت ہے صاحب موصوف لکھتے ہیں کہ "گو وہ ایسا پکا مسلمان اور اپنے مذہب کے احکام کی ایسی پابندی کرتا تھا کہ معاصرین اوسے ولی سمجھتے تھے اور ولیوں جیسا اوس کا ادب و احترام کرتے تھے تاہم تعصب کا اوس میں شائبہ تک نہیں تھا اور وہ اس امر کو اچھی طرح سے سمجھتا تھا کہ عیسائی رعایا پر ظلم کرنے سے سلطنت جلد برباد ہو جائیگی۔ وہ دیکھ رہا تھا کہ مسیحی حملہ آور جس صوبہ میں داخل ہوتے ہیں۔ وہاں کے عیسائی اون کی امداد پر کمربستہ اور اون کی فوجوں میں بطور مجاہد شامل ہو جاتے ہیں۔ عیسائی البانوی وینس کی فوج میں داخل ہو رہے ہیں۔ سرنی آسٹرین فوج کے ممد و معاون ہو کر بغاوت کرتے چلے جا رہے ہیں۔ اور کہ یونان میں موروسنی کی فاتحانہ پیشقدمی کا زیادہ تر باعث وہاں کے کوہستانی قبائل اور دیہاتی میونسپلٹیوں کی اطاعت اور عیسائی مجاہدین کی معاونت ہے جو انہوں نے ترکی قلعوں کے محاصروں میں اوسکی کی تھی۔ کوبرلی زادہ درست تشخیص پر ہی قناعت کئے نہ بیٹھا رہا۔ اوس نے ان خرابیوں کے بواعث کو جو اوسے فی الفور معلوم ہو گئے تھے دور کرنے کے لئے عملی کارروائی کرنے میں بھی کچھ تامل نہ کیا۔ اوس نے وزارت کا اہتمام لیتے ہی تمام پاشاؤں کے نام نہایت واضح اور سخت تاکیدی احکام جاری کر دیئے کہ کوئی ترکی افسر نہ خود عیسائی رعایا پر جبر و ستم کرے اور نہ ہونے دے جب فوج عیسائی رعایا کے دیہات سے گذرے تو رسد وغیرہ کی اسی وقت بازاری نرخ کے مطابق نقد قیمت ادا کر دیجائے اور اس صورت میں بھی خلاف مرضی کبھی کوئی چیز نہ لیجائے۔ اور جزیہ[۱] کے سوائے

---

[۱] ترک جزیہ کو خراج کہتے ہیں اس خفیف محصول کے مقابلہ پر جسے مخالفین نے اسلام پر طعن کرنے کیلئے ہوا بنا رکھا تھا مسلمانوں کو جو خاص ٹیکس اور نیز خدمات ادا کرنی پڑتی ہیں۔ ان کا اس کتاب کی پہلی جلد میں مفصل ذکر ہو چکا ہے۔ اور مولانا شبلی نے بھی اس مضمون پر اپنے رسالہ جزیہ میں پوری شرح و بسط سے بحث کر کے مخالفین کے اعتراض کو بیہودہ بلکہ احسان فراموشی کو واضح کر چکے ہیں۔ مؤلف

اون سے کوئی اور زائد محصول نہ لیا جائے۔ جزیہ کی وصولی کے لئے اوس نے آمدنی کے لحاظ سے عیسائی رعایا کے تین درجے بنا کر متمول ترین یعنی اول درجہ کے عیسائیوں کے واسطے بارہ یونانی یا چار ڈیوکٹ، متوسط الحال جماعت کے افراد کے لئے دو ڈیوکٹ۔ اور ادنیٰ درجہ والوں کے لئے ایک ڈیوکٹ سالانہ خرچ مقرر کیا۔ اس آئین کا نام نظام جدید رکھا گیا۔

"ان انتظامات کے علاوہ کوپرلی نے دور اندیشی سے کام لیکر ایک عیسائی یونانی کو یونان کے صوبہ موریا کے علاقہ جنا کا گورنر بنا دینے کی بھی دلیری کر گذرا۔ اس شخص کا نام لائبریاس جیرات شاری تھا۔ اور وہ سات برس سے ترکی بیڑہ پر بحالت غلامی چپا کھینے کا کام دے رہا تھا۔ اوسے اب رہائی دیکر وینیشی حکام کے برخلاف جنہوں نے اپنی بیوقوفی اور مذہبی تعصب سے یونانیوں کو بہت کچھ برگشتہ خاطر کر دیا تھا۔ رعایا کو ترکوں کا طرفدار بنانے کے لئے بھیجا گیا۔ وینیشی رومن کیتھولک مذہب کے پابند تھے۔ اور یونانی کلیسا و یونانی کے۔ وزیر کی یہ مدبرانہ چال پوری کارگر ثابت ہوئی۔ صوبجات پیلوپونی سس اور اٹیکا کے یونانیوں نے اہالی وینس کا ساتھ ترک کر دیا۔ اور اہالی جنا نے خود بخود بابعالی کی اطاعت کو بہتر تسلیم کر لیا۔ وان ہیمر لکھتا ہے کہ کوپرلی زادہ مصطفیٰ نے اس معاملہ میں خود کو بحیثیت مدبر فقط اپنے بڑے بھائی احمد سے جس نے قلعوں کی تعمیر اور جا بجا فوجوں کی تعیناتی سے موریا کے باشندوں کی اٹھتی ہوئی سرکشی کو دبانے کی کوشش کی تھی۔ بلکہ وزرائے مابعد سے بھی افضل ثابت کیا۔ آخر الذکر کے پاس جب موریا کو ملاکیویا اور ولیشیا کی طرح ریاست بنا کر وہیں کے کسی عیسائی کو گورنر مقرر کر دیئے جانے کی تجویز پیش کی گئی تھی تو انہوں نے اس کو بابعالی کے مرتبل شان سمجھ کر مسترد کر دیا تھا۔"

اوس وقت کے حالات کو مدنظر رکھتے بیشک ہر ایک صائب رائے کوپرلی زادہ کی تدبیر کو درست تسلیم کرکے عیسائی مورخین کی رائے کی تائید کریگا۔ مگر نرمی و مدارات کی پالیسی سے غیر مذہب و غیر جنس رعایا کے ہمیشہ مطیع فرمان رہنے کا بطلان خود مندرجہ بالا اقتباس کے ایک فقرہ سے ہو رہا ہے۔ ناظرین نے اس میں ایک جگہ دیہاتی میونسپلٹیوں کا نام پڑھا ہوگا۔ جس سے صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ گو عملی طور پر یعنی ترکی عمال نے کیسا ہی کیوں نہ ظلم و ستم کیا ہو۔ مگر اصولاً رعایا کو بہت بڑی آزادی حاصل تھی۔ ہندوستان پر انگریز بہت کچھ شائستگی سے حکومت کر رہے ہیں۔ بلکہ اکثر حکمران افراد کا دعویٰ ہے کہ وہ صرف ہماری بہتری اور رہنمائی کے لئے اور محض ہمدردی کے تقاضا سے ہندوستان پر سلطنت کرنے کی تکلیف گوارا کر رہے ہیں لیکن باوجود اس کے لوکل سلف گورنمنٹ کو یہاں رائج ہوئے ابھی تیرہ برس بھی نہیں ہوئے اور دیہات تو کجا اکثر قصبات میں بھی ابھی تک میونسپلٹی کا وجود نہیں پایا جاتا۔ برخلاف اس کے ترکوں نے جو ملک لیا اسی وقت وہاں کے باشندوں کو اندرونی معاملات اور مقامی انتظام میں پوری خود مختاری دیدی لیکن اس نرمی کے باوجود

اون لوگوں کے دلوں سے کبھی کدورت نہ گئی۔ اور جب موقع ملا انہوں نے فاتح قوم سے پوری آزادی حاصل کرنے اور اوسے ایذا پہونچانے سے کبھی دریغ نہیں کیا! اسی معاملہ کے متعلق ایک اور عیسائی مؤرخ لکھتا ہے۔ کہ کوبرلی زادہ کو مالڈیویا کی نظیر سے موریا کے عیسائی صوبہ پر ایک عیسائی کو عامل مقرر کرنے کا خیال سوجھا تھا۔ کیونکہ مالڈیویا میں ترکوں سے کبھی بغاوت نہیں ہوئی تھی۔ اس سے اوس نے نتیجہ نکال لیا۔ کہ عیسائی رعایا کو مطیع رکھنے کے لئے مسلمان کی نسبت عیسائی گورنر زیادہ موزون ہے۔ مگر میں اس استدلال کی صحت کو تسلیم نہیں کرسکتا۔ والیشیا کے ساتھ بھی تو یہی رعایت مرعی تھی۔ وہاں کیوں ہر وقت فساد ہوتا رہا! اور بالآخر مالڈیویا بھی باوجودیکہ وہاں برابر عیسائی گورنر مامور ہوتے رہے۔ آخر آج دوسرے مسیحی صوبوں کی طرح ترکوں کی اطاعت سے کیوں مطلقاً آزاد اور ٹرکی کا ہم پلہ رقیب ہے۔ اسلام بیشک غیر مذہب رعایا سے منصفانہ برتاؤ اور نیک سلوک کئے جانیکی سخت تاکید کرتا ہے۔ اور انسانیت کا تقاضا بھی یہی ہے مگر فاتح قوم کی حکومت کی قیام کے لئے اس امر کی احتیاط لازمی ہے۔ کہ کہیں یہ برتاؤ حد اعتدال سے زیادہ نرم نہ ہوجائے۔ تاریخ عالم کو غور سے دیکھا جائے تو ثابت ہوجائیگا۔ کہ آخرکار یہی نرمی غالب اقوام کی بربادی کا باعث ہوتی رہی ہے۔ اس نرمی سے مفتوح قوم کا دجود ہی محفوظ نہیں رہتا۔ اس میں بتدریج سکت وہمت اور اس کے ساتھ پھر آزاد ہونے کی امنگ پیدا ہوجاتی ہے۔ ادھر مرور زمانہ سے بالعموم فاتحین میں عیاشی کاہلی اور دیگر قباحات عدیدہ راسخ ہوگئی ہوتی ہیں۔ جو سب مل ملاکر مالک کو غلام اور غلام کو آقا بنادیتی ہیں۔ اس سے میری یہ ہرگز مراد نہیں کہ مفتوح قوموں کو جس طرح کہ ہسپانیوں نے مسلمانان اندلس سے کیا تھا۔ یا اب ٹرکی کی سابق باجگذار اور ماتحت ریاستیں اپنی اپنی مسلمان رعایا سے کر رہی ہیں۔ بالکل معدوم کردیا جائے یا اون کو انسان نہ سمجھا جائے۔ اور اون پر جور و تشدد روا رکھا جائے۔ ایسا کرنے سے ہسپانیہ مسلمانوں کی طرف سے تو بیشک بالکل بے کھٹکے ہوگئی۔ مگر کیا اوس کے ہم جنس اور ہم مذہب باشندے کبھی دس سال بھی آپس میں امن وامان سے رہے ہیں! انسانی طبیعت میں محبت کے ساتھ ہی بغض وعداوت کی خاصیت بھی ودیعت کیگئی ہوئی ہے جو اوسے کبھی نچلا نہیں بیٹھنے دیتی۔ اگر غیر نہ موجود ہوں تو پھر آپس میں ہی سر پھٹول ہوتی رہتی ہے۔ اس کل بحث کا لب لباب یہ ہے کہ غیر مذہب اور غیر جنس رعایا کو نہ اس قدر منہ لگاؤ کہ ہمسری کا خبط اوس کے دماغ میں پیدا ہوجاوے۔ اور پھر یہ خبط فساد و بدامنی کا موجب ہو۔ اور نہ اوسے ایسا ذلیل وخوار بناؤ کہ وہ انسانی مرتبہ سے بھی نیچے گرجائے۔ یا تنگ آکر برسر مقابلہ ہوجائے ایسی صورت میں غضب الٰہی کے دریا کا موجزن ہوجانا یقینی امر ہے۔ اور وہ ضرور ظالموں کو تباہ کردیگا۔ ساتھ ہی کبھی نشۂ حکومت وجہانبانی سے سرمست ہوکر اپنی طاقت کو مضبوط بلکہ ہر وقت بڑھاتے رہنے سے غفلت نہ کیجاوے۔ اور مستعدی دوراندیشی اور معدلت گستری اور خلق اللہ کی فلاح جوئی کو ہاتھ سے

نہ چھوڑا جائے۔ ورنہ غیر مذہب رعایا یا ہمسایہ حکمران اقوام تو درکنار خود اپنی ہی ہم مذہب اور ہم قوم رعایا خودسر ہو کر کل شیرازہ پراگندہ کر دیگی +

کوبرلی زادہ کی بے تعصبی اور اخلاقی جرأت کا اوپر ذکر ہو چکا ہے۔ وہ جس طریق و رواج کو نامنصفانہ یا مضر سمجھتا تھا خواہ وہ کیسا ہی قدیم کیوں نہ ہو اوسے فی الفور موقوف کر دیتا۔ ترکی مفتیوں اور علماء نے عرصہ دراز سے یہ فیصلہ کر رکھا تھا۔ کہ عیسائی اون گرجوں کو تو بیشک قایم رکھ سکتے ہیں جن پر وہ قابض ہیں۔ مگر نئے گرجے نہیں بنا سکتے۔ نہ پرانوں کو وسیع کر سکتے ہیں۔ ایک دفعہ چند دہقانوں نے اپنے گرجہ کی مرمت کی اجازت ملنے کے لئے درخواست کی۔ کوبرلی نے درخواست منظور کر کے اوس اہلکار کو جس کے متعلق یہ کام تھا۔ اجازت نامہ تحریر کرنے کا حکم دیا۔ جس نے حسب دستور قدیم سند میں یہ لکھ دیا کہ مرمت پرانی عمارت کی ہی لکڑی چونہ اور اینٹوں سے کیجائے۔ دستخط کرتے وقت جب کوبرلی کی نظر اس فقرہ پر پڑی تو وہ بے اختیار پکار اٹھا "جن لوگوں نے یہ شرط قایم کی تھی وہ بیوقوف تھے۔ اور وہ اون سے زیادہ احمق ہیں جو اس کی پیروی کرتے ہیں یہ لوگ اپنے گرجا کی مرمت کرنا چاہتے ہیں۔ اگر وہ ایسا بوسیدہ ہو گیا ہے کہ مرمت ناممکن ہو گئی ہے۔ تو اون کو کیوں نہ نئی عمارت کی اجازت دیجائے۔ ہمیں صرف اس امر کی احتیاط کر لینی چاہیئے کہ وہ یہ عمارت مسلمانوں کے روپیہ سے نہیں بلکہ اپنے روپیہ سے تیار کرینگے۔ جب تک یہ لوگ خراج باقاعدہ ادا کرتے رہیں ہمیں اون کے ذاتی معاملوں سے کوئی سروکار نہیں ہو سکتا"۔ اوس دن سے خواہ کہیں نئے گرجا بنانے کی درخواست گذرتی وہ فی الفور منظوری دیدیتا۔ اس رعایت سے تھوڑے ہی عرصہ میں اون اضلاع میں جہاں پہلے مصیبت زدہ اور برگشتہ خاطر حرماں نصیبوں کی قلیل التعداد جماعتیں منتشر طور پر رہائش پذیر تھیں بے شمار بارونق دیہات آباد ہو گئے +

بے تعصبی کے فواید ایک مرتبہ کوبرلی زادہ سرویا کے علاقہ میں سے گذرتا ہوا عیسائی رعایا کے ایک غیر آباد اور بیرونق سی بستی میں شب باش ہوا۔ وہاں نہ کوئی گرجا تھا اور نہ کوئی پادری۔ مصطفٰے نے حکم دیا کہ اس جگہ گرجا تعمیر کیا جائے۔ اور امامت کرنے کے لئے ایک پادری بلایا جا کر یہاں متعین کر دیا جائے۔ اس لطف و کرم کے عوض میں جس سے غریب عیسائی دہقانی خوشی کے مارے کپڑوں میں پھولے نہ سماتے تھے۔ وزیر نے اون کو کہا کہ جب کبھی میں یہاں سے گذرا کروں۔ ہر یک خاندان ایک ایک مرغ سے میری تواضع کیا کرے۔ اوس وقت وہاں تریپن گھر آباد تھے۔ اوسی وقت اوس قدر مرغ حاضر کر دیئے گئے۔ دوسرے برس جو ملک کی بدقسمتی سے کوبرلی کی حیات کا آخری برس تھا اوس کو اتفاق سے پھر اوسی موضع سے گذرنا پڑا۔ اس اثناء میں وہاں ۱۲۵ گھر آباد ہو گئے ہوئے تھے۔ اور

کل باشندے وزیر کی رعیت پروری سے خوش وخورم اور فارغ البال تھے۔ وزیر کی آمد کی خبر سنتے ہی بڑی خوشی سے کل خاندانوں کے بزرگ یونانی پادری سکّنے پیچھے ۲۵ سال ہوئے بیرغ لیکر وزیر کے استقبال کو راستہ پر کھڑے ہوگئے کوپر لی نے ابن حم غفیر کو دیکھ کر اپنے ساتھ کے ترک افسروں کو مخاطب کر کے کہا۔ "دیکھو بے تعصبی کے پھل یہ ہیں۔ ہیں نے اس سے سلطان کی طاقت وقوت میں نمایاں اضافہ کردیا ہے۔ اور اون لوگوں کی زبانوں سے اوس کی حکومت کے حق میں دعائیں کرائی ہیں۔ جو پہلے لعنتیں اور تبرّے بھیجا کرتے تھے" سلطنت کی مسیحی رعایا کا یہ عام مقولہ تھا کہ کوپرلی نے قیصر جسٹینین سے جس کا اور جس کی ملکہ تھیوڈورہ کا پہلے مفصل ذکر ہوچکا ہے۔ زیادہ گرجے اور معابد تعمیر کرائے ہیں۔ سر کریسی اس جگہ تحریر فرماتے ہیں کہ "اگر وزرائے ما بعد بھی عیسائی رعایا کے ساتھ کوپرلی کی پالیسی کے مطابق برتاؤ کرتے۔ تو سلطنت عثمانیہ کو آج صرف اپنی مسلمان رعایا کی ہی وفاداری اور شجاعت پر ہی بھروسہ نکرنا پڑتا۔ بلکہ عیسائی بھی ویسے ہی اوس کے جان نثار خادم اور مددگار ہوتے اور اوس کی اندرونی کمزوری کے اہم ترین باعث وجہ مدید سے کافور ہوگئے ہوتے" صاحب موصوف کا قیاس ممکن ہے درست ہو۔ مگر صفحات تاریخ سے زیادہ تر مثالیں اسی امر کی ملتی ہیں۔ کہ جب فاتح قوم تن آسانی۔ غفلت۔ جہالت اور ہیچوں قسم اسباب سے کمزور ہوجائے۔ تو غیر مذہب و غیر دین رعایا خواہ اوس کے ساتھ کیسا ہی عمدہ سلوک کیوں نہ ہوتا رہا ہو۔ مدد دینا تو کجا گرتے ہوئے کو خود بھی دو چار ٹھوکریں لگادینے سے شاذ و نادر ہی محترز رہتی ہے۔ کریسی صاحب کے بیان سے صاف مترشح ہورہا ہے۔ کہ کوپرلی کے بعد ترکوں نے بلا سبب محض تعصب کی وجہ سے عیسائیوں کے ساتھ مشفقانہ سلوک کرنا چھوڑ دیا۔ مگر ویسے ہی محقق اور مستند کئی دوسرے عیسائی مؤرخ اس کی برعکس تحریر کرتے ہیں۔ کہ ترک ذاتی طور پر تو مسیحی رعایا سے ویسا ہی برتاؤ کرنے کے خواہشمند رہے ہیں۔ مگر یورپ کی عیسائی سلطنتوں کی دراندازی اون کو اون کی منشاء کے برخلاف مسیحی رعایا سے کبیدہ خاطر ہونے پر مجبور کردیتی رہی ہے۔ ان مؤرخوں میں سے بعض کی تحریروں کا ترجمہ کسی مناسب موقع پر بجنسہ دیدیا جائیگا +

عابد پرہیزگار اور صدق دل سے اپنے مذہب کا فدائی ہونے کے ساتھ ہی بے تعصبی کا اعلیٰ وصف رکھنے کے علاوہ کوپرلی سوم جدید علم سیاست مدن میں بھی اپنے زمانہ میں فرد بلکہ ایک طرح سے اوس کے اہم اصولوں کا واضع تھا۔ آزادی تجارت کے فوائد یورپ کے مہذب ممالک کو اب انیسویں صدی میں آکر معلوم ہوئے ہیں۔ مگر اوس سے آدم سمتھ سے بھی جس نے سب سے اول اپنی کتاب "دولت اقوام" کے ذریعہ سے

لہ دیکھو تاریخ جنگ روم وروس مصنفہ اولیور۔ جلد ا صفحہ ۹۶۔ مصنف ۲ہ سکاٹ لینڈ کا مشہور پروفیسر ۱۷۲۳ء میں پیدا اور ۱۷۹۰ء میں فوت ہوا۔ متذکرہ صدر کتاب اوس نے ۱۷۷۶ء میں شائع کی تھی۔

اِس اصول کو یورپین ممالک میں رائج کرنیکی کوشش کی ۷۶ برس پہلے اس کو معلوم کر لیا اور اوس پر عملدرآمد شروع
کر دیا تھا۔ حالانکہ یورپ و امریکہ میں اب بھی آزادی تجارت کا رواج زیادہ تر اندرونی و شخصی تجارت ہی میں ہوا ہے
اکثر ممالک نے انٹرنیشنل یعنی ایکسچنج بیوپار میں جو ایک ملک دوسرے ملکوں سے کرے اوس کے دائرہ کو زیادہ
وسیع نہیں کیا۔ برعکس اِس کے ٹرکی میں انٹرنیشنل تجارت کو تو ابتدا سے ہی پوری آزادی حاصل تھی مگر تقریباً کل اشیاء
و اجناس کی خوردہ فروشی کے لئے جا بجا مقامی نرخ سرکاری طور پر مقرر ہوتے تھے۔ کوبرلی نے اسی کی اصلاح کی جدید پولیٹیکل اکونومی
ریاست مدن کا بڑا اصول ہے کہ چند بہت ہی شاذ و نادر اور کمال مخصوص مستثنیات کے سوا وہ تجارت جو ایک شخص
دوسرے سے کرے۔ سرکاری مداخلت سے آزاد رہنی چاہیئے۔ یہی اصول کوبرلی نے ہمیشہ مدنظر رکھا۔ چنانچہ جب
ایک دفعہ اوس کے ایک مشیر نے خرید و فروخت کے متعلق قواعد منضبط کئے جانے کیلئے اوس پر بڑے اصرار سے
تقاضا کیا۔ تو اوس نے جواب دیا "قرآن شریف اس بارہ میں کوئی حکم نہیں دیتا۔ پس خرید و فروخت کو متعاقدین یعنی
بایع و مشتری کے اپنے ہی منشا و مرضی پر چھوڑ دینا چاہیئے" ٹرکی کے اکثر بلاد بالخصوص دارالخلافہ میں اب بھی بعض
چند اجناس کا نرخ سرکاری طور پر مقرر ہوتا رہتا ہے۔ لیکن یہ اجناس اونہی مستثنیات میں داخل ہیں ان میں سے دو
بڑی جنسیں روٹی اور ایندھن ہیں۔ جن کے مستثنےٰ کئے جانے کو پولیٹیکل ایکونومی کا عاشق بھی کبھی ناپسند
نہیں کریگا۔ اور بنی نوع انسان کے سچے ہمدرد اِس استثناء سے ترکی گورنمنٹ کے تہ دل سے شکرگذار ہونگے۔ جن
ممالک کی گورنمنٹوں نے اس مابحتاج انسانی کے نرخ اور فروخت کو بھی تاجروں کے رحم پر چھوڑ دیا ہے۔ اون کو ان
انسانی درندوں کے ہاتھوں اپنی رعایا کی بربادی اور اوس کے لازمی ضمیمہ بدامنی و تباہی سے اپنی ناعاقبت
اندیشی اور بیوقوفی کی کافی سزا مل رہی ہے۔ کوبرلی کی اِس آزاد رائے وسیع خیالی اور عقلمندانہ پالیسی سے بیشک
مسلمانوں کی نسبت عیسائیوں اور یہودیوں کو زیادہ فایدہ پہونچا اور پہونچ رہا ہے۔ کیونکہ ملک کی تقریباً کل اندرونی
و بیرونی تجارت زیادہ تر انہی دونوں مذاہب کے معتقدین کے ہاتھ میں ہے۔ مگر اوس سے کوبرلی پر کوئی الزام وارد
نہیں ہو سکتا۔ مسلمان اگر اِس شریف پیشہ سے معاش پیدا کرنے کو اپنی کسر شان سمجھ کر یا کسی اور اسی طرح کے بیہودہ باعث
سے اس منصفانہ اصول سے مستفید نہ ہوئے اور نہ ہوں تو اون کی اپنی کوتاہی ہے +

گریسی صاحب لکھتے ہیں کہ ترکی مؤرخین مصطفےٰ کو کوبرلی فاضل لکھتے ہیں۔ مگر یہ درست نہیں۔ قوم نے فاضل کا خطاب
اوس کے بڑے بھائی احمد کو دیا تھا۔ گو کئی باتوں بالخصوص دینداری اور اتقا میں مصطفےٰ اوس پر بدرجہا فضیلت رکھتا
تھا۔ ترکی مورخین کا بیان ہے کہ اوس سے کبھی کوئی جرم سرزد نہ ہوا۔ اور نہ کبھی ایک بھی بیجا یہ لفظ اوس کے منہ
سے نکلا۔ اوس کی بیحد سکوت اور خاموشی پسندی کا ایک واقعہ عام مشہور ہے۔ وزارت کے دوران میں یکمرتبہ تین
علماء جو پہلے قاضی عسکر رہ چکے تھے۔ اوس سے رسمی طور پر ملاقات کرنے آئے۔ اور کچھ عرصہ بیٹھے رہے۔ لیکن وزیر

نے اون کو ایک لفظ نہ کہا۔ اور آزردہ یونہی اُٹھ کر چلے گئے۔ یہ کیفیت دیکھ کر اوس کے پرانے میر منشی نگاہی آفندی نے عرض کیا "میرے آقا آپ اون سے کچھ تو بات چیت کرتے" کوبرلی نے جواب دیا "میں منافق نہیں ہوں" اوس کی سادگی ریاضت اور جفاکشی کا یہ عالم تھا۔ کہ محاربوں میں وہ عموماً عام سپاہیوں کی طرح پیدل سفر طے کرتا۔ فوجی باجے کو ناپسند کرتا تھا اور شام سے پہلے بہت کم کوچ شروع کرتا۔ شاہی دربار ہو یا فوجی کیمپ دوسرے افسروں اور عہدہ داروں کی زرق برق کی پوشاکوں کے جمگھٹے میں وزیر اعظم اپنے لباس کی سادگی سے ہر وقت پہچانا جاسکتا تھا۔ علم کا سچا شیدائی تھا۔ اور مطالعہ سے کبھی نہ اکتاتا تھا۔ میدان کارزار میں ہو تو خیمہ میں اور قسطنطنیہ میں ہو تو اپنے محل میں کتاب ہر وقت اوس کے ہاتھ میں رہتی تھی ترکی موزخوں نے اوس کے جو اوصاف قلمبند کئے ہیں۔ اون میں سے یہ ابھی چند ایک ہیں۔ اوس کے تدبیر کے عیسائی مسلمان کل مؤرخ مداح اور معترف ہیں۔ حالانکہ اوسے اپنی منتظمانہ لیاقت کے اظہار کے لئے بہت ہی مختصر سا زمانہ نصیب ہوا۔ وزیر ہونے سے دو برس کے اندر ہی وہ میدان جنگ میں شہید ہو گیا تھا۔ اوس کے معاصرین نے احمد کی طرح اوس کی نسبت بھی یہ رائے قائم کی۔ کہ وہ سپہ سالاری کی بجائے ایوان حکومت کے زیادہ مناسب تھا۔ لیکن مصطفےٰ کوبرلی کا جنگی کارنامہ اوس کی شجاعت اور قابلیتوں کی پوری پوری تصدیق کرتا ہے۔ یہ درست ہے کہ اوسے آخر کار شکست اٹھانی پڑی۔ مگر اون فتوحات سے جو اوسے اوّل اوّل حاصل ہوئیں۔ سلطنت عثمانیہ کو دشمنوں کے نرغہ سے ایسی مہلت اور فرصت مل گئی تھی۔ کہ اوس کی اہمیت اور قدر و منزلت کا کچھ اندازہ نہیں ہو سکتا۔

کامیاب محاربہ

جب اوسے وزیر بنایا گیا تھا۔ اون دنوں قیصر آسٹریا کی حملہ آور افواج میں سے ایک لشکر شمالی مقدونیہ کے قصبہ اسکوب تک بڑھ آیا ہوا تھا۔ مسیحی البانوی اور اون کا بطریق اوس کے ساتھ شامل ہو گئے تھے۔ اور علاقہ مذکور کے ایک سردار مسمی کارپوس نے قیصر مذکور سے سند ریاست قبول کر کے کرال کا پرانا شاہی خطاب اختیار کر لیا تھا۔ اور قصبہ اگری پلنکہ کو خوب محفوظ کر کے اپنا صدر مقام بنا لیا تھا۔ اس علاقہ سے جو یورپین ٹرکی سے وہی تعلق رکھتا تھا جو قلب کو باقی جسم سے ہے۔ دشمن کو نکالنا نہائت ضروری تھا۔ کوبرلی نے ایڈریانوپل میں جنگی کونسل کا اجلاس کیا۔ اوس میں سلیم غوری خان کریمیا اور شکی ہنگرین مغرور سردار بھی حاضر تھے۔ خواجہ خالد پاشا سر عسکر موریا کو جو اوسکوب کا رہنے والا تھا۔ جسقدر بھی ترکی فوج جمع ہو سکی دیکر مقام مذکور کی طرف روانہ کیا گیا۔ اور خان کریمیا کو بھی جو جرار تاتاری فوج لیکر آیا تھا۔ اوس کے ساتھ کر دیا گیا۔ ان کو جرمنوں۔ ہنگریوں اور البانویوں کے مجتمعہ و متفقہ لشکروں پر جنہوں نے صلیبی مجاہدین کی طرح صلیب کا نشان اختیار کر لیا ہوا تھا یکے بعد دیگرے دو عظیم الشان فتحیں حاصل ہوئیں۔

تاتاریوں نے سردار کارپوس کو گرفتار کرکے اوسکوب کے پل پر پھانسی دیدیا۔ اور تھوڑے عرصہ میں وہ تمام مشہور قلعے اور مقامات جو حملہ آوروں اور اون کے باغی معاونوں کے قبضہ میں چلے گئے تھے۔ سلطانی افواج نے فتح کر لئے اور سلطنت کے اوس ضروری حصہ سے جہاں دشمنوں کا قیام سخت خطرناک اور مہلک تھا۔ اعداء کو تقریباً بالکل خارج کر دیا گیا۔ ان فتوحات سے دلیر ہوکر وزیر نے دوسرے محاربہ کی تیاریوں کو اور زیادہ سرگرمی سے مکمل کرنا شروع کر دیا۔ اودہر لوئی چہاردہم شاہ فرانس نے جس نے قیصر جرمنی پر چڑھائی کر دی ہوئی تھی ۱۶۸۸ء کے موسم سرما میں مارکوئیس شاٹو نیف کو جدید سفیر مقرر کرکے قسطنطنیہ بھیجا کہ وہ ترکوں کو آسٹریا کے ساتھ لڑائی جاری رکھنے کی صلاح دیتا رہے۔ اور ساتھ ہی اوسے بشرط امکان پولنڈ اور ٹرکی میں صلح کرا دینے۔ بابعالی کو ولیم اورنج ثالث کے شاہ انگلستان تسلیم کرنے سے باز رکھنے اور فلسطین کے رومن کیتھولک عیسائیوں کو مسیح کی قبر کا قبضہ دلا دینے کی کوشش کرنیکی جو کچھ عرصہ سے یونانی بطریق کی تحویل میں کر دیگئی تھی ہدائت کیگئی۔ یہ سفیر کوبرلی کے وزیر ہونے سے تھوڑا ہی عرصہ پہلے آیا تھا۔ اوسے مندرجہ بالا مقاصد میں سے صرف اول و آخر میں کامیابی ہوئی۔ آخری میں بابعالی کی رعائت سے اور اول میں اس لئے کہ نئے وزیر کا بھی خود یہی منشاء تھا کہ آسٹریا کے ساتھ صلح نہ کیجائے۔ مگر ترکوں نے پولنڈ کے ساتھ جنگ ملتوی کرنے سے انکار کر دیا اور تخت انگلستان اور شاہزادہ ولیم کے متعلق کوبرلی نے صاف جواب دیا کہ جس کو خود انگریزی قوم نے اپنا بادشاہ بنایا ہے۔ اوسے میں کیوں بادشاہ تسلیم نہ کروں۔ ہم ترکوں کو جو کئی دفعہ خود اپنے بادشاہوں کو معزول کر چکے ہیں۔ یہ امر ہرگز زیبا نہیں کہ اگر کوئی دوسری قوم اسی استحقاق سے کام لیکر اپنے فرمانرواؤں کو بدل دے۔ تو ہم اوس کے

سے ولیم وائی اورنج (فرانس کا شہر) چارلس اول شاہ انگلستان کی بیٹی میری اور ولیم وائی اورنج کا بیٹا تھا۔ ۱۶۵۰ء میں بمقام ہاگ (ہالینڈ کا شہر) پیدا ہوا۔ ۱۶۷۲ء میں ہالنڈ کی افواج کا سپہ سالار بنایا گیا۔ ۱۶۷۷ء میں اوس نے میری دختر جیمس ثانی شاہ انگلستان سے جو چارلس اول کا دوسرا بیٹا اور چارلس ثانی بڑے بھائی کے بعد ۱۶۸۵ء میں تخت نشین ہوا تھا شادی کی۔ انگلستان کے اکثر امراء نے جیمز ثانی سے جو رومن کیتھولک اور کمینہ مزاج تھا برگشتہ خاطر ہوکر اوس کے داماد ولیم کو بلا بھیجا کہ آؤ تخت انگلستان پر تصرف کرو۔ ولیم معہ بیوی ۱۶۸۸ء میں ہالنڈ سے انگلستان داخل ہوا جیمز بغیر مقابلہ کرنے کے فرانس کو بھاگ گیا۔ اور ولیم اور اوس کی بیوی یعنی شاہ مفرور کی بیٹی نے تخت پر قبضہ کر لیا۔ اور اوسی سال تاج پوشی کی رسم باضابطہ ادا کیگئی۔ شاہ فرانس نے ولیم کو بادشاہ تسلیم کرنے سے انکار کر دیا مگر ۱۶۹۷ء کے معاہدہ رسوک کے رو سے شاہ فرانس اور اوس کے رفقاء نے اوسے بادشاہ انگلستان تسلیم کر لیا۔ اوسکی بیوی جو حسن صورت کے ساتھ ہی حسن سیرت سے بھی ممتاز تھی جب ۱۶۹۴ء میں فوت ہوگئی تو پارلیمنٹ نے اوسکی بادشاہی برقرار رکھا۔ وہ ۱۷۰۲ء میں گھوڑے سے گر کر لاولد مرگیا۔ اور اوسکے بعد جیمز کی دوسری بیٹی ملکہ انگلستان ہوئی جو بلحاظ تدبر اعلیٰ درجہ کی سپہ سالار تھا۔

اس استحقاق کو تسلیم نہ کرکے اوس کے ساتھ تنازعہ کریں "

اگست سنہ ۱۶۹۰ء میں کوبرلی نے اون عثمانیہ افواج کی کمان جو بلگیریا اور شمالی البانیا سے اہالی آسٹریا کے مقابلے کے لیے سرویا کی طرف بڑھیں اپنے ہاتھ میں رکھی۔ آسٹرین جرنیل شنکن ڈورف۔ صوفیا اور نسا۔ زنش، کے درمیان بمقام دراگومان خوب محفوظ موقع پر متعین تھا۔ اوسے دو دن کی جانگداز معرکہ آرائی کے بعد شکست فاش دیکر بھگا دیا گیا۔ اوس کے بعد وزیر نے نسا کا محاصرہ کیا۔ اور وہاں کی آسٹرین فوج نے تین ہفتوں کے بعد ہتھیار ڈالدیئے۔ وزیر نے آسٹرین جرنیلوں کو اس مقام کی مدد اور کمک کے لیے اپنی فوجوں کے جمع کرنے سے روکنے کا پہلے سے انتظام کرلیا تھا۔ اون کی توجہ کو اس طرف سے ہٹانے کے لیے ہنگرین پناہ گزین ٹکلی کے ماتحت ایک ترکی لشکر اور والیشی کنٹنجنٹ ٹرینسلوینیا کو بھیجدیا گیا تھا۔ ٹکلی نے درہ کھراس برگ کے راستہ صوبہ مذکور میں داخل ہوکر آسٹرین فوج کو مقام زرنشت کے قریب شکست فاش دیکر اوس کے سپہ سالار جنرل ہاسلر کو گرفتار کرلیا۔ اور پھر اپنے تئیں شاہ ٹرینسلوینیا اور سلطان کو وہاں کا شہنشاہ مشتہر کیا۔ نسا سے وزیر اعظم نے سمندرا پر فوجکشی کی۔ جو چار دن کی جان توڑ مدافعت کے بعد حملہ کرکے فتح کیا گیا۔ اور پھر ویڈن بھی مفتوح ہوگیا۔ بعد ازاں بلغراد پر چڑھائی کیگئی۔ اور وہاں کا محاصرہ کرلیا گیا۔ بارھویں دن ترکی باتریوں سے ایک گولہ شہر کے بڑے میگزین کی چھت کو پھاڑکر بارود میں جا پڑا۔ جس سے کل میگزین یکبارگی اڑگئے اور شہر بآسانی ترکوں کے ہاتھ آگیا۔ اس فتح سے آسٹرین سرویا کے کل علاقہ سے خارج ہوگئے اور کوبرلی اس سرحدی شہر میں زبردست فوج متعین کرکے قسطنطنیہ کو واپس چلا گیا۔ جہاں اوس کی ویسی ہی عزت وقدر کیگئی جس کا کہ وہ مستحق تھا۔ اس قلیل المدت مگر شاندار محاربہ میں وس نے حملہ آور کافروں کو دریائے موراوا اور دریائے نسا وا کے کناروں سے ڈینوب اور ساوا کے کناروں پر ہٹاکر کئی وسیع اور زرخیز علاقوں پر پھر سلطانی تسلط قائم کردیا تھا۔ البتہ وینشیوں کے مقابلہ پر عثمانیہ عساکر کو ایسی کامیابی نہ ہوئی۔ وینشی فوج نے صوبہ ڈلمیشیا میں مقام وکونا اور صوبہ موریا میں مقام ناپولی دی مالووسیا فتح کرلیا۔ لیکن میدان جنگ میں ترکوں نے اس کی کسر نکال لی۔ وینشی فوج کو شکست فاش ملی اور اوس کے ۱۲۰۰ سو آدمی گرفتار کرلیے گئے۔ جو بعد میں قتل کردیئے گئے۔ یہ لڑائی بھی سنہ ۱۶۹۰ء میں ہوئی تھی۔

سلیمان کی وفات۔ احمد ثانی کی تخت نشینی۔ اورکوبرلی کی شہادت

۱۰- مئی سنہ ۱۶۹۰ء کو سلطان سلیمان ثانی نے دوبارہ مقدس علم اپنے وزیراعظم متقی مصطفٰے کے حوالہ کیا۔ لیکن محاربہ ابھی شروع نہیں ہوا تھا۔ کہ سلیمان بمرض استسقا ۲۳- جون سنہ ۱۶۹۱ء مطابق ۲۶- رمضان سنہ ۱۱۰۲ ہجری، تین سال نو مہینے حکومت کرکے دار جاودانی کو چلدیا۔ اور اوس کی جگہ اوس کا چھوٹا بھائی احمد ثانی تخت نشین ہوا جس کی کمر سے دستور قدیم کے مطابق ۱۲ جولائی

کو شمشیر عثمانی باندہی گئی۔ سلیمان مرحوم کو باغوں اور مکانوں کی تعمیر کا بہت شوق تھا۔ اوس کی وفات کے بعد امراء نے حیاتی زادہ حکیم سلطانی کو مقید کردیا کہ اوسی نے آب و نان بند کرکے سلطان کو جان سے ہلاک کیا۔ نئے سلطان نے کوبری کو وزارت پر بحال رکھا۔ جو بلغراد جاکر فوج جمع کرے۔ اور دریا ساؤ پر پل بنانے میں مصروف ہوگیا۔ ان کاموں سے فارغ ہوکر وہ دریائے ڈینوب کے دائیں کنارہ کے برابر برابر انا لی آسٹریا کے مقابلہ کے لئے شمال کو روانہ ہوگیا۔ ادھر سے آسٹرین بھی بیڈن کے شاہزادہ لوئیس کے زیر کمان پیٹروارڈن سے جنوب کو چل پڑے۔ اور ۱۹ اگست کو دونوں لشکر بمقام سالان کیمان ایک دوسرے سے بالمقابل ہوگئے۔ مسلمانوں اور عیسائیوں کے بیڑوں میں بھی جو اپنی اپنی فوجوں کے ساتھ ساتھ دریا میں بڑھتے رہے تھے۔ اوسی وقت مقابلہ ہوگیا۔ ترکی بیڑہ کو کامل فتح نصیب ہوئی۔ مگر خشکی پر یہ دن خاندان کوبرکی اور نیز آل عثمان کے لئے نہایت نامبارک ثابت ہوا۔ تمام آزمودہ کار فوجی پاشاؤں کی صلاح تھی کہ ترکی لشکر مورچوں کے پیچھے رہ کر آسٹرین فوج کے حملہ کا انتظار کرے۔ وزیر نے ایسا کرنے سے انکار کردیا۔ مرد میدان خواجہ خالد نے وزیر کو اوس کی تیزی اور شتابکاری پر مطعون کیا تو وزیر نے جواب دیا "میں تجھے نمائش کے لئے نہیں بلکہ اس لئے ساتھ لایا تھا کہ تو اپنے تئیں مرد ثابت کریگا"۔ کہن سال خالد نے یہ سنتے ہی اپنی سفید ڈاڑھی کو ہاتھ لگاکر کہا "میری عمر تو اب کوئی زیادہ نہیں ہوسکتی۔ اس لئے مجھے اس بات کی کوئی پرواہ نہیں کہ آج مرد نگایا کل۔ مگر کاشکے میں ایسا نظارہ اپنی آنکھوں سے نہ دیکھتا جس میں سلطنت کو بدنامی۔ اور مصیبت کے سوائے اور کچھ حاصل نہیں ہوسکتا"۔ کوبرلی نے اس کا کوئی جواب نہ دیا۔ اور غصہ میں آکر توپخانہ کو آگے بڑھانے کا حکم دینے کے بعد سپاہیوں کو لڑائی کیلئے خود صف آرا کیا۔ اور کمان کش پاشا نے چھ ہزار کردی اور ترکمان بیقاعدہ سواروں کو ہمرکاب لیکر عیسائیوں کے مورچوں پر حملہ کرنے سے لڑائی کا آغاز کردیا۔ چلتے وقت کمان کش نے اپنے سواروں کو للکار کر کہا "شاباش میرے بہادرو۔ حوران جنت تمہارے انتظار میں ہیں"۔ سوار اللہ اکبر کے نعرے بلند کرتے ہوئے بازوں کی طرح دشمن کیطرف جھپٹ پڑے۔ مگر عیسائیوں نے ثابت قدمی سے ایسی پے در پے باڑیں چلائیں۔ کہ ان کی صفوں میں کئی رخنے ہوگئے اور آخر ان کو واپس ہٹ آنا پڑا۔ سواروں نے پھر دوبارہ حملہ کیا۔ لیکن اس دفعہ بھی اون کی صفیں پراگندہ ہوگئیں۔ کچھ دشمن کی گولیوں کا شکار ہوگئے اور باقیماندہ بھاگ گئے۔ اب آسٹریوں نے اوس طرف کو جہاں مسلمانوں کے لشکر میں مقدس علم لہرارہا تھا۔ بڑھنا شروع کیا۔ ادھر سے اسمٰعیل پاشا گورنر قرامانیہ ایشیائی فوج کو لیکر اون کے مقابلہ کے لئے آگے بڑھا۔ شاہزادہ لوئیس نے اپنے میمنہ کی حفاظت کے لئے درخت گرا کر اون کی باڑ کردی ہوئی تھی اسمٰعیل کے رسالے اس باڑ میں پھنس گئے۔ اور اوس پر عیسائیوں کی متواتر باڑھوں نے سونے پر سہاگہ کا کام دیدیا۔ ایشیائی سواروں کے قدم ڈگمگاگئے اور وہ پسپا کردیے گئے۔ عیسائیوں کی قادراندازی سے وزیر کی چیدہ

فوج میں بھی جو اوس کے گرد جمع تھی بہت نقصان ہو رہا تھا۔ یہ کیفیت دیکھ کر کوبرلی نے اپنے گارڈز (محافظ
یا اردل کی فوج) کے افسروں سے دریافت کیا "اب کیا کیا جائے" انہوں نے جواب دیا "ہم دشمن سے گتھ کر
تلوار سے لڑائی کریں" وزیر جو اوس وقت سیاہ پوشاک پہنے ہوئے تھا۔ اللہ کا نام لیکر شمشیر بدست دشمن کی
طرف اٹھ دوڑا۔ گارڈز بھی اوس کے ساتھ آگے کو جھپٹ پڑے۔ اور سخت خونخوار اور جاں گسل معرکہ آرائی
شروع ہوگئی۔ مگر مسلمانوں کی بدقسمتی سے کوبرلی کو جبکہ وہ شیر نر کی طرح آسٹرین صفوں کو چیرتا ہوا آگے بڑھا
جا رہا تھا۔ گولی آلگی اور وہ شہید ہوکر فرش خاک پر لیٹ گیا۔ اوس کے گارڈز اپنے افسر کو گرتا دیکھ
کر بے اوسان ہوگئے۔ اور شہادت کی خبر پھیلتے ہی کل عثمانیہ لشکر میں سراسیمگی اور پریشانی چھا گئی۔ مسلمان بھی
تو تنبیوں کی طرح کفار کی صفوں میں گھستے چلے جا رہے تھے۔ کہ دفعۃً بے سر ہو جانے سے اسلامی لشکر کے
پاؤں اکھڑ گئے۔ عیسائیوں کو کامل فتح نصیب ہوگئی۔ اور کل ترکی کمپ معہ ایک سو پچاس توپوں کے ہاتھوں کے
ہاتھ لگا۔ لیکن عیسائیوں کو یہ فتح بہت گراں قیمت پر ملی۔ گو ترکوں کے ۲۰ ہزار شہید و فوت ہوئے۔ مگر فاتحین
کے افسر اور سپاہی بھی اس تعداد سے کم ہلاک نہ ہوئے تھے۔

اس شکست سے عثمانی ہنگریا سے بہر خارج کر دیئے گئے۔ تکلی کا بھی ٹرینسلوینیا میں یہی انجام ہوا۔ اور
آسٹرین افواج نے اوس کو صوبہ مذکور سے باہر نکال دیا۔ سلیمان احمد نے تقریباً چار برس حکومت کی جس کے
بدقسمت عہد میں ہزیمت و شکست کے سیلاب میں کوئی کمی نہ آئی۔ بلکہ کفار کی فتوحات کے ساتھ ہی سلطنت
آفات ارضی و سماوی اور اندرونی فتنہ و فساد کا آماجگاہ رہی۔

کوبرلی کے بعد علی پاشا وزیر اعظم بنایا گیا۔ اوس نے متواتر ترکوں سے تنگ آکر شاہ فرانس کے منشاء کے
برخلاف انگلستان اور ہالنڈ کے سفراء کی اس درخواست کو کہ وہ فریقین میں صلح کرا دینے میں منظور کر لیا۔ ناظرین کو یہ
اوپر بتایا جا چکا ہے۔ کہ کوبرلی نے شاہ ولیم کے متعلق لوئی چہاردہم کی درخواست کو مسترد کر کے آسٹریا کے متعلق
اوس کے مشورہ کو قبول کر لیا تھا۔ مگر علی پاشا پر دربار انگلستان کو بہت رسوخ حاصل ہوگیا تھا۔ اور شاہ ولیم نہیں
چاہتا تھا کہ اوس کے دشمن شاہ فرانس کو اوس کے معاون قیصر آسٹریا و جرمنی کے برخلاف ترکوں پر رسوخ
حاصل ہو۔ لیکن آسٹریا نے ایسی سخت شرائط پیش کیں کہ باوجودیکہ اوس نے جنگ سالان کیمان کے بعد قصبہ
وارڈن کلاں کو بھی فتح کر لیا تھا۔ ترکوں نے ایسی مزیل عزت شرطوں پر صلح کی گفتگو کرنی بھی منظور نہ کیا۔
تھوڑی مدت کے بعد علی پاشا جس کی بدمزاجی کی وجہ سے لوگ اوس سے متنفر ہوگئے تھے۔ معزول ہوکر
جزیرہ قبرس میں بھیجدیا گیا۔ اور اوس کی جگہ حاجی علی پاشا والی حلب وزیر مقرر ہوا۔ اسی اثنا میں صرب بحات ڈلمیشیا اور
ہنگری میں خفیف سی معرکہ آرائیاں ہوتی رہیں۔ اور تاتاریوں نے بھی پولنڈ پر چند مرتبہ یورشیں کیں۔ انہی دنوں زلزلہ

عظیم سے سمرنا کا حصہ کثیر منہدم ہوگیا۔ اور چند ماہ بعد ستمبر ۱۶۹۰ء (مطابق ۱۱۰۱ ہجری) میں قسطنطنیہ کا چوتھا حصہ آگ کی نذر ہوگیا۔ حاجی علی موقوف کیا گیا اور مصطفیٰ نام ایک اور شخص وزارت پر مقرر کیا گیا۔ قیصر نے ان اندرونی مصائب سے فائدہ اٹھا کر بلغراد پر بھی اپنی فوج بھیجدی جس نے اوس کا محاصرہ کرلیا مگر دیوان نے غیر معمولی مستعدی سے کام لیکر ۵۔ ذیقعد ۱۱۰۱ ہجری کو وافر سامان رسد و بکثرت فوج قسطنطنیہ سے بلغراد کی کمک کو روانہ کردی جس کے قریب پہونچنے پر عیسائیوں نے محاصرہ اٹھالیا۔ اور محصورین کو کافی کمک پہونچگئی۔ بعدازاں ترکی فوج نے پیشقدمی کرکے پیٹروارڈن کا محاصرہ کیا۔ مگر ناکام واپس ہٹ آئی۔ پولنڈ اور ڈلمیشیا میں بھی ترکی عساکر کو مزید زکیں اٹھانی پڑیں۔ ۱۶۹۴ء میں اہالی وینیس نے بحیرہ مجمع الجزائر کے مشہور جزیرہ کیوس (ساقز) کو فتح کرلیا اور محرم ۱۰۹۵ء میں قسطنطنیہ کا کچھ حصہ پھر آتشزدگی سے خاک سیاہ ہوگیا۔ سلطان ان مسلسل تباہیوں اور مصیبتوں کے ہجوم کا زیادہ مقابلہ نہ کرسکا۔ بیمار وہ پہلے سے ہی تھا۔ مایوسی اور شکستہ دلی نے رشتہ حیات کو اور چھوٹا کردیا! اور وہ ۶۔ فروری ۱۶۹۵ء (مطابق یکم جمادی الاول ۱۱۰۶ء) کو بمرض استسقا اس دارفانی سے رحلت کرگیا۔ یہ بادشاہ فاضل و خوشنویس اور سخنگار اور موسیقی سے بہت اُنس رکھتا تھا +

قسطنطنیہ کی دوسری آتشزدگی کے بعد مصطفیٰ کی جگہ احمد پاشا وزیر بنایا گیا تھا۔ اس نیک بخت کو اون مشکلات عدیدہ کے نازک زمانہ میں صرف یہ اصلاح نہائیت ضروری معلوم ہوئی کہ مسلم و کافر میں تمیز ہوسکنے کے لئے نمایاں نشان مقرر کئے جائیں۔ چنانچہ اوس نے قطعی ممانعت کردی کہ کوئی نصرانی رنگین لباس۔ زرد پاپوش اور سموری ٹوپی نہ پہنے نہ گھوڑے پر سواری کرے۔ عیسائی سیاہ پوشاک پہنیں اور گدھے کی سواری کریں۔ ملک کی خوش قسمتی سے یہ مدبر و فرزانہ دستور اعظم چند دنوں کے بعد ہی معزول کردیئے گئے اور سربلی علی پاشا والی طرابلس و شام وزارت کی خدمت پر مامور ہوا +

مصطفےٰ ثانی کی تخت نشینی اور اوس کا خود سپہ سالار بننا

احمد ثانی کے بعد معزول سلطان محمد چہارم کا فرزند مصطفےٰ تخت نشین ہوا۔ اور اوس نے ثابت کردیا۔ کہ وہ اس قابل تھا کہ اس تباہی و نکبت کے زمانہ کی بجائے کسی بھلے دن میں جہانبانی کرتا۔ تخت نشینی سے تیسرے دن بعد اوس نے خط شریف (فرمان سلطانی) صادر کیا اور اوس میں تمام تباہیوں اور مصیبتوں کا الزام چند گذشتہ سلاطین کی دوں ہمتی پر لگا کر دستور قدیمہ کو ازسرنو جاری کرنے کو فوج کی خود سپہ سالاری کرنے کا ارادہ ظاہر کیا +

بقول جرمن مورخ وان ہیمر یہ فرمان بیشک اسی قابل ہے۔ کہ اوس کو بجنسہ درج کیا جاوے وھو ہذا:-

"خداوند کریم نے جو کل برکتوں اور بھلائیوں کا تقسیم کنندہ ہے۔ مجھ گنہگار کو کل عالم کی خلافت عطا فرمائی ہے جو

بادشاہ بندۂ نفس عیش پرست اور کاہلی کے غلام ہوتے ہیں۔ خدا کی مخلوقات کو اون کے ماتحت کبھی امن و آرام نصیب نہیں ہوتا۔ آج کے دن سے عیاشی، فضول سیر و تفریح اور بیکاری کو اس دربار سے خارج کر دیا گیا ہے۔ اون بادشاہوں نے جو ہمارے نامور باپ محمد کے بعد حکمران رہے ہیں۔ تن پرستی اور عیش و آرام کے سوا اور کسی کام سے سروکار نہ رکھا۔ جس سے فائدہ اٹھا کر ناپاک کفار نے بلاد اسلام کی چاروں سرحدوں پر فوج کشی کر دی۔ انہوں نے ہمارے صوبے فتح کر لئے ہیں پیروان محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے مال و اسباب کو لوٹ کھسوٹ لیا ہے۔ اور مومنوں اور اون کی بیویوں اور معصوم بچوں کو غلام و اسیر بنا لیا ہے۔ یہ کل باتیں جیسی کہ مجھے معلوم ہیں ویسے ہی تم سب کو اون کا علم ہے۔ پس میں نے بعون الملک الوہاب ان دوزخ کے کندوں کفار ملاعین سے پورا بدلہ لینے کا عزم بالجزم کر لیا ہے۔ اور میں بذات خود اب اون کے ساتھ جہاد شروع کرونگا۔ ہمارا جد نامدار سلطان سلیمان (انار اللہ برہانہ و مرقدہ) اپنے ۴۸ سالہ عہد حکومت میں نہ فقط اپنے وزیروں کو ہی ناپاک عیسائیوں کے مقابلہ پر بھیجتا رہتا تھا۔ بلکہ خود بھی لشکر مجاہدین کی سپہ سالاری کیا کرتا تھا۔ اور اس طرح کفار سے وہ بدلہ لیا کرتا تھا جس کا خداوند کریم حکم کرتا ہے۔ اسی طرح میں نے بہ نفس نفیس جنگ کرنے کا عزم کر لیا ہے۔ بنا برین میرے وزیر اعظم۔ دیگر وزیرو۔ عالمو۔ اور میری فوج کے آغاؤ اور افسرو تم سب میرے سامنے جمع ہو کر میرے اس فرمان سلطانی پر غور و فکر کرو۔ اور اصلاح و مشورہ کر کے مجھے اطلاع دو۔ کہ آیا میں بذات خود فی الفور آسٹریا سے مخاصمت شروع کروں یا آپ اڈریانوپل میں ہی مقیم رہوں۔ ان دونوں باتوں میں سے اوسے اختیار کرو جو مذہب و ملت و دولت و سلطنت اور عباد اللہ کے واسطے مفید ترین ہوں۔ اور اپنا جواب جو سب آمیزشوں سے پاک اور بالکل سچا ہو پایۂ عرش خلافت کے سامنے پیش کرو۔ والسلام۔"

دیوان نے اس فرمان پر تین دن تک خوض و فکر کیا۔ اکثر کی رائے تھی۔ کہ سلطان کا فوج کے ساتھ جانا مناسب نہیں۔ بعض کو یہ وہم ہو رہا تھا۔ کہ بادشاہ نے صرف مشیروں کا عندیہ معلوم کرنے کیلئے یہ فرمان صادر کیا ہے۔ آخر سب نے باتفاق رائے یہ فیصلہ کیا۔ کہ فوج کی سپہ سالاری لینے کیلئے سلطان کے جانے سے یہی نہیں کہ اوس واجب الاحترام وجود کو سخت تکلیف و جوکھم میں پڑنا پڑیگا۔ بلکہ اس سے خرچ بھی بے اندازہ بڑھ جائیگا۔ چنانچہ اسی فیصلہ کے مطابق دیوان نے سلطان کی خدمت میں عرض کر بھیجا۔ کہ حضور ممدوح کو ذات شوکت سمات سلطانی کو محاربہ کے خطرات میں ڈالنا واجب نہیں۔ لڑائی کا اہتمام وزیر اعظم پر چھوڑا جائے۔ شیر دل مصطفےٰ نے اس بزدلانہ یادداشت کا یہ مختصر جواب تحریر کیا۔ "میں ضرور جاؤنگا۔" اس پر محاربہ کی تیاریوں کو بسرعت تکمیل کرنے کے لئے کمال سرگرمی سے تدابیر لازمہ کو عمل میں لایا گیا۔ اور شروع شروع میں نوجوان سلطان کو اپنی بہادری کے صلہ میں پوری کامیابی نصیب ہوئی۔ ۱۶۹۶ء کے موسم گرما میں وہ بلغراد سے

تمیسور گیا۔ اور قرآن سبیس۔ لپا اور لوگاس کے مشہور مضبوط قلعے اعدا سے پھر فتح کر لئے۔ ۲۲ ستمبر کو اوس کا آسٹرین فوج سے لوگاس کے قریب مقابلہ ہوا۔ سلطان کو کامل فتح ہوئی۔ اور آسٹرین سپہ سالار مسی ڈیٹی رانی اور اوس کی نصف فوج میدان جنگ پر کھیت رہی۔ شہر لکھتا ہے کہ جنرل ڈیٹی رانی زخمی ہو کر پکڑا جانے کے بعد قتل کیا گیا تھا۔ اس لڑائی میں ایک طرف سے ترکوں نے اور دوسری طرف تاتاریوں نے حملہ آور ہو کر عیسائیوں کو آتشباری کی دوہری بوچھاڑ میں گھیر لیا تھا۔ جو اس دو طرفہ بلا کی زیادہ تاب مقاومت نہ لاسکے۔ اور جلد میدان سے بھاگ کھڑے ہوئے۔ اس فتح سے فارغ ہو کر تاتاریوں نے پولنڈ پر حملہ کیا اور لمبرگ تک ملک کو تاخت و تاراج کرتے چلے گئے۔ اسی سال بتیس ہزار فوج کٹوا کر زار پیٹر اول کو آذاف کے محاصرہ سے دست بردار ہونا پڑا۔ اس کا مفصل ذکر آگے آئیگا۔ سمندر پر بھی یہ سال عثمانیوں کے لئے نہایت مبارک ثابت ہوا۔ تونسی میر البحر مینزو مورتو حسین پاشا نے جزیرہ ساؤ اہالی وینس سے پھر واپس لے لیا۔ اور دو دفعہ اون کے بیڑہ کو سخت شکست دی +

مصطفیٰ کی ہزیمت

ان فتوحات سے مسلمانوں کے حوصلے بہت بڑھ گئے۔ موسم سرما میں مصطفیٰ اور اوس کے مشیر شہر ادرن میں مقیم رہ کر سلطنت کی مالی حالت درست کرنے اور فوج کی تعداد بڑھانے اور اوس کے نظام و ترتیب کو سنوارنے کیلئے لگاتار سعی بلیغ کرتے رہے۔ تنباکو، حبشی غلاموں اور دیگر اسباب تکلف و سامان تعیش پر بھاری محصول لگائے گئے۔ اور رعایا نے برضی خود بھی فوج کے اخراجات کے لئے معقول رقموں سے مدد کی۔ اکثر امراء نے سلطان کی نیک مثال سے متاثر ہو کر اپنے خرچ سے پلٹنیں تیار کیں اور خود اون کے کمانڈر بن کر سلطانی فوج میں آملے۔ سلطان نے قسطنطنیہ اور ایڈریانوپل کے شاہی محلات کے باغبانوں و بوستانچیوں کے جم غفیر سے تین ہزار پیدل فوج کا لشکر تیار کیا تھا۔ اون کے لئے اب علیحدہ وردی تجویز کی گئی۔ اور فوجی مشق و قواعد میں خوب طاق کر کے اون کی تین رجمنٹیں بنائی گئیں۔ ان تیاریوں سے فارغ ہو کر سلطان نے جرار اور خوب قواعد دان فوج لیکر ۱۶۹۶ء میں پھر جنگ شروع کر دیا۔ ڈیوک آف سیکس کے زیر کمان آسٹرین فوج کو تمیسور کے قریب بمقام اولاش شکست فاش دیکر تمیسور کو محاصرہ سے مخلصی دلوائی گئی۔ ڈلمیشیا میں اہالی وینس کی پیشقدمی روک دی گئی۔ اور پولنڈ کو جو اس سال جان سوبی اسکی کے مرجانے سے بے سر ہو گیا تھا۔ تاتاریوں نے پھر سیر ہو کر تاخت و تاراج کیا۔ ان فتوحات کی خوشی میں آذاف کے نکلجانے کا جس کو اسی سال پیٹر نے دوبارہ دو مہینے محاصرہ کر کے فتح کر لیا تھا۔ کسی کو چنداں افسوس نہ ہوا۔ مصطفیٰ ہنگری کے اون قلعوں میں جو ابھی تک ترکوں کے قبضہ میں تھے فوج کی کافی جمعیتیں چھوڑ کر اپنی فتوحات اور کامیابیوں پر نازاں ایڈریانوپل واپس آگیا۔ اوس کا یہ فخر و ناز بیجا نہ تھا۔ لیکن سلطان سلیمان

اعظم جس کو اوس نے اپنا نمونہ بنایا تھا۔ غالباً ایسے موقع پر جب تک شکستہ دل اور خوف زدہ دشمن کو خوب پامال نہ کر لیتا۔ کبھی واپس ہٹنے کا نام نہ لیتا۔ بہر حال ترکوں کے دل پھر مضبوط اور اون کی امیدیں دوبارہ تازہ ہونی شروع ہو گئی تھیں لیکن عیسائیوں کی خوش قسمتی سے قیصر نے ۱۶۹۷ء میں شاہزادہ یوجین[1] کو آسٹرین افواج مقیمہ ہنگری کا سپہ سالار مقرر کر دیا۔ اور اوس کے سامنے ہلالی علم جلد سرنگون ہو گیا۔ سلطان مصطفیٰ اس نامراد محاربہ کے لیے صوفیا میں عساکر عثمانیہ جمع کر کے بلغراد گیا۔ اور وہاں قیام کر کے متواتر جنگی کونسل کے اجلاس کیے۔ دریں ولا چند چھوٹے چھوٹے معرکوں میں ترک چیرہ دست رہے۔ تمیسور کی ترکی فوج کو بلغراد سے کمک بھیج دی گئی۔ اور دریائے ڈینیوب کے کنارہ پر کئی قلعے فتح کر لیے گئے۔ مگر وہ امر جو فتح و ظفر کا اصل سرنہاں ہوتا ہے۔ مفقود تھا۔ ترکی افسروں میں باہمی نااتفاقی تھی۔ اور خود سلطان بھی کوئی پختہ رائے قایم نہیں کر سکا تھا۔ کہ لڑائی کا کیا نقشہ باندھا جائے۔ وزیر اعظم الماس رجب کربسی اوّاہس محمد لکھتا ہے، سے دوسرے پاشا ناراض تھے اور انہوں نے متفق ہو کر اوس کی تجاویز کی مخالفت اور اوس کی تدابیر کو بیکار کرنے کی ٹھان رکھی تھی۔ ادھر خود وزیر بھی ایک خواب کی وجہ سے پژمردہ دل ہو رہا تھا۔ جسے سُنا کر اوس نے اپنے رفقاء کو بھی جو وہی

---

[1] پورا نام فرینکوئس یوجین۔ شاہزادہ سوائے[*]۔ وہ فرینچ وزیر مازارین کی ایک بھانجی اور کونٹ سواسونز کا بیٹا تھا۔ لوئی چہاردہم نے جب اوس کی ماں کو ہالنڈ میں جلاوطن کر دیا۔ اور اوس کے خاندان کو اور بھی تکلیفیں پہونچائیں تو وہ شاہ فرانس کے رقیب قیصر آسٹریا و جرمنی کے پاس وائینا چلا گیا۔ اور آسٹرین فوج میں داخل ہو کر آسٹریا کے مخالفین ترکی و فرانس کو ہمیشہ چنے چبواتا رہا۔ ترکوں کو اوس کے ہاتھوں جو ہزیمتیں اٹھانی پڑیں۔ اون کا مفصل ذکر اس کتاب میں درج ہے۔ ۱۷۰۰ء میں چارلس ثانی شاہ ہسپانیہ کے لاولد مر جانے پر آسٹریا اور فرانس میں جو جنگ ہوا۔ اوس میں انگلستان بھی آسٹریا کے ساتھ شریک ہو گیا تھا۔ محاربہ مذکور میں انگلستان کے مشہور جرنیل ڈیوک آف مارلبرو کے ساتھ ملکر یوجین نے فرانس کو متواتر شکستیں دیں۔ لیکن ۱۷۱۳ء میں انگلستان نے جب طویل محاربے سے تنگ آکر حسب معمول اپنے رفیق کا ساتھ چھوڑ دیا۔ اور فرانس سے بمقام یوٹرکٹ معاہدہ کر کے صلح کر لی۔ تو یوجین کی فتوحات کا سلسلہ رک گیا۔ اور آسٹریا نے بھی ۱۷۱۴ء میں بمقام راسٹاٹ فرانس سے صلح کر لی۔ ۱۷۱۸ء میں عام صلح ہو جانے پر امن کے چند برس اوس نے علم و فن کی ترقی و اشاعت پر صرف کیے۔ نپولین اوس کو فریڈرک اعظم اور تورین ایسے نامور سپہ سالاروں کا ہم پلہ سمجھتا ہے۔ اوس کے مرنے کے بعد آسٹریا کو جب زک پہونچی شروع ہوئیں۔ تو چارلس ششم قیصر آسٹریا اکثر رنج و اندوہ سے پکار اٹھتا۔ افسوس سلطنت کی خوش قسمتی یوجین کے ساتھ چلی گئی وہ ۱۶۶۳ء میں بمقام پیرس پیدا اور ۱۷۳۶ء میں بمقام وائینا فوت ہوا۔ اوس کا قد درمیانہ مگر جسم خوب گٹھا ہوا اور نہایت شہ زور تھا۔ اور ان تمام خرابیوں سے جن سے اکثر بڑے آدمی ملوث ہوتے ہیں بچا ہوا تھا۔ مؤلف

[*] سوائے فرانس کے جنوب مشرقی حصہ میں اوس کے ایک صوبہ کا نام ہے جو اٹلی کے شمال مغرب میں واقع ہے۔ مؤلف

مزاج ہونے میں اوس سے کچھ کم نہ تھے بیدل بنا دیا۔ خواب یہ تھا کہ مرحوم وزیر مصطفےٰ کوپرلی زادہ شہید سالان کیمان اوس کے خیمہ میں داخل ہوا۔ اور اوس کو پہلے خود چکھ کر شربت کا پیالہ دیا۔ وزیر نے خواب کا ذکر کرتے وقت اوس کی تعبیر بھی ساتھ ہی کردی کہ یہ جام شہادت تھا۔ جو اس تعارہ میں سے مجھے بھی نصیب ہوگا۔ وہ فوج کو ڈینوب کے دائیں کنارہ پر رکھ کر دریا ساوؔ کو عبور کرکے پیٹر وارڈن کے مشہور قلعہ کو فتح کرنے کی کوشش کرنا چاہتا تھا۔ دوسرے افسروں نے تجویز پیش کی کہ دریا ڈینوب اور تھی اس کو عبور کرکے یوجین کی فوج پر جو دریا بکسکا کے کنارے خیمہ زن تھی اچانک جا پڑنے کی کوشش کیجائے۔ طول طویل مباحثہ کے بعد جس میں فریقین بہت کچھ گرم ہوگئے تھے۔ آخری تجویز کو اختیار کیا گیا۔ فوج دونوں دریاؤں کو عبور کرگئی۔ لیکن معلوم ہوگیا۔ کہ پرنس یوجین کو غافل پاکر اوس پر جا پڑنے کی امید رکھنا محض فضول ہے۔ اب دونوں فریق اس کوشش میں مشغول ہوئے کہ جس طرح ہو دوسرے سے پہلے ہم قلعہ ژٹیل پہونچیں۔ یہ قلعہ ڈینوب اور تھی اس کے محل اتصال پر واقع ہے۔ عثمانیہ فوج یوجین کے ایک دستہ کو مغلوب کرکے ژٹیل پہلے پہونچ گئی۔ اور اوس کو تباہ و غارت کردیا۔ وہاں جاکر پھر پیٹر وارڈن کو محاصرہ کرنیکی صلاح ہوگئی۔ اور فوج مقام والووا کی طرف چلدی جہاں پہونچکر دریا کو عبور کرکے ڈینوب کے دائیں ساحل پر پہونچنے اور پیٹر وارڈن پر حملہ کرنے کیلئے پل بنانے شروع کردیئے گئے۔ کیونکہ پرانے پلوں میں سے بعض کو آسٹریوں نے توڑ دیا تھا۔ اور باقیماندہ پر قبضہ کرلیا ہوا تھا۔ اس جگہ ترکوں کو معلوم ہوا کہ یوجین نے پیٹر وارڈن کی حفاظت کا پورا بندوبست کرلیا ہوا ہے۔ اس پر پھر جنگی کونسل منعقد کیگئی۔ اور اوس میں فیصلہ ہوا کہ دریا تھی اس کے مغربی یعنی دائیں کنارہ کنارہ شمال کو جاکر سزغدن (زیجات) پر حملہ کیا جائے۔ یوجین کی مستعدی سے یہ منصوبہ بھی پورا نہ ہوا۔ وہ زبردست جمیعت زیجات کے قلعہ میں متعین کرکے باقیماندہ فوج سے مناسب موقع ملنے پر حملہ کردینے کے لئے ترکوں کے پیچھے پیچھے ہو لیا۔ ایسا موقع اوسے یاوری بخت سے جلد ملگیا۔ آسٹرین سواروں نے ایک ترکی پاشا مسمی جعفر کو پکڑ لیا۔ اور اوس نے جان کے خوف سے یوجین کو بتا دیا کہ سلطان نے زیجات پر حملہ کرنے کا ارادہ ترک کردیا ہے اور اب زنٹا کے قریب تھی اس کو عبور کرکے بالائے ہنگری اور ٹرینسلوینیا جانے کا عزم رکھتا ہے۔ یہ سنتے ہی آسٹرین سپہ سالار یہ توقع کرکے شاید وہ ایسے وقت ترکوں کے سر پر جا پہنچے جبکہ وہ دریا کو عبور کر رہے ہوں۔ زیجات تمام زنٹا کیطرف چلدیا۔ اور خوبی تقدیر سے وہی صورت پیش آئی جس کی اوسے توقع یا تمنا تھی +

۱۱ ستمبر ۱۶۹۷ء کو دو بجے بعد دوپہر کا وقت تھا کہ سلطان نے اپنے زبردست حریف کو رو اردی بڑھاتے دیکھا۔ ترکوں نے دریا پر عارضی پل بنائے ہوئے تھے۔ اور سلطان کل فوج سواران۔ اور توپخانہ کا حصہ

کثیر حائیں یعنی مشرقی کنارہ کو عبور کر گیا تھا۔ مگر فوج پیدل ابھی تک مغربی کنارہ پر تھی سلطان اور اوس کے افسروں نے
پیش بندی کر کے اپنے عقب کی حفاظت کیلئے مضبوط مورچے اور گہری خندق تیار کر لی ہوئی تھی۔ اور نیز اسی غرض کیلئے ستر
توپیں دائیں کنارے پر رہنے دیکر انکو مناسب موقعوں پر نصب کر دیا ہوا تھا۔ یوجین دشمن کی ان زبردست تیاریوں اور حفاظتوں
کی کچھ پرواہ نہ کر کے اپنی فوج کے کالموں کو جوں جوں وہ پہنچتے گئے حملہ کیلئے صف آرا کرتا گیا۔ عین اس موقعہ پر ایک قاصد آنیا
قیصر کا تاکیدی حکم لایا کہ دشمن سے کھلے میدان میں لڑائی نہ کی جاوے۔ بہادر جرنیل نے قیصری احکام کی بھی کچھ پرواہ نہ کی اور
فیصلہ کن لڑائی کیلئے اپنی صفوں کو برابر درست کرتا رہا۔ عیسائی مؤرخ لکھتے ہیں کہ اگر ترک یوجین کی تمام فوج کے پہنچ جانے
اور استرویی باتریوں کے موقعہ بموقعہ نصب و قایم ہو جانے سے پہلے ثابت قدمی اور مردانگی کے ساتھ پیشقدمی
کر کے آسٹرین فوج کے قلب پر خود حملہ آور ہو جاتے تو با غلب وجوہ وہ آسٹرین فوج کو بالکل پامال کر دیتے۔ مگر
پیشقدمی کر کے حملہ آور ہونا تو درکنار وہ حملہ کو روکنے کے لئے بھی تیار نہ تھے۔ نا اتفاقی اور پھوٹ نے سلطانی
لشکر میں کامل ابتری اور پریشانی برپا کر رکھی ہوئی تھی۔ وزیر اعظم نے پاشاؤں اور سپاہیوں اور بعض باقاعدہ
سواروں کو جن میں سے اکثر دریا کو عبور کر گئے تھے۔ واپس بلایا۔ مگر مورچوں سے باہر نکلنے کی جرأت نہ کی۔
سلطان بھی دوسرے کنارہ پر ہی کھڑے تماشہ دیکھتے رہے۔ لڑائی میں شریک ہونے اور فوج سے کام لینے
کے لئے دوسری طرف پھر واپس جانے کی تکلیف گوارا نہ کی۔ جب یوجین صف بندی سے فارغ ہوا۔
تو دن صرف دو گھنٹے باقی تھا۔ اوس نے توپوں کو ایسی جگہ قایم کیا۔ جہاں سے پل بھی اون کی زد میں
تھا۔ اور فوج کو ہلال کی شکل میں صف آرا کیا۔ تا کہ ترکی مورچوں پر جو نیم دائرہ کی شکل میں تھے یکبارگی ایک
سرے سے دوسرے سرے تک حملہ کیا جائے۔ کل انتظام مکمل کر کے عیسائی فوج نے ترکی لشکر کے ہر حصہ
پر ایک ساتھ حملہ کر دیا جس میں ہر جگہ کامیابی ہوئی۔ اور ہوتی کیوں نہ۔ ترک تتر بتر ہو رہے تھے۔
اور یہ ظاہر ہے کہ جہاں اتحاد و اتفاق نہ ہو۔ سپاہیوں کو اپنے پر کوئی اعتماد نہیں رہتا۔ اور جب اعتماد نہ رہا تو
لڑنا کیا تھا۔ قدرے قلیل نے بیدلی سے کسی قدر مقابلہ کیا۔ کہتے ہیں کہ ینگچریوں کے جم غفیر نے عین اوس
وقت جبکہ تنور حرب خوب گرم ہو رہا تھا۔ خود سر ہو کر حملہ آوروں کے سامنے خود اپنے ہی افسروں کو قتل
کرنا شروع کر دیا۔ عیسائیوں کو ایسے موقعے روز کب ملتے تھے۔ اون کی تلواریں اس طرح کام کر رہی تھیں
جیسے گیہوں کے پختہ کھیت میں کسان کی درانتی۔ کسی فرد بشر کو امان نہ دیگئی۔ اور جو سامنے آیا۔ اوسے
تلوار کی گھاٹ اوتار دیا گیا۔ یہ اعداء دین و ملت مستوجب بھی اسی پاداش کے تھے۔ ۲۰ ہزار ترک میدان میں
ڈھیر ہو گئے۔ اور ۱۰ ہزار دریا کو عبور کرنے کی جدوجہد میں ڈوب کر فنا ہو گئے۔ وزیر اعظم کئیر التعداد پاشا
بھی وہیں کھیت رہے۔ الغرض سورج ابھی غروب نہ ہوا تھا کہ لڑائی ختم اور فتح و شکست کا تصفیہ

ہوگیا اور بقول یوجین گویا سورج فاتح آسٹریوں کے مظفر و منصور جھنڈوں کو اپنی آخری شعاعوں سے منور کرنے کیلئے لڑائی کے خاتمہ تک مرگ رہا تھا"۔ سلطان جو دوسرے کنارہ سے اپنی فوج کی بربادی کا نظارہ کر رہا تھا۔ فوج سواران کا بقیۃ السیف حصہ ہمراہ لیکر بچا ہوا اور ہراساں تیبسور کو بھاگ گیا۔ جہاں سے وہ قسطنطنیہ واپس چلا گیا اور پھر کبھی میدان میں نہ آیا۔ آسٹری اس فتح سے چند دن بعد بوسینیا میں داخل ہوگئے۔

حسین کوبرلی کی وزارت

زنتا کی شکست سے سلطنت عثمانیہ کی حالت پھر نہایت سقیم ہوگئی۔ اس مصیبت کیوقت پھر خاندان کوبرلی سے رجوع کیا گیا

اور اس نامور خاندان نے پھر ایک ایسا وزیر بہم پہونچا دیا جس نے اوسے پھر سابقہ عروج پر نہ پہونچایا۔ سہی دن بدن اور زیادہ قعر ذلت اور پستی میں گرتے جانے سے تھام لیا۔ اس کا نام حسین کوبرلی تھا جسے احمد کوبرلی فاضل کے زمانہ وزارت میں عمو صاحبزادہ کا لقب ملا تھا۔ کیونکہ وہ احمد کے چچا اور محمد کوبرلی کے چھوٹے بھائی حسن کا بیٹا تھا۔ حسین اوائل میں عیاش و کاہل نوجوان تھا۔ مگر ویٹنا کی مہم میں ترکی فوج پر پے در پے مصائب کے نازل ہونے سے یک لخت اوس کی کایا پلٹ گئی۔ اور اوسے اپنے خاندان کی ناموری اور ملک کی عزت قایم رکھنے کا سخت خیال ہوگیا۔ اوس نے پوری سرگرمی اور لیاقت سے ملکی خدمات سرانجام دینی شروع کردیں کئی اہم دفاتری کے عہدوں کے فرائض کمال تندہی سے ادا کئے۔ اور جب ۱۶۹۷ء میں وزارت پر مقرر کیا گیا۔ تو اوس نے ثابت کردیا کہ مالی اور انتظامی صیغوں کی اصلاح و درستی کے لئے جو اوس کے خاندان کا نمایاں وصف و رخاصہ تھا اوسے بھی خالق ارض و سما نے پوری قابلیت عطا کر رکھی ہے۔ اوس نے سلطنت کے اعداء کی پیشقدمی کو روکنے کیلئے مزاحمت کا سامان بہم پہنچانے کیواسطے کوئی کوشش جو ممکن تھی باقی نہ اٹھا رکھی۔ قہوہ پر ٹیکس لگایا گیا۔ اور سلطنت کے تمام اعلے عہدہ داروں سے ایک قسم کا چندہ وصول کیا گیا جسے انکم ٹیکس کہا جائے تو بیجا نہ ہوگا کریسی لکھتا ہے کہ "حسین کوبرلی کمال دلاوری سے کام لیکر مذہبی اوقاف کی آمدنیوں سے معقول رقم ملک کی اس شدید ضرورت کیوقت اپنے تصرف میں لانے سے نہ جھجکا"۔ اس بیان سے مترشح ہوتا ہے کہ یہ فعل گویا اب پہلی مرتبہ ظہور میں آیا تھا مگر اوپر لکھا جا چکا ہے کہ یہ مناسب و بجا اور قابل تعریف مردانگی وزراء سلطنت عثمانیہ میں سب سے اول مصطفےٰ کوبرلی حسین کے چچا نے دکھلائی تھی لیکن حسین کی یہ تقلید بھی تعریف کی مستحق ہے کیونکہ ناظرین کو صفحات ماقبل سے معلوم ہوگیا ہوگا کہ بعض علماء کو مصطفےٰ کی یہ کارروائی ناگوار گذری تھی حسین نے دوبارہ اس کام کو کرکے اون کے اعتراضات کو ہمیشہ کے لئے ساکت کردیا۔ اور اس تکرار سے اخلاف کے لئے زبردست نظیر قایم کردی۔ ان تدابیر سے حسین یورپین صوبجات کی حفاظت کیلئے پچاس ہزار پیدل اور ۲۴ ہزار

سلہ جرمن مورخ وان ہیمر نے ایک ترکی مورخ کے حوالے اپنی تاریخ کی ساٹھویں کتاب کے ایک حاشیہ میں بری و بحری فوج عثمانیہ کی جو تعداد دی ہے جو حسین نے بڑھائی تھیں۔ اسمیں ہر حصہ کی تفصیل کر کے بتایا گیا ہے۔ کہ ہر حصے میں کسقدر فوج بہم پہونچی تھی اور فوج مذکور کا کریکٹر کیسا تھا۔ مولف

سواروں کی فوج فراہم اور آراستہ کرنے میں کامیاب ہوگیا جب یہ فوج میدان جنگ کی طرف روانہ ہوئی تو آسٹرویٰ دریا ساوا کو عبور کرکے ہنگری واپس چلے گئے اور موسم سرما کے لئے وہاں ڈیرہ جا ڈالا - وزیر نے دوسری طرف ایک بیڑہ بحیرہ روم کو اور دوسرا بحیرہ اسود کو بھیجدیا۔ مگر ان فوجی تیاریوں کے ساتھ ہی اوس کی دلی خواہش یہ تھی۔ کہ صلح کرلی جائے۔ اوسے بخوبی معلوم تھا کہ سلطنت بالکل بگڑ گئی ہے۔ اور اگر لڑائی جاری رہی۔ تو مزید بربادی کا روکنا تقریباً ناممکن ہے۔ صرف جنوبی صوبوں میں ہی لڑائی کا پانسہ ٹرکی کے برخلاف نہیں پڑرہا تھا۔ اہالی وینس ڈلمیشیا میں برابر قدم آگے بڑھاتے چلے آرہے تھے۔ اور یونان میں بھی گوننگیو پانٹ کی ترکی فوج نے مردانہ مقابلہ کرکے اون کو وہاں سے پسپا کردیا تھا۔ اور بہادر امیرالبحر مزومورٹو حسین، کی جوانمردی سے اون عثمانیہ افواج کو جو یونان کے سواحل اور مجمع الجزائر کے جزیروں میں مامور تھیں۔ عین بروقت کمک پہونچگئی تھی۔ سوبیسکی خاک اڑاتے کارنتھ سے آگے بڑھے چلے آرہے تھے۔ پولنڈ البتہ اب سے بیحس و حرکت بیٹھا تھا۔ مگر اس کے عوض روس فی الواقع ایک زبردست رقیب ہوگیا ہوا تھا۔ یہ وسیع سلطنت اب پیٹر اعظم ایسے شخص کے

سلطنت پیٹر زار الکسیس آئی میکائیلووچ کا دوسری بیوی سے بیٹا تھا۔ پہلی بیوی سے اوس کے دو بیٹے فیوڈور اور ایوان اور ایک بیٹی صوفیہ تھی۔ باپ کے بعد فیوڈور تخت پر بیٹھا جو پیٹر کو اپنا جانشین مقرر کرکے ۱۶۸۲ء میں مرگیا۔ ایوان کو اوس نے اسی لئے عاق کیا تھا کہ اوس کا دماغ کمزور تھا۔ مگر شاہزادی صوفیا نے جو اپنے بھائی کے توسط سے خود حکومت کرنے کا ارادہ رکھتی تھی۔ بغاوت برپا کردی۔ جس پر ایوان بھی پیٹر کے ساتھ زار تسلیم کیا گیا۔ اور صوفیا دونوں کی ولیہ مقرر ہوئی۔ جس کا مدارالمہام اور معتبر شاہزادہ گالت زن تھا۔ مگر جب پیٹر نے ۱۷ برس کی عمر میں شادی کرلی۔ اور اوس کی بیوی کو حمل ہوگیا۔ تو گالت زن نے دوبارہ بغاوت کردی۔ جو فرو کردی گئی۔ اور گالت زن۔ صوفیا اور ایوان نظر بند کردیئے گئے۔ ایوان ۱۶۹۶ء میں فوت ہوگیا اور صوفیا ۱۷۰۴ء میں۔ یہ بغاوت ۱۶۸۹ء میں ہوئی تھی۔ اوس کے بعد پیٹر مطلق العنان ہوکر بادشاہی کرنے لگا۔ اور فتوحات ملکی اور اپنی رعایا کو شائستہ و مہذب بنانے میں مشغول ہوگیا۔ ۱۶۹۷ء و ۱۶۹۸ء میں اوس نے جرمنی ہالنڈ اور انگلستان کی سیر کی۔ اور وہاں کے کارخانوں کا بخوبی معاینہ کرکے کئی کاریگر اور انجینیر ساتھ لیتا آیا۔ وہاں اوس نے بدمعاشی اور خراب نوشی میں بھی کوئی کسر باقی نہ چھوڑی تھی۔ مگر اپنے ملک کی بہتری کی تدابیر سے کبھی ایک لحظہ کیلئے بھی غافل نہ ہوا۔ ترکوں سے اوس کی جو لڑائیاں ہوئیں۔ اون کا اس کتاب میں مفصل ذکر آئیگا۔ ۱۷۰۳ء میں اوس نے شہر سینٹ پیٹرز برگ کی ایک گہری دلدل میں بنا قایم کی۔ جس کی عمارت نو برس میں ختم ہوئی۔ اور ایک لاکھ سپاہی اور مزدور سردی اور بھوک سے ضایع ہوئے۔ اور دوسرے برس چارلس دوازدہم شاہ سویڈن پر چڑھائی کرکے زک اٹھائی۔ لیکن اس سے اوس کا حوصلہ پست نہ ہوا۔ بلکہ یہ کہکر دوسرا لشکر بھی جو صاف قایم کردیا۔ میں جانتا تھا کہ اہالی سویڈن شروع شروع میں ہمیں پسپا کردیںگے۔ مگر آخر ہم اون سے اون کو مغلوب کرنا سیکھ جائینگے۔ ۱۷۰۹ء میں مقام پلٹووا کی لڑائی سے اسکی تصدیق ہوگئی جسمیں سویڈش فوج کا حصہ کثیر اسیر کرلیا گیا۔ اور شاہ سویڈن

زیر فرمان تھی جو ناعاقل جاہل وکندہ ناتراش روسیوں کو اون کی طاقت سے واقف کرکے اوس طاقت کو جیب ہولناک دیو کی طاقت سے کم نہ تھی۔ استعمال میں لانا سکھا رہا تھا۔ اوس نے مغربی یورپ سے اس وقت بھی کثیر التعداد انجینر اور قابل افسر بلاکر اپنے پاس جمع کر لئے ہوئے تھے۔ اور فریخ اور آسٹرین افواج کے نمونہ پر ایک لشکر بھی تیار کر لیا ہوا تھا۔ مگر جن چیزوں کی اوسے بیحد تمنا تھی۔ وہ جہاز۔ بندرگاہ اور بحری طاقت تھی۔ اوسے شروع سے ہی اس امر کی بڑی آرزو تھی۔ کہ کسی طرح بحیرہ اسود پر پورا قبضہ ہو جائے۔ اس کو اوس نے تابزیست پیش نظر رکھا۔ اور اوس کے جانشینوں نے اسے کبھی فراموش نہ کیا۔ بلکہ سلطنت کی طاقت کی افزونی کے ساتھ ہی ساتھ اس آرزو کا دائرہ بھی وسیع ہوتا گیا۔ چنانچہ اب خلیج فارس۔ بحیرہ روم۔ بحر الکاہل۔ بحر ابیض اور بحیرہ جرمن بھی اسی دائرہ میں داخل ہیں۔ ان میں سے بعض کے متعلق اوس کی آرزو پوری ہو گئی ہے۔ اور باقیماندہ کے لئے سرتوڑ کوشش ہو رہی ہے۔ جس میں اوسے بظاہر حال یقینی کامیابی ہوگی کیونکہ جو سلطنت سینٹ پیٹرزبرگ سے چلکر سائبیریا اور ترکستان کے ہزارہ میل لمبے لق و دق جنگل اور صحرا طے کرکے چین کے بندرگاہ آرتھر وغیرہ پر قابض اور بحر الکاہل کے چینی ناکوں پر متصرف ہو گئی ہے۔ دوسری اطراف میں اوس کی ترقی کا رکنا قرین قیاس نہیں ہو سکتا۔ پیٹر نے اس مدعا کو پورا کرنے کیلئے گالٹزن اور دیگر سابقہ روسی کمانڈروں سے بالکل مختلف روش اختیار کرکے مناسب مستعدی اور ہنرولیاقت کے ساتھ ٹرکی سے معرکہ آرائی شروع کر دی۔ اور سب سے پہلے اذاف کو جس کی قدر و منزلت سے ترک بیخبر نہ تھی لینے کا ارادہ کرکے ۱۶۹۵ء میں ساٹھ ہزار فوج سے جسمیں یورپین طریقہ پر تیار کی گئیں رجمنٹیں بھی شامل تھیں۔ اوس پر فوجکشی کر دی۔ کثیر التعداد چھوٹے چھوٹے جہازوں کا بہت بڑا بیڑہ بھی جو کم عمیق پانی میں چل سکتا تھا۔ اوس کے ہمراہ تھا۔ ان فوجوں سے آذاف کا محاصرہ کر لیا گیا۔ ترکوں نے حال میں ہی جیسا کہ پہلی جلد میں بتایا جا چکا ہے۔

بقیہ حاشیہ صفحہ ۔ ٹرکی کو بھاگ گیا۔ اور اوس کے کئی صوبے روس کے ساتھ شامل کر دیئے گئے۔ ایران جنگ میں ایک نوعمر لڑکی تھی جس کا خاوند سویڈش فوج میں سارجنٹ تھا۔ اور لڑائی میں قتل ہو گیا تھا۔ اوس بدقسمت کی لڑائی سے صرف ایک دن پہلے شادی ہوئی تھی۔ یہ لڑکی کئی روسی جرنیلوں کی معشوقہ رہنے کے بعد آخر پیٹر کی منظور نظر ہو گئی۔ اور کچھ عرصہ اوس کی آشنا رہنے کے بعد ۱۷۱۲ء میں بیوی بن گئی۔ اوس کا نام کیتھرائن تھا۔ ۱۷۲۲ء میں پیٹر نے کاسپین کے راستہ ایران کے بندر و بندر پر حملہ کر کے اوسے اور نیز تین اور ایرانی صوبے فتح کر لیئے۔ جو بعد میں نادر شاہ نے روسی قبضہ سے چھڑا لئے۔ اس مہم کے بعد تادم مرگ پیٹر ملک کے اندرونی اصلاح میں مصروف رہا۔ ۱۷۱۸ء میں اوس کے بڑے بیٹے نے بغاوت کی۔ جو شکستیاب ہو کر گرفتار ہو گیا۔ اور قید میں ڈالدیا گیا۔ اور بقول بعض باپ نے تعزیر کر کے اوسے مروا دیا۔ اور بعض کا بیان ہے کہ وہ رضائے الٰہی سے بعارضہ سکتہ فوت ہوا۔ پیٹر ۱۶۷۲ء میں ماسکو میں پیدا اور ۱۷۲۵ء میں بمقام سینٹ پیٹرزبرگ فوت ہوا۔ اور اوس کے بعد کیتھرائن تخت پر متمکن ہو کر دو برس حکومت کرتی رہی۔ پیٹر سے اس کے آٹھ لڑکے لڑکیاں ہوئیں۔ جن میں سے صرف دو لڑکیاں کیتھرائن کے بعد زندہ رہیں۔ ان میں سے ایک الزبتھ جو ماں سے کچھ کم ذہین نہ تھی قیصرہ بھی بنی

اوس کی حفاظت کا خوب انتظام کر لیا ہوا تھا۔ ازاکوداوے میں ایسی سخت زک پہنچی۔ کہ اگر کوئی معمولی ہمت کا شخص ہوتا۔ تو پھر بالعمر آزاف کی طرف رخ نہ کرتا۔ ترکوں نے اوسی سال ۱۶۹۵ء میں تیس ہزار روسی فوج کو تہ تیغ کرکے اوسے اپنے علاقہ سے بھگا دیا۔ مگر پیٹر دوسرے ہی برس قلماق اور کاسکوں کا ٹڈی دل اور ساٹھ ہزار باقاعدہ فوج لیکر پھر آزاف پہونچ گیا۔ اوس کے بیڑے نے ترکی جہازوں کے بیڑہ کو جو رسد و کمک لیکر آیا تھا شکست دیکر پسپا کر دیا۔ اور کریمیا سے جو ترکی پاشا کی فوجیں لیکر ساحل کے کنارہ کنارہ موضع اکونین تک پہونچ گئے تھے۔ اون کو بھی اور آگے نہ بڑھنے دیا۔ چنانچہ محصورین نے فاقہ سے مجبور ہوکر ۲۸ جولائی ۱۶۹۶ء کو ہتھیار رکھدیے اور آزاف پر پیٹر کا قبضہ ہو گیا جس نے فی الفور وہاں کے قلعوں اور لنگر گاہ کو مضبوط اور وسیع کر لیا اور جنگی جہاز تیار کرنے کا کام اتنے بڑے پیمانہ پر شروع کر دیا۔ کہ اگر پہلے کچھ شبہ باقی تھا تو وہ اب دور ہو گیا اور دنیا پر واضح ہو گیا۔ کہ روس فلاں اہم مقصد کو مد نظر رکھکر آزاف کیواسطے بیتاب ہو رہا تھا۔

گفتگوئے صلح اور انگلستان و فرانس

شاہ انگلستان کی طرف سے جس کے اصرار پر مصطفی اکوپرلی کی شہادت کے بعد بھی بابعالی نے آسٹریا سے صلح کی سلسلہ جنبانی کرنے کیلئے اپنے وکلاء وائینا بھیجدیئے تھے۔ مگر کوئی نتیجہ مرتب نہ ہوا تھا۔ اوس وقت لارڈ پیجٹ قسطنطنیہ میں سفیر تھا۔ اوس نے اب پھر عثمانیہ وزراء کو صلح کر لینے کی تحریک کرکے کہا کہ انگلستان اور ہالنڈ ثالث بن کر صلح کرا دیں گے۔ سلطان اور اوس کے وزیراعظم نے حسنکرہ صدر خطرات کو مد نظر رکھکر سفیر کی تجویز کو منظور کر لیا۔ سفیر کی کامیابی کی اور بھی وجہ تھی جو آگے معلوم ہو جائیگی۔ اور ہر لیوپولڈ قیصر جرمنی و آسٹریا میں بھی ۱۶۶۲ء اور ۱۶۶۱ء والی ضد نہیں رہگئی تھی۔ اوسے فرانس اور ترکی کے برخلاف کامیابی تو بیشک ہوئی تھی۔ اور وہ کامیابی ایسی تھی۔ کہ غالباً کوئی معمولی سمجھ کے حریص و مغرور بادشاہ اور کسی لئے نہ سہی وائینا کے متواتر محاصروں کا بدلہ لینے کے واسطے ہی قسطنطنیہ پر فوجکشی کر دیتے۔ مگر ایک تو ان لڑائیوں سے اوس کا ملک بھی فریق مخالف کے ملک کی طرح بنجر گیا ہوا تھا۔ اور جنگ کے جاری رہنے کی صورت میں نو مفتوح علاقوں کا پھر ہاتھ سے نکل جانا بعید از قیاس نہ تھا۔ دوسرے پیرانہ سال شاہ ہسپانیہ کی وفات کے بعد جو بظاہر حال چنداں بعید نہیں دکھائی دیتی تھی۔ تخت و تاج ہسپانیہ کیلئے فرانس سے جس کے ساتھ ۱۶۹۷ء میں بمقام رسوک صلح کر لی گئی تھی۔ پھر لڑائی یقینی ہو رہی تھی۔ جس کیواسطے تیار ہونے کے لئے ترکی سے لڑائی بند کر دینا ضروری ہو رہا تھا۔

لوئی چہاردہم نے بھی جو کئی برس تقریباً نصف یورپ سے لڑائی کرتے کرتے تھک گیا تھا۔ جب آسٹریا سے صلح کر لینے کا ارادہ کر لیا تھا۔ تو بابعالی کو اپنے منشاء سے اطلاع دیکر کہلا بھیجا تھا۔ کہ میں صلح کے نام و پیام میں ترکی کو بھی شریک کرائے دیتا ہوں۔ مگر سلطان نے جسے بزور شمشیر اپنے صوبے واپس لے لینے کی توقع تھی۔ صاف

انکار کر دیا تھا۔ اس توقع کے علاوہ سلطان کو فرانس کے سفیر پر جس کی معرفت یہ تجویز پیش کیگئی تھی۔ غصہ بایہ تھا۔ اس کا نام مانشیور ڈی فیروال تھا۔ جو شاٹونف کے بعد مقرر ہوا تھا۔ عرصہ دراز تک ترکوں میں رہنے کے باوجود یہ اون کے آداب سے واقف نہ ہوا تھا۔ اور مزید برآں اپنی بدمعاشانہ روش اور گرم مزاجی سے اوس نے اون کو اور برافروختہ کر دیا ہوا تھا۔ ایک دفعہ وہ تلوار لگائے دربار میں سلطان کے روبرو چلا گیا تھا۔ اس سے سلطان بذاتہ بھی اوس سے کبیدہ خاطر ہو گیا تھا +

مگر جب انگریزی سفیر نے صلح کی تحریک کی تو اب لوئی نے یاد جو دیکہ وہ معاہدہ رسوک کی رو سے آسٹریا سے صلح کر چکا تھا۔ دیوان کو پیغام بھیجا کہ "میں نے جو حال میں صلح کی ہے وہ محض عارضی ہے۔ چارلس ثانی شاہ ہسپانیہ کے عنقریب فوت ہونے پر مجھے اپنی پوری طاقت سے خاندان آسٹریا کے ساتھ لڑائی کرنی پڑیگی۔ باب عالی اوس سے ہرگز صلح نہ کرے"۔ باب عالی نے اس پیغام کی کچھ پرواہ نہ کی۔ وہ شاہ فرانس کے سابقہ طریق عمل سے ہی ناراض نہیں تھا۔ بلکہ اب اوسے یہ بھی خیال ہو گیا تھا۔ کہ فرانس اکیلا ایک طرف ہی اور باقی دول ایک طرف وہ اس مقابلہ میں کبھی پورا نہیں اتریگا۔ اور سب سے بڑی بات یہ تھی۔ کہ فرانس کے رقیب ولیم سوم شاہ انگلستان نے دیوان کے اکثر اراکین کی مٹھی خوب گرم کر دی تھی۔ ان سب باتوں کا یہ نتیجہ ہوا۔ کہ باب عالی نے لوئی کی نصیحت کے برخلاف ہالنڈ اور انگلستان کی ثالثی منظور کر کے آسٹریا سے نامہ و پیام شروع کر دیا۔ ناظرین حیران ہونگے کہ ولیم کو کیا پڑی تھی۔ کہ اوس نے دو اجنبی سلطنتوں میں ثالث بن کر صلح کرا دینے کے لئے زبانی کوشش پر ہی اکتفا نہ کر کے انبار روپیہ خرچ کرنے سے بھی دریغ نہ کیا۔ مگر یہ ایسی گہری اور بار آور چال تھی کہ ایسی ہی تدبیروں کی بدولت انگلستان کو آج یہ عروج حاصل ہے۔ اور ترکی نادانی سے اون چالوں میں آجانیکی بدولت ایسی پابند اور مجبور ہو رہی ہے[1]۔ اور ہر کس و ناکس اپنے تئیں اوس کے اندرونی معاملات میں دراندازی کا مجاز سمجھتا ہے۔ ولیم بہادر جرنیل ہی نہیں۔ اوّل درجہ کا مدبر بھی تھا۔ اس تدبیر کی کامیابی سے کئی فائدے نکلتے تھے۔ ایک تو فرانس کے مقابلہ پر آسٹریا کو یکسوئی حاصل ہوتی تھی۔ دوسرے ترکی پر جہاں ہالنڈ اور انگلستان کی تجارت کو بہت عروج حاصل ہوتا جا رہا تھا۔ منت کرم داشتن۔ ...... اور اوسے ممنون احسان بنانے کے علاوہ اوس کے معاملات میں آئندہ دخیل ہوتے رہنے کے لئے ایک زبردست نظیر قائم ہوتی تھی +

لوئی کو جب خبر ہوئی تو اوس نے پھر باب عالی کو سمجھایا۔ کہ ایسا کرنے سے وہ سخت غلطی کا مرتکب ہوگا۔

---

[1] ترک۔ ان چالوں کو ٹھیک ایک سو برس بعد جا کر سیکھے اور خوب سیکھے۔ مگر اوس وقت کا سیکھنا فضول تھا۔ وہ جال میں پھنس چکے تھے۔ جس کی تاریں دن بدن زیادہ مضبوط اور کثیر اور وہ برعکس اس کے زیادہ نحیف ہوتے جاتے تھے۔ ترکوں کے اس بیدار دستے سود بیداری کی مفصل کیفیت اپنے موقعہ پر درج کی جائیگی۔ مؤلف۔

اور اپنے قول کی تائید میں بند برودت دلیل پیش کی۔ کہ ٹرکی کے اعدا صرف ایسی شرائط پر صلح کرینگے۔ کہ جب تک وہ اون سے بچی رہے تب ہی تک اوس کا وجود قایم رہے کیونکہ اب تک جتنی لڑائیاں عیسائیوں سے اوس کی ہوئی ہیں۔ اوس نے اپنا قدم کبھی پیچھے نہیں ہٹایا ہیں اگر اب کے اوس نے ایسا کیا تو اوس کی طاقت و قوت کا دنیا میں جو دبدبہ ہے وہ کافور ہو جائیگا۔ اس لئے میں تاکیداً نصیحت کرتا ہوں۔ کہ فرانس کے محاربہ کو شروع کرنے کے وقت تک ٹرکی لڑائی کو برابر جاری رکھے اور میں وعدہ کرتا ہوں کہ جب تک ٹرکی ہنگری اور اپنے تمام دیگر صوبجات کو پھر فتح نہ کرلے میں ہتھیار ہاتھ سے نہیں رکھونگا۔ اور آسٹریا سے صلح نہیں کرونگا" لوئی جیسا کچھ ترکوں کا خیرخواہ تھا۔ اوس کا پہلے ذکر ہو چکا ہے۔ مگر اوس کی یہ صلاح جیسا کہ واقعات مابعد سے ثابت ہو گیا بالکل مخلصانہ اور ٹرکی کیلئے نہایت مفید تھی۔ لیکن وہی پہلے موانع اب بھی حائل تھے۔ ایک تو فیرڈوال ان پیغام کا پہونچانے والا تھا۔ اور دوسرے ہالنڈ و انگلستان کے سفراء دھمکی دلاسا۔ چالبازی اور نقدہ حرمتہ کی ذریعہ سے اعلی وزراء پر پورا قابو حاصل کرچکے ہیں +

لوئی کو خشک جواب دیا گیا۔ کہ "فرانس اپنی مرضی سے صلح و جنگ کرتا رہا ہے۔ اوس نے ٹرکی سے کبھی استمزاج نہیں کیا۔ اوسی طرح ہم بھی اپنی رائے پر چلتے ہیں" جب نامہ و پیام شروع ہو گئے تو فیرڈوال نے اوس وقت بھی اون کو رکوا دینے کیلئے بڑی کوشش کی۔ لیکن جب دیوان نے اوسے علانیہ کہدیا کہ "صلح کا پختہ ارادہ کرلیا گیا ہے اور ضرور صلح کیجائیگی۔ تم خواہ مخواہ مخالفت کرنیکی تکلیف نہ اٹھاؤ" تو وہ بیچارہ خاموش ہو گیا اور ۱۶۹۹ء میں بمقام کارلووز معاہدہ صلح پر دستخط ہو گئے +

انگریزی سفیر لارڈ پیجٹ نے تجویز پیش کی کہ انگلستان فریقین میں اس اصول پر صلح کرائے کہ گفتگو سے صلح کیوقت ہر ایک فریق کے قبضہ میں جو علاقہ ہو وہ اوسی کے پاس رہنے دیا جائے۔ سلطان مصطفی اس تجویز سے کب متفق الرائے ہو سکتا تھا۔ اس اصول کے مطابق اوس کی سلطنت کے کئی زرخیز اور وسیع علاقے ہمیشہ کے لئے اوس کے اعداء کو ملتے تھے۔ مگر ادھر صلح کی بھی سخت ضرورت تھی۔ اس لئے اوس نے تجویز مذکور کو قطعاً مسترد کرنیکی بجائے اوس میں چند اہم ترمیمیں کئے جانے کی کوشش کی اور خود اپنے ہاتھ سے نئی تجویز لکھکر لارڈ پیجٹ کو دی۔ یہ پہلا موقعہ تھا۔ کہ کسی ترکی سلطان نے ایسا کیا ہو۔ سلطانی تجویز کے ساتھ ایک خط بھی منسلک کیا گیا۔ جو وزیر اعظم نے شاہ انگلستان کیطرف لکھا تھا۔ ان میں شاہ انگلستان سے بیچ بچاؤ کر کے چند شرائط اور مستثنیات کے ساتھ بالعموم متذکرہ صدر اصول کے مطابق صلح کرا دینے کی درخواست کی گئی۔ شرطیں یہ تھیں۔ کہ آسٹرین صوبہ ٹرینسلوینیا کو چھوڑدیں۔ شہر پیٹر وارڈن برباد کردیا جائے۔ اور کہ

لہ اس اصول کو لاطینی میں یوٹی پاسی ڈی ٹیس کہتے ہیں۔ مؤلف۔

آسٹرین اون تمام قلعوں کو جو دریاء اونا کے ترکی ساحل پر واقع ہیں خالی کردیں۔ اسی طرح کی چند اور مستثنیات تھیں۔ لارڈ پیجٹ نے وزیر اعظم کا خط اپنے سکرٹری کو دیکر اوسے وائینا روانہ کیا۔ اور آسٹرین گورنمنٹ کو اطلاع دی گئی کہ انگلستان متخاصمین میں صلح کرا دینے کیلئے بیچ بچاؤ کرنے پر بہمہ وجوہ تیار ہے۔ اس کے جواب میں بابعالی کو لکھا گیا کہ قیصر نمسہ (آسٹریا) لیوپولڈ صلح کے لئے گفتگو کرنے پر آمادہ ہے۔ مگر باین شرط کہ ہر فریق کو اوس علاقہ پر جو اوس کے تصرف میں ہے۔ قابض رہنے دیا جائے۔ اور روس کو بھی معاہدہ میں شامل کرلیا جائے بابعالی نے مجبور ہوکر ان شرطوں کو تسلیم کرلیا۔ بعد میں وینس اور پولنڈ کو بھی گفتگوء صلح میں شریک کرلیا گیا اور ہالنڈ بطور ثالث انگلستان کے ہمراہ ہوگیا۔ زار پیٹر گو ترکی کے ساتھ لڑائی جاری رکھنے کا خواہاں نہ تھا۔ تاہم وہ صلح ہوجانا بھی پسند نہیں کرتا تھا۔ اور مجوزہ اصول اوسے سخت ناگوار تھا۔ کیونکہ وہ صرف مفتوحہ بندر آزاف کو ہی قابو میں نہیں رکھنا چاہتا تھا۔ بلکہ کریمیا کے مشہور شہر کرچ کو بھی لینے کا خواہشمند تھا۔ ۱۶۹۸ء میں اوس نے وائنا جاکر قیصر لیوپولڈ سے ملاقات کی اور آخر الذکر سے دریافت کیا کہ تم کیوں صلح کے آرزومند ہو لیوپولڈ نے جواب دیا "میں نے بذات خود صلح کی خواہش ظاہر نہیں کی۔ اول اول انگلستان نے اس کی تحریک کی۔ اور اوس کی ثالثی سے کوئی اندیشہ نہیں۔ متحدہ مسیحی فرمانرواؤں یعنی آسٹریا۔ وینس۔ پولنڈ۔ اور روس کے بادشاہوں میں سے ہر ایک مفتوحہ علاقوں پر قابض رہیگا" زار نے کہا میں بھی نہیں چاہتا۔ بلکہ کرچ کے ملنے پر بھی اصرار کرتا ہوں۔ معاہدہ میں یہ شرط بھی ضرور لکھوائی جاوے اور اگر ترکی اوسے دینا قبول نہ کرے تو آسٹریا اور روس بابعالی کے برخلاف از سر نو جدید اتحاد کرلیں" قیصر نے زار کو کرچ دے دینے کی کوشش کرنیکا وعدہ کرکے ساتھ ہی یہ بھی کہدیا کہ ایسے وقت جبکہ صلح کرا دینے کیلئے دول یورپ کی کانگرس مجتمع ہونیوالی ہو جارحانہ اتحاد کی تجدید موزون نہیں۔ یعنی اگر ترکی نے کرچ کا دینا قبول نہ کیا۔ تو اوس پر اعلان جنگ کردینا مناسب نہیں۔ اونہی دنوں دوسرے موقع پر زار نے آسٹرین وزیر کونٹ کنسکی سے دوران گفتگو دریافت کیا "صلح پر کونسی طاقت زور دے رہی ہے" وزیر نے جواب دیا "ہماری مقدس رومن سلطنت (یعنی پوپ) اس پر مصر ہے۔ ہسپانیہ اس پر مصر ہے۔ انگلستان اور ہالنڈ اس کے لئے تقاضا کر رہے ہیں الغرض کل مسیحی طاقتوں کی یہی خواہش ہے" یہ سنکر زار پکار اٹھا "خبردار! انگلستان اور ہالنڈ کے بھروسے نہ آنا۔ اون کو صرف اپنی تجارت کی بہتری منظور ہے۔ اپنے رفقاء کے اغراض کی انہیں کچھ پرواہ نہیں" شاہ پولنڈ بھی "یوٹی پاسی ڈیٹس" اصول پر معترض تھا۔ اس کے روسے کامی نیک ترکوں کے قبضہ میں رہتا تھا۔ اور پولنڈ کی کلید یہی مقام تھا۔ آخر بے شمار دقتوں اور تعویقوں کے بعد پانچوں جنگ کنندہ اور دونوں ثالث سلطنتوں کے وکلاء ۲۴۔ اکتوبر ۱۶۹۸ء کو قصبہ کارلووز میں جو کانگرس کے لئے

تجویز کیا گیا تھا۔ جمع ہو گئے اور مصالحت کی گفتگو اور کارروائی شروع ہو گئی۔ یہ قصبہ ڈینوب کے داہنے ساحل پر پیٹروارڈن سے تھوڑے سے فاصلہ پر بجانب جنوب واقع ہے+

معاہدہ کارلووز اور اوس کے نتائج

اس گفتگو میں بہت وقت صرف ہوا۔ ہر ایک اپنے اپنے دعاوی پر اس قدر زور دیتا تھا۔ کہ کئی دفعہ کانگرس کے درہم برہم ہو جانے میں شک نہ رہا گیا اور ثالثوں کی وکلاء بڑی مشکل سے اوسے قایم رکھ سکے۔ آداب و احترام ترتیب نشست و اجلاس اور بادشاہوں کے لقب و القاب کے متعلقہ تنازعوں کے علاوہ کانگرس کو بے شمار اہم دعاوی اور اعتراضات کا تصفیہ کرنا پڑا۔ آسٹریا اور وینس کے سوائے ہر فریق اپنے اپنے حق میں قبضہ کے عام اصول سے کچھ نہ کچھ انحراف کا خواستگار تھا۔ روسی ایلچی عرصہ تک کرچ کے ملنے کا بڑے زور شور سے تقاضا کرتا رہا۔ عثمانی مصر تھے کہ آسٹریا ٹرینسلوینیا کو چھوڑ دے۔ یا اوس پر متصرف رہنے کے عوض بابعالی کو خراج دیتا رہے۔ ساتھ ہی اون کا یہ بھی تقاضا تھا کہ وینس موریا سے شمال کی طرف کے اکثر مفتوحہ مقامات واپس کر دے۔ اور روسی آذاف کو خالی کر دیں۔ پولی کامی نیک کے واپس ملنے کا راگ الاپتے رہے۔ اور آسٹریا نے بھی گو وہ اصول مقررہ کا پابند رہا۔ کئی نئی حجتیں کھڑی کر دیں۔ اوس نے مطالبہ کیا۔ کہ قبر مسیح علیہ السلام کی تولیت پھر فرانسکن طبقہ کے پادریوں کو دیجائے۔ جزیرہ کیوس دساؤ میں فرقہ جیسوٹ کے عیسائی جہاں جہاں قابض ہیں۔ اون کا قبضہ ہمیشہ کیلئے تسلیم کیا جائے۔ اور بابعالی ٹرینی ٹیرین (معتقدان تثلیث) انجمن کو چندہ عائنیں عطا کرے۔ یہ انجمن زر فدیہ دیکر عیسائی اسیروں کو غلامی سے آزاد کرنیکی غرض سے قایم ہوئی تھی یونانی ماوروکورڈاٹو نے جو عثمانیہ دربار کی طرف سے اعلیٰ سفیر تھا۔ ان مطالبوں کے جواب میں کہا۔ "بابعالی نہیں جانتا ٹرینی ٹیرین فرانسکن۔ یا جیسوائٹ کون بلا ہیں"۔ تاہم معاہدہ میں چند ایسی دفعات درج کر دینے کا فیصلہ کیا گیا جن کے رو سے سلطان نے سابقہ کیپی تولیشنز (امتیازات) اور خطوط شریفہ (فرامین سلطانی) کے مطابق عیسائیوں کو برابر اپنے ظل عاطفت میں رکھنے کا وعدہ کیا۔ مگر دنقول گریسی) ایک امر پر عثمانی قابل تعریف طور پر ثابت قدم رہے۔ جس کے لئے وہ صدآفرین کے مستحق ہیں۔ انہوں نے اپنی قومی لاج کو بٹہ نہ لگنے دیا۔ اور دنیا کو دکھا دیا کہ مہمان نوازی اس کا نام ہے۔ آسٹریا نے مطالبہ کیا۔ کہ ترکی پناہ گزین ٹکلی کو بحیثیت باغی قیصر کے حوالہ کر دے۔ بابعالی نے صاف انکار کر دیا۔ اور آخر بڑے اصرار اور مشکلوں کے بعد سلطان نے صرف اس قدر وعدہ کیا کہ ہنگرین کونٹ ٹکلی اور اوس کے رفقاء کو سرحد سے اتنے فاصلہ پر رکھا جائیگا کہ وہ قیصر کے ممالک محروسہ میں فتنہ و فساد برپا نہ کر سکیں۔ اس وعدہ کے معاوضہ میں آسٹریا نے ٹکلی کی بیوی ہیلن کی ضبط کردہ جایداد کو واگذار کر دینا اور اوسے اپنے خاوند کے پاس چلے جانے کی اجازت دیدینا منظور کر لیا ہے[1]

[1] ۱۷۹۱ء کی گفتگوئے مصالحت میں بھی جو ایک سفیر کی وساطت سے وائنا میں شروع ہو کر سستوا تک پہنچی (دیکھو صفحہ ثانی)

کئی ہفتوں کے بحث و مباحثہ۔ لڑائی جھگڑا۔ دھمکیوں اور سازشوں کے بعد آخر شرائط صلح کی مرتب ہو گئیں۔ آسٹریا اور ٹرکی میں ۲۵ برس کیلئے معاہدہ ہوا جس کے رو سے قیصر لیوپولڈ صوبہ ٹرینسلوینیا۔ ہنگری کے اوس علاقے کا جو دریا ہارڈش (مارومک) کے شمال اور دریا تھی اس کے قرب میں ہے۔ اور تھوڑے سے حصے کے ماسوائے جو دریاء ڈینوب اور دریاء ساؤ کے درمیان ہے۔ کل صوبہ سلووینا کا بادشاہ تسلیم کیا گیا۔

پہلے دونوں صوبوں کا جسقدر علاقہ دیا گیا تھا۔ اوس کی حد بندی کے لئے قدرتی نشان موجود تھے۔ تیسرے صوبہ سلیوونیا یا سری آم کی سرحد کے کچھ حصہ پر ایسے نشان نہ تھے۔ جن کے عوض دریاء ڈینوب اور تھی ایکے محل انصال سے لیکر اوس مقام تک جہاں دریاء باسوٹ ساؤ میں گرتا ہے خندقیں کھودی گئیں اور باڑ لگا دی گئی۔ اس سے آگے دریاء ساؤ کا گذرگاہ اور اوس سے آگے دریاء اونا قدرتی نشان موجود تھے۔ پولنڈ اور ونیس کے ساتھ بلا تعین میعاد معاہدے ہوئے۔ پولنڈ کو پوڈولیا۔ یوکرین اور کامی نیک مل گئے۔ وینس کو ڈلمیشیا اور موریا کے مفتوحہ حصوں پر قابض رہنے دیا گیا۔ مگر جو مقام اوس نے خاکنائے کارنتھ کے شمال میں فتح کئے تھے۔ وہ ترکوں کو واپس دلا دیئے گئے۔ مگر اہالی ونیس لیپانٹو کو خالی کرنے سے پہلے اوس کے تمام قلعوں کو منہدم کر گئے۔ روس نے اوس وقت قطعی معاہدہ کرنے سے انکار کر کے صرف دو برس کیلئے عارضی صلح کی۔ مگر بعد میں جلد ہی اوس کی میعاد

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۴) ہی تھی۔ آسٹرین سفراء نے بڑا زور دیا تھا کہ ٹکلی کو آسٹریا کے حوالہ کر دیا جائے۔ تاکہ اوسے غداری کی سزا دی جائے۔ اس کے جواب میں عثمانیہ سفیر ذوالفقار آفندی نے کہا "میں خود ٹکلی کو اپنے ملک کا دشمن اور اس محاربہ کا بانی مبانی سمجھتا ہوں۔ ٹکلی سلطان کے کتے سے زیادہ حیثیت و حقیقت نہیں رکھتا۔ اور میرے بادشاہ کو ایسے شخص کی حیات و ممات کی کچھ پرواہ نہیں۔ مگر ساتھ ہی یہ یاد رہے۔ کہ میں ٹکلی کا قاتل بننے کے لئے اس سفارت پر اس قدر مسافت طے کر کے نہیں آیا۔" اس پر ثالث یعنی ڈچ سفیر نے کہا "جبکہ تم اوس کی حیثیت کتے سے زیادہ نہیں جانتے۔ تو ظاہر ہے کہ تم اوس کی حوالگی کو کوئی ایسی بڑی بات نہیں سمجھو گے۔ اور اس مسئلہ کو طول دیکر اہم معاملہ نہیں بناؤ گے۔" ذوالفقار نے جواب دیا "ہاں ٹکلی بیشک کتا ہے۔ ایسا کتا ہے جس کا اوٹھنا۔ بیٹھنا۔ لیٹنا۔ بھونکنا۔ خاموش رہنا سلطان کے حکم پر موقوف ہے۔ جیسا حکم ہوتا ہے اوسی طرح کرتا ہے۔ مگر یہ کتا بادشاہ عثمانیہ کا کتا ہے۔ اور اوس کے ذرہ سے اشارہ سے یہ کتا چشم زدن میں ہیبت ناک شیر ببر ہو سکتا ہے۔" (مؤلف)

لے یعنے اس معاہدہ سے ٹرینسلوینیا اور سلیوونیا کے چھوٹے چھوٹے حصے اور ہنگری میں صرف تیمسوار ترکوں کے پاس رہ گیا۔

ہے یہ مسٹر بر صاحب لکھتے ہیں کہ وینس کو ڈلمیشیا کا مفتوحہ علاقہ بھی تقریباً کل واپس کر دینا پڑا۔ کریسی صاحب جیسا کہ متن میں درج ہے۔ اوسکے برعکس لکھتے ہیں۔ اولیور صاحب کا بیان ہے۔ کہ ڈلمیشیا میں اہالی ونیس کے پاس مضبوط سرحد رہنے دی گئی (مؤلف)

تیس برس کر دیگئی۔ کیونکہ اٹھارہویں صدی کے شروع میں زار ٹرکی کا خیال چھوڑکر سوئیڈن کے علاقے فتح کرکے اپنی مملکت کو بڑھانے کی تدابیر میں مصروف رہا۔ معاہدہ کارلووٹز کے روسے آذاف کا بندرگاہ اور وہ علاقہ جو روسیوں نے بحیرہ آذاف کے شمال میں فتح کیا تھا۔ زار کے قبضہ میں رہنے دیا گیا۔ اور کل خراج جو متعدد عیسائی طاقتیں بابعالی کو دیا کرتی تھیں۔ موقوف کر دیئے گئے۔ اس معاہدہ پر ۲۶ جنوری ۱۶۹۹ء (۱۶ رجب سنہ ۱۱۱۰ھ) کو دستخط ہوئے +

ہنگری ٹرنسلوانیا۔ موریا۔ ڈلمیشیا۔ پوڈولیا۔ یوکرین اور آذاف یکبارگی اس قدر صوبوں کا ایک ہی وقت سلطنت سے جدا ہو جانا سلطنت عثمانیہ کے انحطاط کو دنیا سے پوشیدہ نہیں رکھ سکتا تھا۔ یہ پہلا بڑا رخنہ تھا۔ جو اس اسلامی حکومت کی حدود میں آپڑا۔ اس سے یورپ والوں کے دلوں سے ترکوں کی دہشت اٹھ گئی فتح و ظفر مندی کا سہرا ٹرکی کے سر سے اتر گیا۔ اور وہ عیسائیوں کی نظروں میں حقیر و ذلیل نہ سہی۔ ویسی ہی ایک سلطنت ہو گئی۔ جیسی کہ دوسری تھیں۔ اوس کی بڑائی اور فوقیت کا بڑا باعث یہی تھا۔ کہ وہ کل یورپین سلطنتوں سے الگ تھلگ تھی۔ اوسے مغربی یورپ کے معاملات سے کچھ سروکار نہ تھا۔ اگر تعلق تھا تو صرف وہی جو ایک زبردست اولوالعزم اور فاتح سلطنت کو غیر جنس کمزور ریاستوں سے ہوتا ہے۔ اس معاہدہ سے وہ علیحدگی کافور ہو گئی۔ اور وہ بھی یورپ کے کل معاملات اور جھگڑوں میں شریک ہو گئی۔ ایک عیسائی مؤرخ نے کیا ٹھیک کہا ہے۔ وہ لکھتا ہے "ٹرکی نے اپنے قدیم اور کھرے رفیق (یعنی فرانس) کی نصیحت نہ مانی۔ اور حریص و طامع ہمسایوں اور خود غرض دوستوں (انگلستان وغیرہ سے مراد ہے) کے جھگڑوں میں آکر اونکے پھندے میں پھنس گئی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ اوس کے تنزل و انحطاط کا رکنا محال ہو گیا"[1]

جرمن مؤرخ داں ہمیر لکھتا ہے کہ "معاہدہ کارلووز ان معاہدوں میں سے ہے۔ جو خاص غور و فکر چاہتے ہیں۔ بعض لڑائیاں شائقین تاریخ کی خاص توجہ کی متقاضی ہوتی ہیں۔ اور اون پر پوری توجہ سے غور کیا جاتا ہے یہی کیفیت بعض معاہدوں کی ہے۔ کارلووز کے معاہدہ کے رو سے ترکوں کی سرحد پولنڈ اور ہنگری کی طرف نیسٹر۔ ساوا اور اونا کے دریاؤں سے محدود ہو گئی۔ وسیع رقبہ اون کے تصرف سے نکل گیا۔ دنیا کو اون کی فتوحات و طاقت کا کوئی خوف نہ رہگیا۔ اوس کا تنزل جسے مراد چہارم کے آہنین پنجہ اور کوپرلی اول کی زبردست اور خوفناک تدابیر نے کچھ عرصہ کے لئے تھام لیا تھا کل عالم پر ہویدا ہو گیا۔ اور پھر اوسے نہ اس خاندان کے وزراء کی دانائی روک سکی اور نہ وہ اون غیر تربیت یافتہ اور بے قواعد سپاہیوں کے جم غفیر اور جرار فوجوں سے جنہیں بابعالی مشکل کے وقت میدان جنگ میں بھیجتا رہا۔ دنیا کی نگاہوں سے پوشیدہ رکھا جا سکا۔ مگر یہ عہد نامہ

[1] مسٹر سنوز۔ تاریخ عثمانیہ۔ جلد اول صفحہ ۱ تا ۳ +